

<https://ur.wikipedia.org/s/pom>

حسین بن علی بن ابی طالب (عربی: الْحُسَيْنَ ابْن عَلِيٍّ 10 جنوری 623 - 10 اکتوبر 680) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور علی ابن ابی طالب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ زہرا کے بیٹے تھے۔ وہ اسلام میں ایک اہم شخصیت ہیں کیوں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل میں سے ہیں اور اہل تشیع کتب فکر میں تیسرے امام بھی سمجھے جاتے ہیں۔

'حسین بن علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے نواسے اور علی بن ابی طالب و فاطمہ زہرا کے چھوٹے بیٹے تھے۔ حسین' نام اور ابو عبد اللہ کنیت ہے۔ ان کے بارے میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حُسَيْنٌ مِنِّي وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا حُسَيْنٌ سَبْطٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ یعنی 'حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کر۔ حسین میرے الانبیاء میں سے ایک سَبْطٌ ہے' [4]

حسین بن علی بن ابی طالب (4-61 ھ) ابا عبد اللہ و سید الشهداء کے نام سے مشہور شیعوں کے تیسرے امام ہیں۔ دس سال منصب امامت پر فائز رہے اور واقعہ کربلا میں شہید ہوئے۔ آپ علی ابن ابی طالب اور فاطمہ زہرا کے دوسرے بیٹے اور پیغمبر اکرمؐ کے نواسے ہیں۔

شیعہ اور اہل سنت تاریخی مصادر کے مطابق پیغمبر خداؐ نے آپؑ کی ولادت کے دوران میں آپ کی شہادت کی خبر دی اور آپ کا نام حسین رکھا۔ رسول اللہ حسن بن علی اور حسین بن علی کو بہت چاہتے تھے اور ان سے محبت رکھنے کی سفارش بھی کرتے تھے۔ امام حسینؑ اصحاب کسا میں سے ہیں، مباہلہ میں بھی حاضر تھے اور اہل بیت پیغمبر میں سے ایک بھی ہیں جن کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے۔ امام حسینؑ کی فضیلت میں آنحضرتؐ سے بہت ساری روایات بھی نقل ہوئی ہیں انہی میں سے یہ روایات بھی ہیں؛ «حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں» نیز «حسین چراغ ہدایت اور کشتی نجات ہے۔»

اپنی وفات سے قبل، اموی حکمران معاویہ نے حسن معاویہ معاہدے کے برخلاف اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ [5] جب معاویہ 680ء میں فوت ہوئے تو، یزید نے مطالبہ کیا کہ حسین اس کی بیعت کریں۔ حسین نے یزید سے بیعت کرنے سے انکار کر دیا، حالانکہ اس کا مطلب اپنی جان کی قربانی دینا تھا۔ نتیجہ کے طور پر، انھوں نے 60 ہجری میں مکہ مکرمہ میں پناہ لینے کے لیے، اپنے آبائی شہر مدینہ پہنچوا دیا۔ [6] وہاں، کوفہ کے لوگوں نے ان کو خط بھیجا اور بیعت کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اپنے رشتہ داروں اور پیروکاروں کے ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ کچھ سازگار اشارے ملنے کے بعد، کوفہ کی طرف روانہ ہوئے [7] لیکن کربلا کے قریب انھیں یزید کی فوج نے روک لیا۔ یزید نے 10 اکتوبر 680 (10 محرم 61 ہجری) کو، کربلا کی لڑائی میں ان کے بیشتر اہل خانہ اور ساتھیوں سمیت، جس میں حسین کا چھ ماہ کا بیٹا، علی الاصغر، خواتین اور بچوں سمیت قتل کیا گیا تھا اور ان کا سر قلم کر دیا گیا تھا۔ [8][9][10]

اسلامی تقویم کے پہلے مہینے محرم کے دوران میں حسین اور اس کے بچوں، کنبہ اور ساتھیوں کی سالانہ یاد منائی جاتی ہے۔ جس دن انھیں شہید کیا گیا عاشورہ (محرم کی دسویں تاریخ، شیعہ مسلمانوں کے سوگ کا دن) کے نام سے جانا جاتا ہے)۔ حسین علیہ السلام کے اعمال کربلا بعد میں شیعہ تحریکوں کے لیے لہندہ بنے [10] حسین کی زندگی اور شہادت کا وقت انتہائی اہم تھا کیونکہ وہ ساتویں صدی کے سب سے مشکل دور میں تھے۔ اس وقت کے دوران میں، اموی مظالم زور پکڑ گئے تھے اور حسین اور اس کے

حسین بن علی

(عربی میں: **أبو عبد الله الحسين بن علي بن أبي طالب**)



معلومات شخصیت

9 جنوری 626ء

مدینہ منورہ

10 اکتوبر 680ء (54 سال)^[1]

کربلا

روضہ امام حسین

شمر بن ذی الجوشن

■ خلافت راشدہ

سلطنت امویہ

لیلئ بنت ابی مرہ

شہربانو

ام اسحاق بنت طلحہ

رباب بنت امرؤ القیس

عاتکہ بنت زید

زین العابدین^[2]، علی اکبر، علی

اصغر، رقیہ بنت حسین، فاطمہ

صغریٰ، سکینہ بنت حسین، صفیہ

بنت حسین

پیدائش

وفات

مدفن

قاتل

شہریت

زوجہ

اولاد

تواریوں نے جو موقف اختیار کیا، وہ مظالم اور ناانصافیوں کے خلاف آئندہ کی بغاوت کو متاثر کرنے والی مزاحمت کی علامت بن گیا۔ پوری تاریخ میں، نیلسن منڈیلا اور مہاتما گاندھی جیسی متعدد قابل ذکر شخصیات نے ظلم کے خلاف حسین کے موقف کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے کہ وہ ناانصافی کے خلاف اپنے لڑائی لڑ رہے ہیں۔^[11]

حسین نے اپنی زندگی کے ابتدائی سات سال اپنے نانا، محمد کے ساتھ گزارے۔ محمد کے توالد جات نقل کیے گئے ہیں جو حسین اور اس کے بھائی حسن مجتبیٰ میں اپنی دلچسپی ظاہر کرتے ہیں۔ جیسے: "حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے مالک ہیں۔" حسین کے بچپن کا سب سے اہم واقعہ مباہلہ کی تقریب میں شرکت کرنا اور مباہلہ کی آیت میں "انہاءنا" کہلائے جانا ہے۔ علی ابن ابی طالب کی خلافت کے دوران میں، حسین اپنے والد کے نقش قدم پر تھے اور جنگوں میں ان کے ساتھ تھے۔ پھر، اس نے معاویہ کے ساتھ اپنے بھائی کے امن معاہدے پر قائم رہا اور معاویہ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ تاہم، اس نے معاویہ کی جانب سے اسلام میں صلح نامہ اور مذاہب کے خلاف یزید کو ولی عہد کی حیثیت سے قبول کرنے کی درخواست پر غور کیا اور اسے قبول نہیں کیا۔

60ھ میں معاویہ کی موت کے بعد، انھوں نے یزید کے ساتھ بیعت کرنے سے گریز کیا اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ مکہ چلے گئے اور چار ماہ تک وہیں مقیم رہے۔ کوفہ کے لوگ، جو زیادہ تر شیعہ تھے، معاویہ کی موت پر خوش تھے اور انھوں نے حسین کو ایک خط لکھا کہ وہ اب بنی امیہ کی حکومت کو برداشت نہیں کریں گے اور اس سے بیعت کریں گے۔ حسین نے اپنے کرن، مسلم بن عقیل کو بھی، وہاں اس صورت حال کی چھان بین کے لیے بھیجا۔ پھر، کوفہ کے نئے حکمران عبید اللہ ابن زیاد کے اقدامات کے نتیجے میں، لوگ خوفزدہ ہو گئے اور مسلم کو تنہا چھوڑ گئے۔ حسین، کوفہ میں ہونے والے واقعات سے بے خبر، اپنے دوستوں کے ایما پر ذوالحجہ 60ھ میں کوفہ کے لیے روانہ ہوئے، خدا نے وہ کیا کرنا چاہا۔ اس سڑک کے وسط میں، حرف ابن یزید یحییٰ کی سربراہی میں کوفہ کی سپاہ نے کوفہ جانے والے قافلے کا راستہ روک لیا اور اس کے نتیجے میں یہ قافلہ اپنے راستے سے ہٹ گیا اور سن 61 ہجری میں محرم کے دوسرے دن کو کربلا پہنچے۔ عمر بن سعد کی کمان میں محرم کے تیسرے دن سے فوجیں کوفہ سے اس علاقے میں داخل ہو گئیں۔ محرم کے دسویں دن کی صبح، عاشورہ، حسین نے اپنی فوج تیار کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ابن سعد کی فوج کو خطبہ دیا اور ان سے اپنا موقف بیان کیا۔ لیکن اسے دوبارہ بتایا گیا کہ اسے پہلے یزید کے سامنے ہتھیار ڈالنا ہوں گے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ کبھی خود کو غلام کی حیثیت سے سرنڈر نہیں کرے گا۔ یوں، کربلا کی جنگ شروع ہوئی اور دونوں فریقوں کی ایک بڑی تعداد ہلاک ہو گئی۔ دوپہر کے بعد، حسین کی فوج کا بہت محاصرہ کیا گیا۔ اس کے سامنے حسین کے ساتھیوں اور کنبہ کے قتل کے ساتھ، وہ آخر کار تنہا رہ گیا اور اس کے سر اور بازو کو زخمی کر دیا اور اس کے پھرے کے بل زمین پر گر پڑے اور سنان ابن انس نخعی یا شمر بن ذی الجوشن نے ان کا سر کاٹ دیا۔ جنگ ختم ہوئی اور ابن زیاد کے سپاہیوں نے لوٹ مار کی۔ ابن سعد نے میدان جنگ چھوڑنے کے بعد، بنی اسد نے حسین اور دوسرے مقتول کو وہاں دفن کر دیا۔ حسین کا سر، دوسرے بنو ہاشم کے سروں کے ساتھ، قیروں کے ایک قافلے کے ساتھ کوفہ اور دمشق لے جایا گیا۔

تمام اسلامی مذاہب، بنو امیہ کے حامیوں کے علاوہ، حسین کو محمد کا نواسہ اور صحابی کہتے ہیں۔ شیعہ اسے ایک معصوم امام اور شہید سمجھتے ہیں۔ بہت سارے مسلمان خصوصاً شیعہ کربلا کی برسی پر سوگ مناتے ہیں۔ ان کے بقول، حسین کوئی من مانی باغی نہیں تھا جس نے ذاتی مفاد کے لیے اپنی اور اپنے اہل خانہ کی جان قربان کر دی۔ انھوں نے معاویہ کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ یزید سے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ اپنے والد کی طرح، اس کا بھی ماننا تھا کہ خدا نے اہل بیت کو محمد کی قوم کی رہنمائی کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور کوئی خطوط کی آمد کے ساتھ ہی اس نے اپنے چاہنے والوں کے مشورے کے برخلاف، فرض شناسی کا احساس محسوس کیا۔ تاہم، انھوں نے جان بوجھ کر شہادت کی تلاش نہیں کی۔ اور یہ واضح ہونے کے بعد کہ اسے کوفیوں کی حمایت حاصل نہیں ہے، اس نے عراق چھوڑنے کی پیش کش کی۔ مسلم ثقافتوں، خاص طور پر شیعہوں کے مشہور ثقافت، فن اور ادب میں، حسین اور اس کے ساتھیوں کی زندگی اور قتل عام کے بارے میں بہت سارے کام ہیں۔

اسلام میں، اس دن کو (محرم کے مہینے کی 10 تاریخ) بہت ہی مقدس سمجھا جاتا ہے اور ایران، عراق، پاکستان، ہندوستان، بحرین، جمیکا سمیت بہت سے ممالک میں اس دن سرکاری تعطیلات دی جاتی ہیں۔

والد

والدہ

بہن/بھائی

علی بن ابی طالب

فاطمۃ الزہرا

ام کلثوم بنت علی، رقیہ بنت

علی، زینب بنت علی، حسن

ابن علی، ہلال ابن علی، جعفر

ابن علی، عباس بن علی،

محسن بن علی، عبد اللہ بن

علی، عبید اللہ بن علی، محمد

بن حنفیہ، ابوبکر بن علی بن

ابی طالب، عمر بن علی بن

ابی طالب، عثمان بن علی بن

عملی زندگی

زین العابدین

نمایاں شاگرد

پیشہ

عسکری قائد، الہیات دان، شاعر

مادری زبان

کلاسیکی عربی

پیشہ ورانہ

کلاسیکی عربی^[3]

زبان

عسکری خدمات

جنگ جمل، جنگ صفین، جنگ

لڑائیاں اور

نہروان، سانحہ کربلا

جنگیں

درستی [https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=%D8%A%D8%B3%DB%8C%D9%86_%D8%A8%D9%86_%D8%B3%DB%8C%D9%86_%D8%A8%D9%86_%D8%B9%D9%83%DB%8C%D9%86_%D8%A8%D9%86_%D8%B9%D9%84%DB%8C&action=edit](https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=%D8%A%D8%B3%DB%8C%D9%86_%D8%A8%D9%86_%D8%B3%DB%8C%D9%86_%D8%A8%D9%86_%D8%B9%D9%83%DB%8C%D9%86_%D8%A8%D9%86_%D8%B9%D9%84%DB%8C&action=edit§ion=0) - ترمیم



مقالہ بہ سلسلہ مضامین

اولادِ محمد

حضرت محمد کے بیٹے

قاسم _ عبداللہ _ ابراہیم

حضرت محمد کی بیٹیاں

فاطمہ _ زینب _ ام

کلثوم

رقیہ

حضرت فاطمہ کی اولاد

بیٹے

حسن _ حسین _ محسن

حضرت فاطمہ کی اولاد

بیٹیاں

زینب - ام کلثوم

دیکھیں • تبادلۂ خیال • ترمیم

تعارف

حسین بن علی بن ابی طالب (عربی زبان میں: **ٱلْحُسَيْن بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ**، 3 شعبان 4 ہجری / 9 یا 10 جنوری 626ء - 10 محرم 61 ہجری / 10 اکتوبر 680ء)، فرزند علی بن ابی طالب و فاطمہ اور محمد بن عبداللہ پیغمبر اسلام کے نواسے ہیں۔ وہ شیعوں کے تیسرے امام اور سجاد سے حجت ابن الحسن تک بارہ اماموں کے شیعہ اماموں کے سلسلہ کے والد نیز اسماعیلی ائمہ ہیں۔ وہ اپنی کنیت **آبَا عَبْدِ اسَاس** کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ یوم عاشور کو حسین کربلا کی لڑائی میں شہید ہوئے اور اسی وجہ سے شیعہ انھیں **سید الشہداء** کہتے ہیں۔

ولادت

ہجرت کے چوتھے سال تیسری شعبان پنجشنبہ کے دن آپ کی ولادت ہوئی۔ اس خوشخبری کو سن کر جناب رسالت ماب تشریف لائے، بیٹے کو گود میں لیا، دہن کان میں اذان اور باتیں میں اقامت کہی اور اپنی زبان منہ میں دے دی۔ پیغمبر کا مقدس لعاب دہن حسین علیہ السلام کی غذا بنا۔ ساتویں دن عقیقہ کیا گیا۔ آپ کی پیدائش سے تمام خاندان میں خوشی اور مسرت محسوس کی جاتی تھی، مگر آنے والے حالات کا علم پیغمبر کو تھا، اس لیے آپ کی آنکھوں میں آنسو برس پڑا۔ اور اسی وقت سے حسین کے مصائب کا چرچا اہلبیت، رسول کی زبانوں پر آنے لگا۔^[12]

کنبہ

حسین کی نانی **خدیجہ بنت خویلد** تھیں اور ان کے دادا **ابو طالب** اور دادی **فاطمہ بنت اسد** تھیں۔ حسن اور حسین کو محمد لہنا بیٹا مانتے تھے کیونکہ ان سے ان کی محبت تھی اور کیوں کہ وہ اس کی بیٹی فاطمہ کے بیٹے تھے۔ انھوں نے کہا "ہر ماں کے بچے اپنے والد کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں سوائے فاطمہ کے بچوں کے کیونکہ میں ان کا باپ اور نسب ہوں۔" اس طرح، فاطمہ کی اولاد محمد کی اولاد ہے اور اس کے کنبے کا حصہ ہیں۔^{[14][15]}

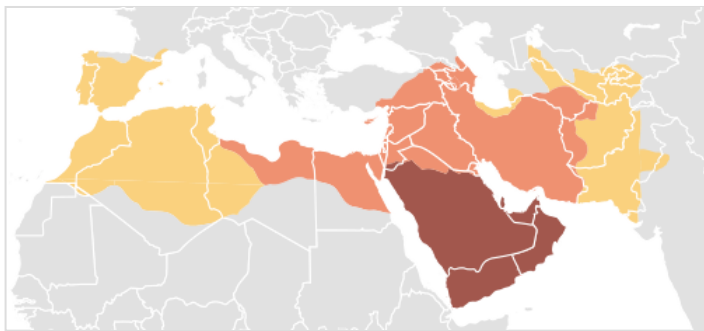
حسین کی کئی اولاد ہوئیں:

- **علی زین العابدین** ("عابدوں کی زینت") (پ: ہجری 36) (والدہ: شہربانو)
- **سکینہ** (پ: ہجری 38) (والدہ: شہربانو)
- **علی الاکبر** ("اکبر") (پ: ہجری 42) (والدہ: لیلیٰ)
- **فاطمہ صغری** (پ: ہ 45) (والدہ: لیلیٰ)
- **سکینہ** (پ: ہجری 56) (والدہ: رباب)
- **علی الاصغر** ("چھوٹا") (پ: ہ 60) (والدہ: رباب)

پس منظر

تاریخی پس منظر

محمد، پیغمبر اسلام، 1 ہجری/622 میں معاہدہ مدینہ کے ساتھ میں امت پیدا کر کے،^[16] نے اسلامی حکومت قائم کی۔ سن 11 ہجری میں محمد کی وفات کے ساتھ 11 ہجری/632ء میں، قوم کی قیادت کو لے کر جھگڑا ہوا۔ جب علی اس کو **بنی ہاشم** کے ایک گروہ اور محمد کے ساتھیوں کے ایک گروہ کے ساتھ دفن کر رہے تھے،^{[17][18]} صحابہ کے ایک اور گروپ نے محمد کے جانشین کے بارے میں بحث کی۔ ان مباحثوں کا نتیجہ **ابوبکر** کا محمد کا جانشین منتخب ہوا، جسے "خلیفہ" کہا جاتا ہے۔^{[19][20]} علی کے حامیوں کا خیال تھا کہ علی کو محمد کا جانشین مقرر کیا گیا ہے، لہذا خلافت اسی کا ہونا چاہیے۔^{[21][22]} اس تاریخی فرق کی بنا پر، سنیوں کا ماننا ہے کہ محمد نے جانشین کا انتخاب نہیں کیا، جبکہ شیعوں کا خیال ہے کہ اس نے علی کو لہنا جانشین مقرر کیا۔^[23] اس طرح، خلافت کا ادارہ ابھرا، جو عالم اسلام سے باہر کوئی مساوی نہیں ہے۔ خلیفہ کو قائد کی حیثیت اور حکمران منتخب کرنے کا حق حاصل تھا۔ خلافت سے تقرری ایک قسم کا معاہدہ تھا جس نے خلیفہ اور اس کے رعایا کے مابین اجتماعی ذمہ داریوں کو جنم دیا۔^[24] نئی حکومت کے حکمران، جو خلافت راشدین کے نام سے جانے جاتے ہیں،



زمانہ محمد میں اسلامی قلمرو، 622-632
 زمانہ خلفائے راشدین میں اسلامی قلمرو، 632-661
 زمانہ بنو اموی میں اسلامی قلمرو، 661-750

بالترتیب ابوبکر (دور- 11-13 ہق/632-634ء)، عمر ابن خطاب (دور- 13-23 ہق/644-656ء) اور علی ابن ابی طالب (حک- 35-40 ہق/656-661ء) تھے۔ [25] ان کی موت کے بعد، عمر نے اگلے خلیفہ کے انتخاب کے لیے ایک کونسل مقرر کی۔ آخر کار، خلافت کونسل نے عثمان کے حق میں ووٹ دیا۔ علی نے اس وقت خلافت کے معاملے میں اپنی برتری پر زور دیا۔ لیکن چونکہ وہ عثمان کے ساتھ مقبول تھے، لہذا انھیں ان سے بیعت کرنا پڑی۔ [26] ولفریڈ میڈلنگ کے مطابق، عثمان نے بنی امیہ کو بہت زیادہ مراعات دی، جو اس کے لوگ تھے۔ اس اور دیگر امور نے سن 31 ہجری میں اسلامی حکومت کے مختلف حصوں میں لوگوں کے غم و غصے کو جنم دیا۔ جو 35 تا 41 ہق/656-661 [27] تک امت اسلامیہ کی خانہ جنگی کی پہلی مدت کا باعث بنی۔ یہ جنگیں عثمان اور اس کے قتل کے خلاف بغاوت سے شروع ہوئی تھیں اور حسن اور معاویہ کے امن کے ساتھ، علی کے قتل کے چھ ماہ بعد ختم ہو گئیں۔ [28]

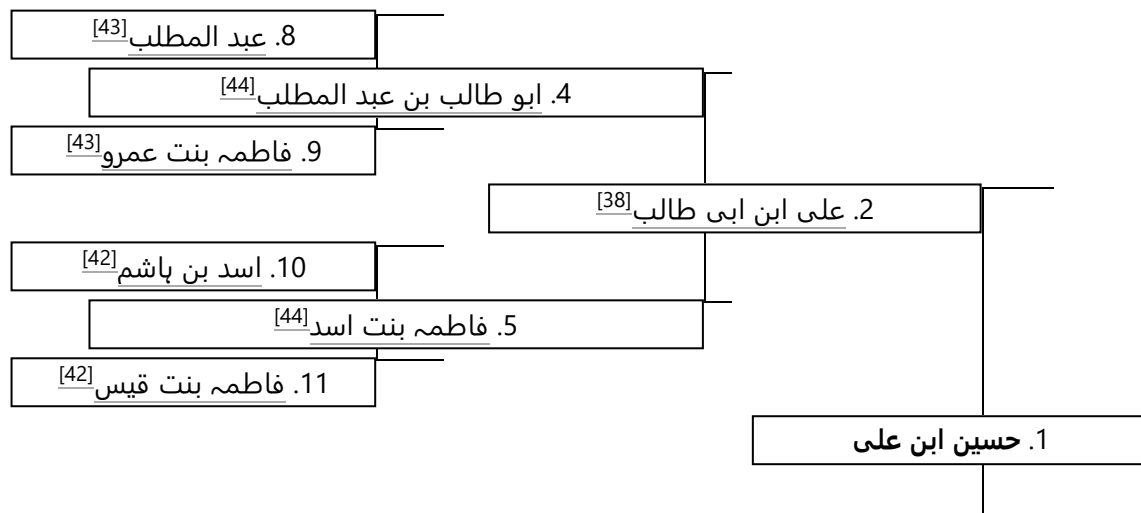
سن 41 ہـق/661ء میں معاویہ نے اسلامی دائرے کو فتح کیا اور اس کی حکومت کو اموی خلافت میں بدل دیا۔ [29] اس نے اور اس کے جانشینوں نے علی کے کنبہ اور ان کی ضروری رسم بن گئی اور 60 سال تک جاری رہی۔ [30] معاویہ نے 60 ھ / 680ء میں کوشش کی اس سے اسلامی برادری کے عمائدین کی مخالفت کی گنجائش مہیا ہوئی۔ حسین امیر پیرا ہونے کا مطالبہ کیا اور دوسرے جیسے عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن عمر نے خلافت کے اندر دوسری خانہ جنگی کی راہ ہموار کی، جو 60 ہـق/680ء میں شروع ہوئی۔ 680 لڑی، جن میں سے عبد اللہ ابن زبیر طویل مدت تک وسیع تر زمینوں پر فتح حاصل کرنے میں دے کر اور اسے ہلاک کر کے، پورے اسلامی دائرے میں امویوں کی حکمرانی کو دوبارہ قائم اور

نسب، نام اور القاب

حسین، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد علی ابن ابی طالب اور محمد کی بیٹی فاطمہ زہرا کا بیٹا، دونوں کا تعلق بنی ہاشم خاندان اور قریش قبیلہ سے ہے۔ بنی ہاشم مکہ کے ایک ممتاز اور نسلی گھرانے سے تھے۔ [34][35] ہجرت کے فوراً بعد، محمد نے علی کو بتایا کہ خدا نے اسے اپنی بیٹی، فاطمہ زہرا سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔ [36] ولفریڈ میڈلنگ کے ذریعہ، اس فیملی نے جو شادی کی تشکیل کی، محمد نے بار بار اس کی تعریف کی۔ محمد نے اس واقعہ مباہلہ اور حدیث آل عبا جیسے واقعات میں اس خاندان کو اہل بیت کہا ہے۔ قرآن مجید میں، بہت سارے معاملات میں، جیسے آیت تطہیر میں، اہل بیت کا بڑے پیمانے پر ذکر کیا گیا ہے۔ [37] (ر ک۔ قرآن و حدیث میں حسین ابن علی)

نسب

حسین بن علی کے آبا و اجداد



12. عبد اللہ بن عبد المطلب^[40]6. محمد بن عبد اللہ^[39]13. آمنہ بنت وہب^[40]3. فاطمہ زہرا^[39]14. خویلد بن اسد^[41]7. خدیجہ بنت خویلد^[39]15. فاطمہ بنت زاعدہ^[41]

نام

«حُسن» نام مُصَغَّرٌ [16] "حسن" ہے اور مطلب ہے "اچھا"۔ یہ نام، آمالی ابن بابویہ، امالی شیخ طوسی و روضۃ الواعظین قتال نیشاپوری، کی تصانیف کی کچھ روایات کے مطابق، «شَبْر» و «شَمِیر» و «بَہر» و «جَہیر» سے مشتق ہے۔^[45] ویلیری کے نوشتہ کے مطابق اسلامی روایت کے مطابق، حسین کو تورات میں "شَمِیر" کہا گیا ہے اور انجیل میں، "طب" کہا گیا ہے۔ موسیٰ کے بھائی ہارون نے خدا نے علی بن ابی طالب کے بیٹوں کے لیے یہ نام رکھے تھے، اپنے دو بیٹوں کے یہ نام رکھے۔^[46] محمد نے اس نواسے کا نام ہارون کے دوسرے بیٹے شعیب، حسین کے نام پر رکھا تھا۔ کچھ روایات کے مطابق، علی بچے کا نام "حرب" رکھنا چاہتا تھا، لیکن جب اس نے دیکھا کہ محمد نے اسے ایسا نام دیا ہے تو اس نے نام ترک کر دیا۔ دیگر روایات میں بتایا گیا ہے کہ ابتدا میں حسین کا نام ان کے چچا جعفر طیار کے نام پر رکھا گیا تھا، جو اس وقت اب بھی حبشیہ میں مقیم تھا، لیکن محمد نے اس کا نام حسین رکھا تھا۔ لیکن شیعہ روایات کا دعویٰ ہے کہ حسین کا نام بچے کو شروع ہی سے دیا گیا تھا اور یہ خدائی حکم سے ہوا تھا۔ روایات کے مطابق، حسن اور حسین کے نام آسمانی خط تھے اور اسلام سے پہلے کسی کو نہیں دیے گئے تھے۔^[47] حج منوہری کا کہنا ہے کہ "حسین" کا عنوان ہے، جس کے معنی دو خوبیاں ہیں، پیغمبر اسلام کے کلام میں مشہور ہیں اور ان دونوں ناموں کی انجمن، جواز کی مماثلت سے زیادہ ہے، ان دونوں ناموں کے کردار کی قربت کا اظہار کرتی ہے۔^[48]

نام، کنیت اور القاب

شیعہ اور سنی کتابوں میں موجود روایات کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے^[49] آپ کا نام حسین رکھا۔^[50] حسن و حسین کا نام جو اسلام سے پہلے عرب میں رائج نہیں تھے،^[51] یہ شَبْر و شَمِیر (یا شَمِیر)،^[52] جناب ہارون کے بچوں کے نام سے لیے ہیں۔^[53] اس کے علاوہ بھی یہ نام رکھنے کی وجوہات ذکر ہوئی ہیں جیسے: امام علیؑ نے شروع میں آپ کا نام حرب یا جعفر رکھا لیکن پیغمبر اکرمؐ نے آپ کے لیے حسین نام انتخاب کیا۔^[54] بعض نے اس کو جعلی قرار دیتے ہوئے اس کے رد میں بعض دلائل بھی پیش کیے ہیں۔^[55]

امام حسین، امام علیؑ و حضرت فاطمہؑ کے بیٹے اور حضرت محمدؐ کے نواسے ہیں قبیلہ قریش کے بنی ہاشم خاندان سے آپ کا تعلق ہے۔ امام حسن مجتبیٰ، حضرت عباسؑ اور محمد بن حنفیہ آپ کے بھائیوں میں سے اور حضرت زینبؑ آپ کی بہنوں میں سے ہیں۔^[56]

امام حسینؑ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔^[57] ابوعلی، ابوالشہداء (شہیدوں کا باپ)، ابوالاحرار (حریت پسندوں کے باپ) و ابوالمجاہدین (مجاہدوں کے باپ) بعض دیگر آپ کی کنیت ہیں۔^[58]

حسین بن علیؑ کے بہت سارے القاب ہیں۔ امام حسینؑ سے متعدد القاب منسوب کیے گئے ہیں جن میں سے اکثر آپ کے بھائی امام حسن مجتبیٰ کے ساتھ مشترک ہیں؛ جیسے: سید شباب اہل الجنۃ (جنت کے جوانوں کے سردار)۔ آپ کے بعض دوسرے القابات مندرجہ ذیل ہیں: نکى، طیب، وثى، سیر، مبارک نافع، الدلیل علی ذات اسد رشید، والتابع لمرضاۃ اسد۔^[59]

ابو، طلحہ شافعی نے «نکى» لقب کو دوسرے القاب میں سب سے زیادہ مشہور اور «سید شباب اہل الجنۃ» کے لقب کو سب سے اہم لقب قرار دیا ہے۔^[60] بعض احادیث میں آپؑ کو شہید یا سید الشهداء کے لقب سے پکارا ہے۔^[61] شارلہ اور قتیل العبرات کے القاب بھی بعض زیارتناموں میں ذکر ہوئے ہیں۔^[62]

پیغمبر اکرمؐ کی ایک روایت جس کو شیعہ اور اہل سنت کے اکثر منابع میں نقل کیا ہے اس میں «حسین سبطٌ من الأسباط» (حسین اسباط میں سے ایک)^[63] ذکر ہوا ہے۔ سبط یا اسباط جو اس روایت میں اور قرآن مجید کی بعض آیات میں بھی آیا ہے اس کے معنی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ علاوہ براین کہ انبیا کی نسل ہیں، امام اور نقیبوں میں سے بھی ہیں جو لوگوں کی سرپرستی کے لیے انتخاب ہوئے ہیں۔^[64] سانچہ:شجرہ نامہ بنی ہاشم

القاب

حسین کی کنیت **أَبُو عَبْدِ اللَّهِ** تمام مآخذوں میں ظاہر ہوتا ہے، لیکن خواص کے بقول، اسے ابو علی کا لقب بھی حاصل تھا۔ حسین کے بہت سے القاب ہیں جن میں ایک حسن ہے۔ حسین کے القابات میں زُکی، طَیِّب، وَفّی، سَیِّد، مُبَارَک، نافع، اَلدَّلِیلُ عَلٰی ذَاتِ اللہِ رَشِید، و اَلتَّائِبُ لِمَرْضَاةِ اللہِ جیسے خاص لقب تھے۔ ابن طلحہ حسین کا سب سے مشہور لقب زُکی سمجھتے ہیں اور ان میں سب سے اہم سَیِّدُ شَبَابِ اَہْلِ اَلْجَنَّةِ ہے۔ چوتھی صدی ہجری اور اس کے بعد کے کچھ ادبی اور تاریخی متن میں، اگرچہ ان کے پاس خلافت نہیں تھی، لیکن انھیں امیر المومنین کہا جاتا ہے۔ شیعہ ائمہ سے منسوب بعض احادیث میں حسین کو شہید یا سید الشهداء کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ [65] [یادداشت 1] دیگر ناموں میں ذکر کیا گیا ہے کہ ظلوم، مَقْتُول، قَتِیلُ الْعِزَّتِ، اَسِیرُ الْکُرْبَاتِ، قَتِیلُ الْکَفْرِ، طَرِیحُ الْفَجْرِ، قَتِیلُ اللہِ، ثَارُ اللہِ، مَحْجَا اللہِ، بَابُ اللہِ، وَثَرُ اللہِ، اَلدَّرَاعِیُّ اِلٰی اللہِ، نور، صِدِّیق، مِصْبَاحُ الْہُدٰی، سَفِیۃُ النَّجَاۃِ، خَاسِرُ اَصْحَابِ کِساء، غَرِیبُ الْغُرَبَاءِ، سِبْطُ الرَّسُولِ، وَاِثْرُ، وَثَرُ الْمَوْتُور۔ [66]

پیدائش اور ابتدائی زندگی

پیدائش اور بچپن



"حدیث «حُسَيْنٌ مِنِّي وَ اَنَا مِنْ حُسَيْنٍ» (حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں) پیغمبر اسلام، [67] کے ذریعہ کربلا میں حسین ابن علی کے مزار کے سنہری پورچ پر

تاریخی ذرائع نے حسین ولادت کے سال سے مختلف روایتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ بیشتر آپ کی پیدائش 3 شعبان، ربیع الاول کا آخر، شروع شعبان اور 5 شعبان اور وقت جمعرات کی شام کے طور پر بتاتے ہیں۔ حسن اور حسین کے مابین پیدائش کا وقفہ 6 ماہ 10 دن، 10 ماہ اور 22 دن اور ایک سال اور دو ماہ ہے۔ [68] زیادہ تر روایتوں کے مطابق، 5 شعبان 4 ہجری بمطابق 10 جنوری 626ء کو حسین پیدا ہوئے۔ ایک روایت ہے کہ ان کی تاریخ پیدائش وسط جمادی الاول 6 ہجری / اکتوبر 627ء کے اوائل میں ہے۔ [69] علی زبانی قمشہ ای نے تاریخ اسلام کے شمسی تقویم کے حساب کتاب میں، حسین بن علی کی تاریخ پیدائش کی گریگوریائی تاریخ، شعبان چہارم کی تیسری کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ سنہ 9 جنوری 626ء ہجری بتائی ہے۔ [70] سال پیدائش **کَلْبِنِی** نے **اَلْکَافِی** میں اور ابن عبدالبزّ نے **اَلْاِسْتِيعَابُ فِی مَعْرِفَةِ الْأَصْحَابِ** میں تیسرے سال، یعقوبی نے **تَارِیْخِ یَعْقُوْمِیْمِی**، ابن سعد میں **طَبَقَاتُ الْکُبَرٰی** اور ابوالفرج اصفہانی نے **قَاتِلُ الطَّالِبِیْنَ** چوتھے سال الاستیعاب میں ابن عبد البر نے پانچواں سال اور حاکم نیشاپوری نے **اَلْمُسْتَدْرَک** میں اور ابن عساکر نے **تَارِیْخُ مَدِیْنَةِ دِمَشْق** میں ہجری کے چھٹے سال کا ذکر کیا ہے۔

حسین کی ولادت کے وقت، محمد نے اذان اور عقیقہ ادا کیں جو اس سے قبل حسن کی پیدائش پر ادا کی گئیں تھیں اور اسے عباس ابن عبد المطلب کی اہلیہ، ام الفضل کے پاس دودھ پلانے کے لیے بھیجا تھا۔ ام فضل نے حسین اور اپنے بیٹے قثم ابن عباس کو دودھ پلایا، اور اس طرح وہ دونوں رضائی بھائی بن گئے۔ لیکن **کَلْبِنِی** کی ایک روایت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حسین نے کسی عورت کو دودھ نہیں پلایا، یہاں تک کہ ان کی والدہ فاطمہ بھی نہیں۔ [71]

حسین نے اپنے نانا محمد کی زندگی کے دوران میں اپنی زندگی کے پہلے سات سال گزارے۔ [72] محمد، اس کے نانا، حسین کے بچپن کے سالوں میں انتقال کر گئے تھے، لہذا حسین کو ان کی یاد بہت کم تھی۔ محمد کے اپنے اور اس کے بھائی حسن مجتبیٰ سے محبت کے بارے میں روایتیں بیان کی گئی ہیں۔ جیسے: "جو ان کو دوست رکھتا ہے میں اسے دوست رکھتا ہوں، جو ان سے نفرت کرتا ہے، میں اس سے نفرت کرتا ہے" یا "حسن اور حسین جنت نوجوانان اہل بہشت کے سردار ہیں" ابن کثیر کی **اَلْبِدَايَةِ وَ النِّهَايَةِ** میں، نسائی کی **فَضَائِلُ الصَّحَابَةِ** اور ابن عساکر کی **تَارِیْخِ دِمَشْق** میں ہے۔ دوسری حدیث شیعہ نقطہ نظر سے بہت اہم ہے اور ان کے نزدیک یہ امامت کے حسن اور حسین کے جواز کا ثبوت ہے۔ محمد اپنے دونوں نواسوں کو اپنے کنڈھوں اور بازوؤں پر اٹھاتے تھے اور یہاں تک کہ نماز پڑھتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے وہ ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے تھے۔ [73] محمد نے حسن اور حسین کو گلے لگایا اور اسی صورت حال میں لوگوں سے بات کی۔ [74] شیخ مفید کے ارشاد کے حوالہ کرتے ہوئے اور ایک دوسری حدیث میں، محمد نے حسین کے بارے میں کہا: "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔" محمد نے متعدد مواقع پر واقع کربلا کی اطلاع دی۔ مثال کے طور پر، اس نے ام سلمہ کو مٹی کی ایک چھوٹی بوتل دی اور بتایا کہ حسین کے قتل کے بعد بوتل کے اندر کی مٹی خون میں بدل جائے گی۔ [75]

حسین کی زندگی کا اہم ترین واقعہ مباہلہ کا واقعہ ہے اور یہ دونوں "مباہلہ کی کِیت" میں لفظ "اَبْنَاءَنَا" کی مثال ہیں۔ [76]

اسلامی دنیا کے انسائیکلوپیڈیا کے مطابق، اس موضوع پر یعقوبی، مسعودی، طبری، بلاذری، ابن اعثم، ابن شہ آشوب، شیخ مفید، ابن بابویہ اور محمد ابن بحر شیبانی کی مختلف اطلاعات میں سے، صرف طبری نے دو پیراگراف میں امن معاہدے کے مالی مطالبات کا حوالہ دیا۔ وہ کہتا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ معاویہ نے حسین کو 300,000 درہم دیا، لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ دوستی جاری نہیں رہی۔ کیونکہ معاویہ نے علی کو بدنام کیا اور علویوں پر تشدد کیا۔ مدینہ منورہ میں مروان بن حکم نے بنی ہاشم اور بنی امیہ کے مابین مفاہمت کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ جب حسن نے عثمان بن عفان کی بیٹی عائشہ کی خواستگاری کی، لیکن مروان نے مداخلت کی اور اس اتحاد کو قائم نہیں ہونے دیا۔ عائشہ نے عبد اللہ ابن زبیر سے شادی کی۔ بنی ہاشم

کے لیے ان نظرائانوں نے حسن سے زیادہ حسین کو ناراض کیا۔ یقیناً، مروان کی اس حرکت کے خلاف حسین نے جوابی کارروائی کی اور جب یزید نے عبداللہ ابن جعفر کی بیٹی اُمّ کلثوم سے شادی کرنی چاہی تو اس اتحاد کو روک لیا اور اُمّ کلثوم سے شادی قاسم ابن محمد ابن ابوبکر سے کر دی۔ نیز، حسن کے برعکس، جب مروان نے مدینہ کی پہلی امارت میں علی پر لعنت کی تھی، حسین نے سخت رد عمل کا اظہار کیا اور مروان اور اس کے والد حکم پر لعنت بھیجی، جسے اس سے قبل اسلام کے پیغمبر محمد نے مسترد کر دیا تھا اور لعنت کی تھی۔^[77]

حسین 10 جنوری 626ء (مطابق 3 شعبان 4ھ یا 3ھ) کو پیدا ہوا تھا ^[78] مدینہ طور پر حسین اور اس کا بھائی حسن محمد کی آخری مرد اولاد تھے جو ان کی زندگی کے دوران میں زندہ رہے اور ان کی رحلت کے بعد باقی رہے۔ ان کے لیے ان کی محبت کے بہت سے واقعات ہیں جو ان کا ایک ساتھ مل کر حوالہ دیتے ہیں۔ ^[عاشیہ 1] محمد کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ "جو مجھ سے پیار کرتا ہے اور ان دونوں، ان کے والد اور اپنی والدہ سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے ساتھ ہوگا۔" اور یہ کہ "حسین مجھ میں سے ہے اور میں اس میں سے ہوں۔ اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتے ہیں۔ حسین حسین پوتے میں ایک پوتا ہے۔" ایک روایت میں حسن اور حسین کو "نوجوانوں کے جنت کا مالک" قرار دیا گیا ہے۔ یہ شیعہ کے لیے خاص طور پر اہم رہا ہے جنہوں نے اس کی کامیابی کے لیے محمد کی اولاد کے حق کی حمایت میں اسے استعمال کیا۔ شیعوں کا خیال ہے کہ امامت میں عدم خطا ایک بنیادی اصول ہے۔ "مذہبی ماہرین نے امامت کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے: "یقیناً امامت اللہ کا فضل ہے، جو اسے اپنے بندوں میں سے بہترین کو عطا کرتا ہے" ^[79] دوسری روایات میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے نواسے کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں، یہاں تک کہ نماز کے دوران میں آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے تھے۔ ^[80]

ولفرڈ میڈیلونگ کے مطابق، محمد ان سے پیار کرتے تھے اور انہیں کثرت سے اپنے اہل بیت کے لوگوں کے طور پر اعلان کرتے تھے۔ ^[81] انہوں نے یہ بھی کہا ہے: "ہر ماں کے بچے اپنے والد کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں سوائے فاطمہ کے بچوں کے میں ان کا باپ اور نسب ہوں۔" اس طرح، فاطمہ کی اولاد محمد کی اولاد تھی اور ان کے اہل بیت کا حصہ تھے۔ ^[14] مشہور سنی عقیدے کے مطابق، اس سے مراد محمد کے گھر والے ہیں۔ شیعہ کا مقبول نظریہ محمد کے کنبہ کے افراد ہیں جو مباہلہ کے واقعے میں موجود تھے۔ بحار الانوار مرتب کرنے والے محمد باقر مجلسی کے مطابق، احادیث ('اکاؤنٹس'، 'روایات' یا 'رپورٹس') کا ایک مجموعہ، باب 46 آیت 15 (الاحقاف) اور باب 89 آیات 27-30 (الفجر) قرآن کریم حسین کے متعلق ہیں۔

- حضرت امام حسین، جب سرکاری اذیتوں سے تنگ آکر مدینہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے تو انہوں نے اپنے قیام کے مقاصد کو اس طرح بیان کیا۔ کہ میں اپنی شخصیت کو روشن کرنے یا خوشگوار زندگی گزارنے یا پریشانی پیدا کرنے کے لیے کوئی عمل نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ، میں صرف اپنے نانا (پیغمبر اسلام) کی امت (اسلامی معاشرے) کو بہتر بنانا رہتا ہوں۔ اور میرا عزم مردوں کو بھلائی کہنے اور برائی سے روکنے کا ہے۔ میں اپنے نانا (س) اور میرے والد امام علی الابیسلام کی سنت (طرز) پر عمل کروں گا۔
- ایک اور موقع پر، آپ نے فرمایا، اے اللہ، آپ جانتے ہیں کہ ہم نے سرکاری دشمنوں یا دنیاوی لذتوں کی وجہ سے وہ نہیں کیا۔ بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ کے مذہب کی نشانیں کو اس جگہ تک پہنچائیں۔ اور اپنے مضامین میں بہتری لائیں تاکہ آپ کے رعایا ظالموں سے محفوظ رہیں اور سنت اور اپنے دین کے معقول احکامات پر عمل پیرا ہوں۔
- جب آپ ہمارے بیٹے یزیدی رحیتی کی فوج سے ملے تو آپ نے کہا کہ اگر آپ اللہ سے ڈرتے ہیں اور حق کو اختیار کے ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ کام اللہ کو خوش کرنے کے لیے بہت اچھا ہے۔ خلافت کے منصب کے دوسرے ظالم اور غیر منطقی دعویداروں کے مقابلے میں اہل بیت اعلیٰ ترین عہدے دار ہیں۔
- ایک اور جگہ، ہم نے کہا کہ ہم اہل بیت حکومت کے حکمرانی سے زیادہ افسر ہیں۔

اسلام میں، اس دن کو (محرم کے مہینے کی 10 تاریخ) بہت ہی مقدس سمجھا جاتا ہے اور ایران، عراق، پاکستان، ہندوستان، بحرین، جمیکا سمیت بہت سے ممالک میں اس دن سرکاری تعطیلات دی جاتی ہیں۔

پرورش

پیغمبر اسلام کی گود میں جو اسلام کی تربیت کا گہوارہ تھی اب دن بھر دو بچوں کی پرورش میں مصروف ہوئی ایک حسن دوسرے حسین اور اس طرح ان دونوں کا اور اسلام کا ایک ہی گہوارہ تھا جس میں دونوں پروان چڑھ رہے تھے۔ ایک طرف پیغمبر اسلام جن کی زندگی کا مقصد ہی اخلاق انسانی کی تکمیل تھی اور دوسری طرف امیر المومنین علی ابن ابی طالب جو اپنے عمل سے خدا کی مرضی کے خریدار بن چکے تھے تیسری طرف فاطمہ زہرا جو خواتین کے طبقہ میں پیغمبر کی رسالت کو عملی طور پر پہنچانے کے لیے ہی قدرت کی طرف سے پیدا ہوئی تھیں اس نورانی ماحول میں حسین کی پرورش ہوئی۔

رسول کی محبت

جیسا کہ امام حسن کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ محمد مصطفیٰ اپنے دونوں نواسوں کے ساتھ انتہائی محبت فرماتے تھے۔ سینہ پر بیٹھاتے تھے۔ کاندھوں پر چڑھاتے تھے اور مسلمانوں کو تاکید فرماتے تھے کہ ان سے محبت رکھو۔ مگر چھوٹے نواسے کے ساتھ آپ کی محبت کے انداز کچھ امتیاز خاص رکھتے تھے۔ ایسا ہوا ہے کہ نماز میں سجدہ کی حالت میں حسین پشت، مبارک پرانے تو سجدہ میں طول دیا۔ یہاں تک کہ بچہ خود سے بخوشی پشت پر سے علاحدہ ہو گیا۔ اس وقت سر سجدے سے اٹھایا اور کبھی خطبہ پڑھتے ہوئے حسین مسجد کے دروازے سے داخل ہونے لگے اور زمین پر گر گئے تو رسول نے اپنا خطبہ قطع کر دیا منبر سے اتر کر بچے کو زمین سے اٹھایا اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ «دیکھو یہ حسین ہے اسے خوب پہچان لو اور اس کی فضیلت کو یاد رکھو» رسول نے حسین کے لیے یہ الفاظ بھی خاص طور سے فرمائے تھے کہ «حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں»، مستقبل نے بتادیا کہ رسول کا مطلب یہ تھا کہ میرا نام اور کام دنیا میں حسین کی بدولت قائم رہے گا۔

- انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ سے عرض کی [اے اہل بیت! ایک؟ فقال: الحسن والحسین] کہ آپ کی اہل بیت میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین اور آپ ﷺ عائشہ صدیقہ سے کہا کرتے تھے میرے بیٹوں کو میرے پاس لے آؤ اور آپ ﷺ حسنین کریمین کو سونگھتے اور اُن کو سینے سے لگا لیتے۔^[82]
- انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: [حسین منی وأنا من حسین، أحب الله من أحب حسينا، حسین سبط من الأسباط] حسین مجھے سے ہیں اور میں حسین سے ہوں جو شخص حسین سے محبت کرے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت فرمائے، حسین میری اولاد میں سے میرے ایک بیٹے ہیں۔^[82]
- براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حسنین کریمین ما کو دیکھا اور فرمایا [اللهم انی احبهما فأحبهما] اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت فرما^[83]
- ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حسن بن علی کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ ایک شخص نے کہا [نعم المركب رکبت یا غلام فقال النبی ﷺ: نعم الراکب ہو] کیا ہی اچھی سواری ہے جس پر اے لڑکے تو سوار ہے پس نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ سوار کتنا اچھا ہے۔^[83]
- ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: [من أحبهما فقد أحبنى ومن أبغضهما فقد أبغضنى الحسن والحسین] جس نے ان دونوں سے محبت کی پس تحقیق اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا پس تحقیق اس نے مجھ سے بغض رکھا اور وہ حسن وحسین (ما) ہیں۔^[84]
- عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ ﷺ سجدہ کے لیے تشریف لے جاتے تو حسن وحسین ما آپ کے کندھے پر چڑھ جاتے جب صحابہ کرام نے ارادہ کیا کہ ان کو منع کریں تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ ان دونوں کو چھوڑ دو پس جب نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو گود میں اٹھا لیا اور فرمایا: [من أحبنى فلیحب هذین] جو مجھے سے محبت کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ ان دونوں سے محبت کرے۔^[84]

مباہلہ کا واقعہ

ہجری سال 10 (631/32ء) میں نجران سے ایک مسیحی اہلبی (جو اب جنوبی سعودی عرب میں ہے) محمد کے پاس یہ بحث کرنے آیا کہ دونوں فریقین میں سے کون سا عیسیٰ (عیسیٰ کے بارے میں اس کے نظریے میں غلطی کر رہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کو آدم کی تخلیق سے تشبیہ دینے کے بعد،^[عاشیہ 2]۔ جو نہ تو ماں اور نہ کسی باپ سے پیدا ہوا تھا۔ اور جب عیسائی عیسیٰ کے بارے میں اسلامی عقیدہ کو قبول نہیں کرتے تھے، تو محمد کو ہدایت دی گئی تھی کہ وہ ان کو مباہلہ کے لئے بلائیں جہاں ہر جماعت کو خدا سے جھوٹی جماعت اور ان کے کہنے کو ختم کرنے کی دعا کرنی ہے۔^{[85][86]} "اگر کوئی شخص آپ کے پاس آنے والے علم کے بعد [عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں] اس معاملے میں آپ سے جھگڑا کرے تو کہہ دو کہ تو اپنے اپنے بیٹے لاؤ، ہم اپنے بیٹے، تم اپنی عورتیں اور ہم اپنی عورتیں، تم اپنے نفس لاؤ اور ہم اپنے، پھر آئیں قسم کھائیں اور جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت کریں۔^{[عاشیہ 3][87]} سنی مؤرخین، سوائے طبری کے جو شرکاء کا نام نہیں لیتے، محمد، فاطمہ، حسن اور حسین کا ذکر شرکاء کے طور پر کرتے ہیں اور بعض شیعہ روایت سے متفق ہیں کہ علی ان میں شامل تھے۔ اسی مناسبت سے، آئین مباہلہ میں، شیعانہ نقطہ نظر میں، "ہمارے بیٹے" سے مراد حسن اور حسین ہیں، "ہماری عورتیں" فاطمہ سے مراد ہیں اور "خود" سے مراد علی ہیں۔

رسول کی وفات کے بعد

فائل:Ashura-map.jpg

قافلہ حسینی کا مدینہ سے شام تک سفر: لحظہ بہ لحظہ، شہر بہ شہر

امام حسین کی عمر ابھی چھ سال کی تھی جب انتہائی محبت کرنے والے کاسیہ سر سے اٹھ گیا۔ اب پچیس برس تک علی ابن ابی طالب کی خانہ نشینی کا دور ہے۔ اس زمانہ کے طرح طرح کے ناگوار حالات امام حسین دیکھتے رہے اور اپنے والد بزرگوار کی سیرت کا بھی مطالعہ فرماتے رہے۔ یہ وہی دور تھا جس میں آپ نے جوانی کے حدود میں قدم رکھا اور پھر پور شباب کی منزلوں کو طے کیا۔ 35ھ میں جب حسین کی عمر 31 برس کی تھی عام مسلمانوں نے علی ابن ابی طالب کو بحیثیت خلیفہ اسلام تسلیم کیا۔ یہ امیر المومنین کی زندگی کے آخری پانچ سال تھے جن میں جمل صفین اور نہروان کی لڑائیں ہوئی اور امام حسین ان میں اپنے بزرگ مرتبہ باپ کی نصرت اور حمایت میں شریک ہوئے اور شجاعت کے جوہر بھی دکھائے۔ 40ھ میں جناب امیر مسجد کوفہ میں شہید ہوئے اور اب امامت و خلافت کی ذمہ داریاں امام حسن کے سپرد ہوئیں جو امام حسین کے بڑے بھائی تھے۔ حسین نے ایک باوفا اور اطاعت شعار بھائی کی طرح حسن کا ساتھ دیا اور جب امام حسن نے اپنے شرائط کے ماتحت جن سے اسلامی مفاد محفوظ رہ سکے امیر معاویہ کے ساتھ صلح کر لی تھی تو امام حسین بھی اس مصلحت پر راضی ہو گئے اور خاموشی اور گوشہ نشینی کے ساتھ عبادت اور شریعت کی تعلیم و اشاعت میں مصروف رہے۔

حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان کی خلافت کے دوران میں

حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران میں حسین کچھ واقعات میں حاضر تھے جیسے فدک کی شہادت۔ [88] ایک روایت کے مطابق حضرت عمر، خلیفہ دوم، منبر رسول پر بیٹھا خطبہ دے رہا تھا حسین نے اس کے بیٹھنے پر اعتراض کیا، عمر نے اپنے خطبہ ترک کیا اور منبر سے اترا آیا۔ عمر نے حضرت محمد کے قریبی ہونے کی وجہ سے خزانہ میں سے حسن اور حسین کے حصہ کا تعین، علی اور اہل بدر کے برابر کیا تھا۔ [89]

بلاذری اور طبری کے مطابق حسن اور حسین نے سن 29ھ میں تبریزستان کی فتح میں حصہ لیا۔ [90][91] لیکن مہدی پیشوائی جیسے مورخین اس دعوے کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ اطلاعات پہلے کے شیعہ وسائل میں ظاہر نہیں ہوتی ہیں اور دوسری طرف، ان مورخین کے بقول، تاریخی ذرائع، دستاویزات اور مسمولات کے معاملے میں، سنیوں کے ذریعہ خبروں کے جمع کرنے کے تاریخی ذرائع میں بنیادی کمزوری اور ناقابل تردید کوتاہیاں ہیں۔ [92] عثمان کی خلافت کے دوران میں، حسین نے ابوذر جلاوٹی کے معاملے میں علی اور حسن کے ساتھ اس کی مشالیت کی۔ [93][94] میڈلنگ نے ایرانی انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے: عثمان کے محاصرے کے دوران میں، حسن نے محمد کے ساتھیوں کے بیٹوں کے ساتھ، عثمان کے گھر کا دفاع کیا، عثمان نے علی کو دوسرے محافظوں میں شامل ہونے کو کہا اور علی نے جواب دیتے ہوئے حسین کو بھیجا۔ [95] اسلامی دنیا کے انسائیکلو پیڈیا میں محمد عمادی حائری لکھتے ہیں: کچھ روایات کے مطابق، عثمان کا دفاع کرنے کے معاملے میں حسین یا حسن زخمی ہوئے تھے۔ [96] امام حسین نے اپنی عمر کے تقریباً 25 سال خلفائے ثلاثہ (ابوبکر، عمر و عثمان) کے زمانے میں بسر کیے۔ خلیفہ اول کی خلافت کے آغاز کے وقت آپ کی عمر سات سال تھی اور خلیفہ ثانی کے دور کے آغاز میں آپ کی عمر 9 سال جبکہ خلیفہ ثالث کی خلافت کے آغاز پر آپ کی عمر 19 سال تھی۔ [97] شیعوں کے تیسرے امام کے اس دور کی زندگی کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں اور شاید اس کی علت امام علی اور ان کے بیٹوں کی سیاسی محدودیت تھی۔ [98]

مروی ہے کہ امام حسین خلافت ابوبکر کے ابتدائی ایام میں اپنے والدین اور بھائی امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے ہمراہ راقوں کو امام علی علیہ السلام کا غضب شدہ حق خلافت واپس دلانے کے لیے انصار کے دروازوں پر حاضر جاتے تھے۔ [99]

عمر کی خلافت کے دور میں امام حسین کی عمر تقریباً نو سال کی تھی، بعض مآخذ میں مروی ہے کہ عمر کی خلافت کے دور کے آغاز میں ایک روز امام حسین مسجد میں داخل ہوئے اور عمر کو منبر رسول پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھ کر منبر کی سیڑھیوں سے اوپر چڑھے اور عمر سے کہا: "میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو اور اپنے باپ کے منبر پر بیٹھو۔" عمر نے کہا: "میرے باپ کا کوئی منبر نہیں تھا!" [100] اور بعض گزارشات میں خلیفہ دوم کی طرف سے امام حسین کی احترام کا تذکرہ ہوا ہے۔ [101]

جس وقت عثمان نے اپنی خلافت کے دوران میں ابوذر کو ربذہ کی جانب جلا وطن کیا اور حکم دیا کہ کوئی بھی اسے خدا حافظی نہیں کرے گا تو امام حسین اپنے والد اور بھائی اور بعض دیگر افراد کے ساتھ خلیفہ حکم کے برخلاف ابوذر کو رخصت کرنے آئے۔ [102] اہل سنت کے بعض منابع میں مذکور ہے کہ حسین نے سنہ 26 ہجری کو جنگ افریقہ [103] اور سنہ 29 یا 30 ہجری کو جنگ طبرستان [104] میں شرکت کی۔ لیکن ایسی گزارش شیعہ کسی کتاب میں ذکر نہیں ہوئی ہے۔ بہت ساری کتابوں میں کہا ہے کہ یہ جنگیں بغیر کسی لڑائی کے صلح کے ساتھ ختم ہوئیں۔ [105]

حسین کا ان جنگوں میں شریک ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں موافق اور مخالف نظریے ملتے ہیں۔ بعض لوگ جیسے جعفر مرتضیٰ عالمی نے ان گزارشات کی سندی مشکلات اور نیز اس طرح سے کیے جانے والے فتوحات کی ائمہ کی طرف سے مخالفت کے پیش نظر انھیں جعلی قرار دیا ہے۔ اور جنگ صفین میں حسین علیہا السلام کو امام علی کی طرف سے اجازت نہ ملنے کو تائید کے طور پر پیش کیا ہے۔ [106] بعض نے حسین کی ان جنگوں میں شرکت کو امتی اسلامی کی مصلحت کے مطابق سمجھا ہے جس سے امام علی کے لیے معاشرے کی صحیح رپورٹ ملتی تھی اور لوگ بھی اہل بیت سے آشنا ہوتے تھے۔ [107]

منقول ہے کہ عثمان کی حکومت کے آخری دنوں میں ایک گروہ نے ان کے خلاف بغاوت کی اور انھیں قتل کرنے کی غرض سے ان کے گھر پر حملہ آور ہوئے تو عثمان بن عفان کی کارکردگی سے ناراضی کے باوجود، امام حسینؑ اپنے بھائی امام حسن مجتبیٰ کے ہمراہ اپنے والد امام علی علیہ السلام کی ہدایت پر عثمان کے حریم کی حفاظت کے لیے سرگرم ہوئے۔^[108] اس گزارش کے بعض موافق ہیں تو بعض مخالف بھی ہیں۔^[109]

امام علی کا دور حکومت

مروی ہے کہ لوگوں نے جب امیر المومنین کی بیعت کی تو امام حسینؑ نے ایک خطبہ دیا۔^[110] امام حسینؑ نے جنگ جمل میں امیر المومنین کے لشکر کے بائیں جانب کو اپنے ذمے لیا۔^[111] اور جنگ صفین میں لوگوں کو جہاد کی طرف رغبت دلانے کے لیے ایک خطبہ دیا۔^[112] اور لشکر کے دائیں جانب کے سپہ سالار تھے۔^[113] اور جنگ نہروان میں شامی لشکر سے پانی واپس لینے میں آپ شریک تھے۔ اور اس کے بعد امیر المومنین نے فرمایا: یہ پہلی کامیابی تھی جو حسین کی برکت سے حاصل ہوئی۔^[114] کہا گیا ہے کہ امام علیؑ جنگ صفین میں حسینؑ کو لڑنے سے منع کرتے تھے اور اس کی وجہ بھی رسول اللہ کی نسل کی حفاظت کرنا تھی۔^[115] بعض منابع کے مطابق آپ نے جنگ نہروان میں بھی شرکت کی ہے۔^[116]

امام علیؑ کی شہادت کے دوران میں امام حسینؑ آپ کے پاس تھے^[117] اور تجہیز و تکفین اور تدفین میں شریک تھے۔^[118] ایک روایت کے مطابق، امام حسینؑ امیر المومنین کی شہادت کے وقت آپ ہی کی طرف سے کوئی اہم کام سرانجام دینے کی غرض سے مدائن کے دورے پر تھے اور امام حسنؑ کا خط پا کر اس واقعے سے مطلع ہوئے اور کوفہ لوٹ آئے۔^[119]

امام حسنؑ کی امامت اور خلافت کا دور

تاریخ میں ملتا ہے کہ امام حسینؑ اپنے بھائی امام حسنؑ کا احترام کرتے تھے اور نقل ہوا ہے جس مجلس میں امام حسنؑ ہوتے تھے اس مجلس میں آپ کی احترام کی خاطر امام حسینؑ بات نہیں کرتے تھے۔^[120] امیر المومنین کی شہادت کے بعد خوارج جو شامیوں سے جنگ چاہتے تھے انھوں نے امام حسنؑ کی بیعت نہیں کی اور امام حسینؑ کے پاس آکر آپ کی بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا: اللہ سے پناہ مانگتا ہوں جب تک حسن زندہ ہیں تمہاری بیعت میں قبول نہیں کرسکتا ہوں۔^[121] معتبر روایات کے مطابق، معاویہ کے ساتھ صلح امام حسن کے وقت آپ نے معاویہ کے ساتھ بھائی حسنؑ کی مصالحت کی حملت کی^[122] اور آپ نے کہا کہ وہ (امام حسنؑ) میرے امام ہیں۔^[123] اور ایک قول کے مطابق صلح برقرار ہونے کے بعد اپنے بھائی حسنؑ کی طرح آپ نے بھی معاویہ کی بیعت کی^[124] اور امام حسنؑ کی شہادت کے بعد بھی اپنے عہد پر باقی رہے۔^[125] اس کے مقابلے میں بعض روایات کے مطابق آپ نے بیعت نہیں کی^[126] اور بعض منابع کے مطابق آپ صلح سے راضی نہیں تھے اور امام حسنؑ کو قسم دیا کہ معاویہ کے جھوٹ کو نہ مانیں۔^[127] بعض محققین نے ان باتوں کو دیگر گزارشات اور تاریخی شواہد کے ساتھ ناساگوار سمجھتے ہیں۔^[128] ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب بعض لوگوں نے صلح پر اعتراض کرتے ہوئے امام حسینؑ کو معاویہ پر حملہ کرنے کرنے کے لیے شیعوں کو اکٹھا کرنے کی تجویز دی تو ان کے جواب میں آپ نے کہا: ہم نے ان کے سے عہد کیا ہے اور کبھی وعدہ خلافی نہیں کریں گے۔^[129] ایک اور جگہ ذکر ہوا ہے کہ اعتراض کرنے والوں سے کہا: جب تک معاویہ زندہ ہے تب تک انتظار کرو؛ جب وہ مر جائے تو نصیم لینگے۔^[130] امام حسینؑ سنہ 41 ہجری کو (معاویہ سے صلح کے بعد) اپنے بھائی کے ہمراہ کوفہ سے مدینہ کو لوٹے۔^[131]

علی ابن ابی طالب اور حسن بن علی کی خلافت کے دوران میں

اپنے والد کی خلافت کے دوران میں، حسین ان کے نقش قدم پر تھے اور انھوں نے اپنی جنگوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔^[132] صفین کی جنگ میں، حسین نے لوگوں کو ایک خطبہ دیا کہ وہ انھیں لڑنے کی ترغیب دیں۔^[133]^[134] اور خلافت علی کے دوران میں، وہ حسن کے بعد مثنوی صدقات تھے۔^[135] خلافت کے دوران میں علی کے قریب ترین ساتھیوں میں سے حسن اور حسین، محمد حنفیہ، اور عبد اللہ ابن جعفر ہاشمیوں میں شامل تھے۔ حسین علی کے پیروکاروں میں سے ایک تھا، جس پر معاویہ، علی کے ساتھ سب کرتا تھا۔^[136] علی کے قتل کے وقت، مدینہ طور پر حسین مدین کے ایک مشن پر تھے، جہاں اسے حسن کے خط کے ذریعہ معاملہ معلوم ہوا اور علی کی آخری رسومات میں شرکت کی۔^[137]

حاج منہجری نے حسن کے ساتھ حسین کے طرز عمل کے بارے میں کہا ہے کہ لوگوں کے حسن سے بیعت کے وقت، ایک گروہ حسین کے پاس گیا اور اس سے بیعت لینے کا کہا۔ لیکن حسین نے اپنے آپ کو اپنے بڑے بھائی کا فرماں بردار قرار دے دیا۔^[138] حسن ابن علی کی جانشینی کے آغاز کے ساتھ ہی، حسین نے ان کی اطاعت کی، جیسا کہ ابن ملجم کے بدلہ کی کہانی میں حاج منہجری کے مطابق، علی ابن ابی طالب کے حملہ آور نے، خواہش کے باوجود، ابن ملجم کے بدلہ لینے کے انداز میں اپنے بھائی کی درخواست کو قبول کیا۔ کیونکہ وہ اسے اپنے وقت کا امام اور بڑا بھائی سمجھتا تھا۔ لوگوں کی طرف سے اس کی بیعت قبول کرنے کے بعد، حسن منبر پر گیا اور ایک خطبہ دیا، جسے کچھ معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کی کوشش سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ حسین کے پاس گئے۔ لیکن حسین نے اپنے آپ کو اپنے بڑے بھائی کا فرماں بردار سمجھا اور انھیں حسن کے پاس بھیجا۔^[139] میڈلنگ کے مطابق، حسین نے ابتدا میں معاویہ کے ساتھ صلح قبول کرنے کی مخالفت کی تھی، لیکن حسن کے دباؤ میں اسے قبول کیا۔^[140] اس کے بعد، کوفہ کے شیعوں نے اسے معاویہ کے کوفہ کے قریب کیمپ پر اچانک حملہ کرنے کی پیش کش کی، لیکن انھوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ جب تک معاویہ زندہ ہے، ہمیں امن معاہدے کی شرائط کی پابندی کرنی چاہیے۔ لیکن معاویہ کی موت کے بعد، وہ اس



ایران میں قاجار عہد کے ایک شیعہ حرز یا تعویذ کا ایک نسخہ جس میں علی ابن ابی طالب کو اپنے دو بیٹوں حسن اور حسین کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ چونکہ طلسم میں معصوم لوگوں کی تصاویر کا استعمال نہیں ہوتا ہے، لہذا یہ نسخہ غالباً ایک حرز تھا۔ یہ کاپی اب نیشنل لائبریری آف کانگریس کے پاس ہے۔



کوفی اسکرپٹ میں قرآن جو حسین ابن علی سے منسوب ہے اور اسے علی ابن موسیٰ الرضا کے زیارت کے میوزیم میں رکھا گیا ہے۔

فیصلے پر دوبارہ غور کریں گے اور کوفہ کو حسن اور عبد اللہ ابن جعفر کے ساتھ مدینہ منورہ چلے گئے۔ [141] امن معاہدے پر دستخط کرنے کے بعد معاویہ نے کوفہ میں خطبہ دیا جس میں اس نے اعلان کیا کہ اس نے معاہدے کی تمام شقوق کی خلاف ورزی کی ہے اور علی ابن ابی طالب کی بھی توہین کی ہے۔ حسین نے جواب دینا چاہا، لیکن ایک بار پھر حسن کے حکم پر ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور خود حسن نے جواب میں خطبہ دیا۔ [142] حسین نے حسن کی موت کے بعد بھی معاہدے کی شرائط پر عمل کیا۔ [143]

معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت کے دوران میں

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ولیری کے مطابق، معاویہ کے زمانے میں حسین نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔ تاہم، اس نے معاویہ کو اقتدار کی منتقلی کا الزام سن پر لگایا۔ [144] لیکن عمادی حائری کے مطابق، حسن کی خلافت کے دوران میں اور پھر معاویہ کے ساتھ امن کے دوران میں، حسین اپنے بھائی حسن کے ساتھ بھی اسی رائے اور مقام کے حامل تھے۔ اگرچہ وہ معاویہ کے والے حکومت کرنے کے مخالف تھا اور امن کے بعد بھی، اس نے معاویہ سے بیعت نہیں کی تھی، لیکن اس امن معاہدے پر قائم تھا۔ عمادی حائری لکھتے ہیں کہ حسین کا حسن کی بہ نسبت امویوں کے ساتھ سخت اور آزادانہ رویہ تھا۔ حسین نے ایک بار فاطمہ زہرا کی توہین کرنے پر مروان کے ساتھ سخت سلوک کیا اور امویوں نے علی کی توہین کرنے پر بھی شدید رد عمل کا اظہار کیا۔ لیکن عمادی ہیری نے ایک ہی وقت میں شیعہ اور تاریخی اعتبار سے بھی امامت کے تصور کا حوالہ دیتے ہوئے یہ مانا ہے کہ عام طور پر دونوں بھائیوں کا ایک ہی مقام تھا اور اس دعوے کو ثابت کرنے کے لیے، اس نے حسن کے کفن اور تدفین کے معاملے کا حوالہ دیا۔ [145] حاج منوہری کا کہنا ہے کہ اگرچہ حسین معاویہ کے ساتھ حسن کے امن معاہدے پر کاربند تھے، لیکن انھوں نے معاویہ کو خطوط بھی لکھے تھے جس میں معاویہ کی خلافت اور اس سے بیعت ہونے کی بھی نشان دہی کی گئی، نیز یزید کے جانشین کی حیثیت سے انتخاب کی مذمت کی اور مروان اور امویوں کے اقدامات پر تنقید کی۔ [146] محمد باقر بیان کرتے ہیں کہ اس وقت حسن اور حسین نماز میں مروان بن حکم کی پیروی کرتے تھے، جسے معاویہ نے مدینہ پر حکمرانی کے لیے مقرر کیا تھا۔ عالم اسلام کے انسائیکلوپیڈیا میں سید محمد عمادی حائری نے شیعہ ذرائع جیسے حر عاملی کا حوالہ دیتے ہوئے، جو بدکار شخص کی پیروی کرنے سے منع کرتے ہیں اور حسین مروان کے ساتھ سخت سلوک کرتے ہیں، کا خیال ہے کہ یہ روایت غلط ہے۔ حاج منوہری کا کہنا ہے کہ اگرچہ حسین معاویہ کے ساتھ حسن کے امن معاہدے پر کاربند تھے، لیکن انھوں نے معاویہ کو خطوط بھی لکھے تھے جس میں معاویہ کی خلافت اور اس سے بیعت ہونے کی بھی نشان دہی کی گئی، نیز یزید کے جانشین کی حیثیت سے انتخاب کی مذمت کی اور مروان اور امویوں کے اقدامات پر تنقید کی۔ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ شیعہ، جیسے حجر بن عدی، حسن کو مارے جانے سے بہت پہلے اس سے ملنے آئے اور معاویہ کے خلاف بغاوت کرنے کو کہا۔ لیکن بلاذری کے مطابق، اس کا جواب ہمیشہ تھا، "جب تک معاویہ موجود ہے کچھ نہیں کیا جاسکتا۔ ہمیشہ انتقام کے بارے میں سوچنا ضروری ہے... لیکن اس کے بارے میں کچھ نہ کہیں۔" [147][148]

انسائیکلوپیڈیا اسلام میں ولیری کے مطابق، 41 ہجری میں حسن اور معاویہ کے امن کے بعد۔ ہجری، حسین نے معاہدے پر مبنی ایک سال میں ایک یا دو ملین درہم قبول کیا اور متعدد بار دمشق چلا گیا۔ جہاں اس کے پاس مزید تحائف آئے۔ [149][150][151]

میڈلنگ کے مطابق، جب حسن زہر کے نتیجے میں موت کی راہ پر گامزن تھا، اس نے اس زہر میں معاویہ پر اظہار شک نہیں کیا تاکہ حسین جوانی کارروائی نہ کرے۔ حسن نے وصیت کی کہ اسے اپنے نانا محمد کے پاس دفن کیا جائے اور اگر اس معاملے پر کوئی تنازع یا خون خرابا ہوا تو اسے اپنی والدہ فاطمہ کے پاس دفن کیا جائے۔ لیکن مروان بن حکم، اس بہانے سے کہ لوگوں نے پہلے عثمان کو بعقیہ میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دی تھی، حسن کو محمد کے پاس دفن ہونے سے روک دیا۔ حسین نے جُلفُ الفضول نامی قریش یونین سے بھی شکایت کی اور بنی امیہ کے خلاف بنی ہاشم کے حقوق کے حصول کا مطالبہ کیا۔ لیکن محمد حنفیہ اور دوسرے لوگوں نے آخر کار حسن کو اپنی ماں کے ساتھ دفن کرنے پر حسین راضی کر لیا۔

اسی دوران میں، کوفہ کے شیعوں نے حسین سے بیعت کرنا شروع کی اور سلیمان بن صرد خُزاعی کے گھر پر جُعدۃ بن ہنیزۃ مخزومی کے بیٹوں، جو امّ بانی علی بن ابی طالب کی بہن، کے پوتے تھے، سے ملاقات کی۔ [152] حسن کی موت کے بعد، بنی ہاشم میں حسین کو سب سے زیادہ عزت حاصل تھی اور اگرچہ عبداللہ ابن عباس جیسے لوگ عمر میں ان سے بڑے تھے، لیکن انھوں نے ان سے مشورہ کیا اور اس کی رائے کو استعمال کیا۔ [153]

انھوں نے حسین کو ایک خط لکھا، جس میں انھوں نے حسین سے اظہار تعزیت کیا اور حسین سے اپنی وفاداری کا اظہار کیا اور حسین سے دلچسپی اور اس میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس کے جواب میں، حسین نے لکھا کہ وہ حسن کی امن کی شرائط پر عمل کرنے کے پابند ہیں اور ان سے اپنے جذبات کا اظہار نہ کرنے کو کہتے ہیں اور اگر معاویہ کی موت کے بعد حسین زندہ بچ جاتے ہیں تو وہ شیعوں کو اپنے خیالات بتاتے۔^[154] تیسرے خلیفہ کے بیٹے عمرو ابن عثمان نے مروان کو مدینہ میں حسین کے ساتھ متعدد شیعوں کی ملاقاتوں کے بارے میں متنبہ کیا اور مروان نے معاویہ کو یہ لکھا۔^{[155][156]} معاویہ کو مدینہ کے حاکم مروان نے شیعوں کے ساتھ حسین کے ساتھ ہونے والے سلوک سے آگاہ کیا، لیکن اس نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔ معاویہ نے اس وقت مدینہ کے حکمران مروان سے کہا کہ وہ حسین کے ساتھ معاملہ نہ کریں اور اشتعال انگیز حرکتیں نہ کریں۔ دوسری طرف، حسین کو لکھے گئے ایک خط میں، اس نے ان سے فراخ دلی سے وعدے کیے اور مروان کو مشتعل نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ کہانی کا اختتام حسین کے تحریری رد عمل کے ساتھ ہوا، جس سے معاویہ کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی۔^{[157][158]} ایک دھمکی آمیز خط میں، معاویہ نے حسین کو ملک بغاوت سے گرفتار کیا اور حسین نے اسے سخت جواب میں لکھا: "مجھے اس امت کے خلاف آپ کے صوبے سے بڑھ کر کسی بغاوت کا پتہ نہیں ہے۔"^[159] مروان نے ایک بار حسین کو ایک دھمکی آمیز خط لکھا تھا جس سے امت مسلمہ میں تفرقہ پھیلانے کا انتباہ کیا گیا تھا، جس میں حسین نے معاویہ کو ابو سفیان کے زیاد ابن ابیہ کی ماں کے ساتھ جنسی تعلق کی بنا پر اسے اپنا بھائی قرار دینے پر ڈانٹا تھا۔ اس نے معاویہ کو حجر بن عدی کے قتل ر اعتراض کیا اور دھمکیوں کو نظر انداز کیا۔ معاویہ نے اپنے آس پاس کے لوگوں اور اس کے دوستوں سے حسین سے شکایت کی، لیکن وہ مزید دھمکیوں سے باز رہا اور حسین کو تحائف بھیجتا رہا۔^[160] سید محمد عمادی حاضری کا ماننا ہے کہ انھوں نے معاویہ کے تحائف کو قبول نہیں کیا۔^[161]

جب معاویہ یزید کے لیے بیعت جمع کر رہا تھا تو، حسین ان چند لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے بیعت کو مسترد کر دیا اور معاویہ کی مذمت کی۔ سید محمد عمادی حاضری کا ماننا ہے کہ انھوں نے معاویہ کے تحائف کو قبول نہیں کیا۔^[162] معاویہ نے یزید کو مشورہ دیا کہ وہ حسین کے ساتھ نرم سلوک کرے اور اسے بیعت کرنے پر مجبور نہ کرے۔^{[163][164]}

معاویہ کی حکومت کے دوران میں، اس کے دو اہم اعمال تاریخی ذرائع میں درج ہیں: اول، جب وہ متعدد اراضی پر ان کی ملکیت پر متعدد بنو امیہ بڑوں کے سامنے کھڑا ہوا اور دوسرا، جب معاویہ نے ولی عہد کی حیثیت سے یزید کے لیے بیعت لی۔ اسلام کے ولی عہد شہزادہ کی تقرری ایک مسلک ہے۔^[165] حسین، نے مشہور صحابہ کرام کے دوسرے بیٹوں کے ساتھ، اس فعل کو مسترد کر دیا کیونکہ یہ حسن کے امن معاہدے کے خلاف اور خلیفہ مقرر کرنے میں عمر کی کونسل کے اصول کے منافی تھا اور معاویہ کی مذمت کی تھی۔^{[166][167]} معاویہ نے یزید کو مشورہ دیا کہ وہ حسین کے ساتھ نرم سلوک کرے اور اسے بیعت کرنے پر مجبور نہ کرے۔^{[14][168][168]}

معاویہ، جو خلیفہ عثمان بن عفان کے ماتحت شام کے خطے کا گورنر تھا، نے علی کے بیعت کے مطالبے سے انکار کر دیا تھا اور طویل عرصے سے اس سے تنازع چل رہا تھا۔ علی کے قتل ہونے کے بعد اور لوگوں نے حسن سے بیعت کی، معاویہ نے اس کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار ہوا۔ اس جنگ کے نتیجے میں حسن اور معاویہ کی فوجوں کے مابین متنازع تصادم ہوا۔ خانہ جنگی کی پریشانیوں سے بچنے کے لیے، حسن نے معاویہ کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کیے، جس کے مطابق معاویہ اپنے دور حکومت میں کسی جانشین کا نام نہیں لے گا اور اسلامی برادری (امت) کو اپنا جانشین منتخب کرنے دے گا۔^[169]

ازواج اور اولاد

آپ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں اختلاف نظر ہے؛ بعض نے چار بیٹے اور دو بیٹیاں^[170] اور بعض نے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں لکھا ہے۔^[171]

ازواج	نسب	اولاد	تفصیل
شہربانو	یزدگرد ساسانی بادشاہ کی بیٹی	امام سجاد شیعوں کے چوتھے امام	معاصر محققین شہربانو کے نسب کے بارے میں تردید کرتے ہیں۔ ^[172] بعض کتابوں میں ان کا نام سیئدیہ، غزالہ اور شاہ زنان ذکر ہوا ہے۔
ریاب	امرو القیس بن عدی کی بیٹی	سُکینہ اور عبد اللہ۔ ^[173]	ریاب کربلا میں موجود تھیں اور اسیر ہو کر شام تک گئیں۔ ^[174] اکثر کتابوں میں عبد اللہ کو شہادت کے وقت شیرخوار نقل کیا گیا ہے۔ ^[175] ج کل شیعہ انھیں علی اصغر کے نام سے جانتے ہیں۔
لیلہ	ابی مَرَّة بن عروہ بن مسعود ثقفی کی بیٹی ^[176]	علی اکبر ^[177]	-----
ام اسحاق	طلحہ بن عبید اللہ کی بیٹی	فاطمہ امام حسین کی بڑی بیٹی ^[178]	ام اسحاق، امام حسن مجتبیٰ کی زوجہ تھیں اور آپ کی شہادت کے بعد امام حسین سے شادی کی۔ ^[179]
سُلافہ یا ملومہ ^[180]	قُضاعہ نامی قبیلے سے	جعفر ^[181]	جعفر نے امام کی حیات میں ہی وفات پائی اور ان کی کوئی نسل باقی نہیں ہے۔ ^[182]

چھٹی صدی میں لکھی ہوئی کتاب لباب الانساب^[183] میں امام کی ایک بیٹی رقیہ کے نام سے اور ساتویں ہجری میں لکھی گئی کتاب کامل بہائی میں امام حسین کی ایک چار سالہ بیٹی کا تذکرہ ہے جو شام میں وفات پائی ہے۔^[184] بعد کی کتابوں میں رقیہ کا نام زیادہ آنے لگا ہے۔ اسی طرح بعض منابع میں شہربانو کا بیٹا علی اصغر اور ریاب کا بیٹا محمد اور اسی طرح سے زینب (ماں) کا نام لکھے بغیر) کے نام، امام حسین کی اولاد میں سے ذکر ہوئے ہیں۔^[185] ابن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب الرسول فی مناقب آل الرسول میں آپ کی اولاد کی تعداد کو دس بتایا

دوران میں امامت

آپ کی امامت کا آغاز معاویہ کی حکومت کے دسویں سال ہوا۔ معاویہ نے 41ھ [187] کو امام حسن سے صلح کے بعد حکومت سنبھالا اور اموی خلافت کی بنیاد رکھی۔ اہل سنت مناجح نے اسے چالاک اور صابر لکھا ہے۔ [188] اور ظاہری طور پر دین کا پابند تھا اور اپنی خلافت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے بعض دینی اصولوں سے استفادہ کرتا تھا۔ اگرچہ حکومت کو زور اور سیاسی چالاکوں سے حاصل کیا تھا [189] لیکن اسے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اور قضا و قدر الہی سمجھتا تھا۔ [190]

وہ اپنے آپ کو اہل شام کے لیے انبیا اور اللہ کے نیک بندے اور دین و احکام کے مدافعين کے ہم پلہ سمجھتا تھا۔ [191] تاریخی مناجح میں آیا ہے کہ معاویہ نے خلافت کو سلطنت میں تبدیل کر دیا [192] اور علنی طور پر کہتا تھا کہ عوام کی دینداری سے میرا کوئی سروکار نہیں ہے۔ [193]

معاویہ کی حکومت کے مسائل میں سے ایک عوام خاص کر عراق کی عوام میں شیعہ عقیدے کا پانا تھا۔ شیعہ معاویہ کے دشمن تھے، اسی طرح خوارج بھی اس کے دشمن تھے لیکن خوارج کے لیے عوام میں کوئی مقام حاصل نہیں تھا جبکہ شیعہ امام علی اور اہل بیت کی وجہ سے عوام پر ہست نفوذ رکھتے تھے۔ اسی لیے معاویہ اور اس کے اہلکار، مصالحت سے یا نکر کے ذریعے سے شیعوں سے نمٹتے تھے۔ معاویہ کا ایک اہم طریقہ عوام میں علی سے دوری ایجاد کرنا تھا اسی وجہ سے معاویہ کے دور اور بعد کے اموی دور میں علی پر لعن کرنا ایک عام رسم بنی۔ [194] معاویہ نے حکومت کو مضبوط کرنے کے بعد شیعوں پر سیاسی دباؤ شروع کیا اور اپنے افراد سے کو خط لکھا کہ علی کے چاہنے والوں کو اپنے دربار سے نکالیں، بیت المال سے ان کو کچھ نہ دیں اور ان کی گواہی کو قبول نہ کریں۔ [195] اسی طرح اگر کسی نے امام علی کی فضیلت بیان کرنے والوں کو دھمکی دی یہاں تک کہ محدثوں نے آپ کو «قریش کا ایک مرد»، «رسول اللہ کا ایک صحابی» اور «ابو زینب» سے یاد کرنے لگے۔ [196]

دلائل امامت

فائل:امامان قاما او قعدا.jpg

امام حسینؑ کی ضریح پر حدیث نبوی

امام حسینؑ اپنے بھائی کی شہادت کے بعد 50ھ کو امامت پر فائز ہوئے اور اکسٹھ ہجری کے ابتدائی دنوں تک شیعوں کی امامت اور رہبری پر فائز رہے۔ سانچہ:مدرک شیعہ علما نے جہاں بارہ اماموں کی امامت پر دلیل قائم کیا ہے [197] وہاں ہر امام کی امامت پر خاص طور سے بھی دلیل پیش کیا ہے۔ شیخ مفید نے کتاب ارشاد میں امام حسینؑ کی امامت پر بعض احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے جن میں سے یہ احادیث کہ جہاں ارشاد ہوتا ہے۔ **ابناکی حدان امامان قاما او قعدا** (ترجمہ: میرے یہ دو بیٹے حسن و

حسین امام ہیں چاہے یہ قیام کریں چاہے یہ بیٹھے ہوں)۔ [198] اسی طرح امام علیؑ نے اپنی شہادت کے وقت امام حسنؑ کی امامت کے بعد آپ کی امامت کی تاکید کی ہے۔ [199] اور امام حسنؑ نے بھی اپنی شہادت کے وقت محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے اپنے بعد حسین ابن علیؑ کو امام معرفی کیا ہے۔ [200] شیخ مفید اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے امام حسینؑ کی امامت کو یقینی اور ثابت سمجھتے ہیں۔ ان کے کہنے کے مطابق امام حسینؑ نے معاویہ سے صلح امام حسن میں جو وعدہ کیا تھا وہ اور تقیہ کی وجہ سے معاویہ مرنے تک لوگوں کو اپنی طرف دعوت نہیں کی اور امامت کو علنی نہیں کیا؛ لیکن معاویہ مرنے کے بعد آپ نے امامت کو علنی کیا اور جن کو آپ کے مقام کا نہیں پتہ تھا انھیں اپنی پہچان کروایا۔ [201] علاوہ ازیں ایسی احادیث رسول اللہ سے وارد ہوئی ہیں جن میں ائمہ کی تعداد بتائی گئی ہے اور امام علیؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور ان کے نو فرزندوں کی امامت پر تصریح و تاکید ہوئی ہے۔ [202]

منقول ہے کہ 60ھ کو امام حسینؑ مدینہ سے نکلتے ہوئے اپنی بعض وصیتوں اور امامت کی امانتوں کو زوجہ رسول خدّام سلمہ کے حوالے کیا [203] اور بعض کو شہادت سے پہلے اکسٹھ ہجری کی محرم کو اپنی بڑی بیٹی فاطمہ کے حوالے کیا [204] لہذا کہ وہ انھیں امام سجاد کے حوالے کرے۔

صلح امام حسن کی پاسداری

اس کے باوجود کہ امام حسنؑ کے بعد آپؑ حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے کے لیے صالح ترین اور مناسب ترین شخصیت تھے؛ تاہم معاویہ کے ساتھ امام حسنؑ کی صلح کی بنا پر، آپ اس صلح کے پابند رہے۔ [205] اور اس کے باوجود کہ کوئی عوام نے معاویہ کے خلاف قیام کے لیے آپ کو خطوط لکھے، آپ نے قیام سے اجتناب کیا گو کہ آپ نے مسلمانوں پر معاویہ کی حاکمیت کی شرعی اور قانونی حیثیت کو مسترد کر دیا اور ظالموں کے خلاف جہاد پر زور دیا اور قیام کو معاویہ کی موت تک ملتوی کر دیا۔ [206] اور کوفہ والوں کے خطوط کے جواب میں لکھا:

ابھی میرا یہ عقیدہ نہیں، معاویہ مرنے تک کوئی اقدام نہ کریں، اپنے گھروں میں چھپے رہیں اور ایسے کام سے اجتناب کریں جس سے تم پر بدگمان ہو جائیں۔ اگر وہ مرا اور تب تک میں زندہ رہا تو اپنی رای سے آپ کو آگاہ کروں گا۔ [207]

معاویہ کا راج

شیعوں کے مطابق، حسین 669ء میں اپنے بھائی حسن کی وفات کے بعد دس سال کی مدت کے لیے تیسرے امام تھے۔ اس کے علاوہ گزشتہ چھ مہینوں کے علاوہ تمام وقت معاویہ کی خلافت کے ساتھ موافق تھا۔ [208] حسن کے ساتھ صلح نامے کے بعد، معاویہ اپنی فوج کے ساتھ کوفہ چلا گیا، جہاں ایک عوامی ہتھیار ڈالنے کی تقریب میں حسن نے اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ وہ اور حسین محمد کے اکلوتے نواسے ہیں اور یہ کہ اس نے بادشاہی کو معاویہ کے حوالے کر دیا "لوگوں کے، امت کے بہترین مفاد میں: "اے لوگو، یقیناً خدا ہی تھا جس نے آپ کو ہم میں سے سب سے پہلے کی راہنمائی کی اور جس نے ہم میں سے آپ کو خون خرابے سے بچایا۔ میں نے معاویہ سے صلح کر لی ہے اور میں نہیں جانتا کہ یہ آپ کی آزمائش کے لیے نہیں ہے اور آپ کچھ وقت کے لیے لطف اندوز ہو سکیں گے۔" [حاشیہ 4] [209] حسن نے اعلان کیا۔ [169]

660/41 میں حسن کے حکومت چھوڑنے اور 669/49 ان کی شہادت کے درمیان میں نو سالہ مدت میں، حسن اور حسین معاویہ کے خلاف یا اس کے خلاف سیاسی مداخلت سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہوئے مدینہ واپس چلے گئے۔ [169][210]

اہل بیت کی حکمرانی کے حق میں جذبات کبھی کبھار چھوٹے گروہوں کی شکل میں سامنے آتے تھے، زیادہ تر کوفہ سے، حسن اور حسین سے ملنے جاتے تھے اور ان کو اپنا قائد بننے کی درخواست کرتے تھے۔ جس کی درخواست پر انھوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ [85] اس کے دس سال بعد بھی، حسن کی شہادت کے بعد، جب عراقیوں نے بغاوت کے بارے میں اس کے چھوٹے بھائی، حسین کی طرف رجوع کیا، تو حسین نے انھیں اس وقت تک انتظار کرنے کی ہدایت کی جب تک معاویہ کے ساتھ حسن معاہدے کی وجہ سے زندہ ہے۔ [169] تاہم، بعد میں اور موت سے پہلے معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین بنا دیا۔ [211]

یزید کا راج

حسن اور معاویہ کے مابین ہونے والے معاہدے کا ایک اہم نکتہ یہ تھا کہ موخر الذکر کسی کو بھی اس کی وفات کے بعد اپنا جانشین مقرر نہیں کرے گا۔ لیکن حسن کی شہادت کے بعد، معاویہ، یہ خیال کرتے ہوئے کہ کوئی بھی اتنا جرات مند نہیں ہوگا کہ خلیفہ کے طور پر اس کے فیصلے پر اعتراض کرے، اس معاہدے کو توڑتے ہوئے، اپنے بیٹے یزید کو 680 میں اپنا جانشین مقرر کیا۔ [212] رابرٹ پینے نے تاریخ معاویہ میں معاویہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ اپنے بیٹے یزید کو حسین کو شکست دینے کے لیے - کیوں کہ معاویہ کا خیال تھا کہ وہ یقیناً اس کے خلاف فوج تیار کرے گا، لیکن ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا کیونکہ وہ رسول کے نواسے ہیں۔ لیکن عبد اللہ ابن الزبیر کے ساتھ تیزی سے معاملہ کرنا، کیونکہ معاویہ کو اس سے سب سے زیادہ ڈر تھا۔ [213]

اپریل 680 میں، یزید خلیفہ کی حیثیت سے اپنے والد کی جانشین ہوا۔ اس نے فوراً ہی مدینہ کے گورنر کو ہدایت کی کہ وہ حسین اور کچھ دیگر ممتاز شخصیات کو اپنی بیعت کا عہد کرنے پر مجبور کرے۔ [214] تاہم حسین نے اس سے پرہیز کیا اور یہ مانتے ہیں کہ یزید کھلم کھلا اسلام کی تعلیمات کے منافی اور محمد کی سنت کے خلاف ہے [215]۔ [216] ان کے خیال میں اسلامی معاشرے کی سالمیت اور بقاء کا دارومدار صحیح رہنمائی کے دوبارہ قیام پر تھا۔ [217] وہ اور اس کے گھر والے مدینہ سے مکہ مکرمہ میں پناہ کے لیے نکلے تھے۔ [218] جب مکہ مکرمہ میں، ابن الزبیر، عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن عباس نے حسین کو مشورہ دیا کہ وہ مکہ کو اپنا اڈا بنائیں اور وہاں سے یزید کے خلاف لڑیں۔ [219] وہاں، کوفہ کے لوگوں نے اس کو خط بھیجا، اس سے مدد مانگی اور اس سے بیعت کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اس نے کوفہ کی طرف سفر کیا [220]، لیکن کربلا کے قریب اس کے کارواں کو یزید کی فوج نے روک لیا۔ 10 اکتوبر 680 (10 محرم 61 ہجری) کو کربلا کی لڑائی میں ان کا قتل کر دیا گیا اور اس کا سر قلم کر دیا گیا، اس کے بیشتر کنبہ اور ساتھی بھی شامل تھے، بشمول حسین کا چھ ماہ کا بیٹا علی الصغر، خواتین اور بچوں کے ساتھ لیا گیا قیدی۔ [8][221] جنگ کربلا کی داستان کو **مقتل الحسین** کہا جاتا ہے۔

محمد ابن جریر طبری، ابن خلدون، ابن کثیر غرض بہت سے مفسرین اور مورخین نے لکھا ہے کہ ابن زیاد نے خاندان رسالت کو کربلا میں قتل کیا اور قیدیوں کو اونٹوں پر شہیدوں کے سروں کے ساتھ دمشق بھیج دیا۔ دمشق میں بھی ان کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہ ہوا۔

یزید نے امام حسین کے سر کو اپنے سامنے طشت پر رکھ کر ان کے دندان مبارک کو چھڑی سے چھیڑتے ہوئے اپنے کچھ اشعار پڑھے جن سے اس کا نقطہ نظر معلوم ہوتا ہے جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے [222]

کاش آج اس مجلس میں بد میں مرنے والے میرے بزرگ اور قبیلہ خزرج کی مصیبتوں کے شاہد ہوتے تو خوشی سے اچھل پڑتے اور کہتے: شاباش اے یزید تیرا ہاتھ شل نہ ہو، ہم نے ان کے بزرگوں کو قتل کیا اور بد کا انتقام لے لیا، بنی ہاشم سلطنت سے کھیل رہے تھے اور نہ آسمان سے کوئی وجی نازل ہوئی نہ کوئی فرشتہ آیا ہے۔ [222]

امام حسین عراق میں کربلا کے مقام پر مدفون ہیں۔

اپنی موت سے قبل اموی حکمران معاویہ نے صلح حسن کے برخلاف یزید کو اپنا جانشین مقرر کیا۔^[223] جب 680ء میں معاویہ انتقال کر گئے تو یزید نے بیعت کا مطالبہ کیا، حسین نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا، یعنی انھوں نے خود کو قربان کرنے کا فیصلہ کیا۔ نتیجاً انھوں نے 60ھ میں مدینہ چھوڑ دیا اور مکہ آ گئے۔^{[223][224]} یہاں اہل کوفہ نے انھیں خطوط بھیجے اور ان سے مدد مانگی اور حسین کی بیعت کرنے کا کہا۔ سو وہ کوفہ کے لیے روانہ ہوئے،^[223] کربلا کے نزدیک ان کے کارواں پر یزیدی فوج نے حملہ کر دیا۔ کربلا کی جنگ میں انھیں اور ان کی آل کو 10 محرم 61ھ (10 اکتوبر 680ء) کو قتل کر کے سر قلم کر دیا گیا، شہدا میں ان کے چھ ماہ کے بیٹے، علی اصغر بھی شامل تھے، اس کے علاوہ اہل بیت کی خواتین اور بچوں کو قیدی بنا دیا گیا۔^{[223][225]} بعد ازاں وفات حسین پر غم اتنا بڑھ گیا کہ لوگ دولت امویہ کے شدید مخالف ہو گئے اور عباسیوں نے امویوں کو عبرت ناک شکست دے کر ان لوگوں کے دل ٹھنڈے کیے۔^{[226][10]}

معاویہ کے اقدامات کے خلاف موقف

معاویہ کی جانب سے یزید کی بیعت کی دعوت پر امام حسینؑ کا جواب:

یزید نے اپنی فکر اور عقیدے کو دکھا چکا ہے؛ تم بھی اس کے لیے وہی چاہو جو وہ چاہتا ہے: کتوں کو ایک دوسرے کے خلاف لڑانا، کبوتروں کو اڑانا اور گانے والی کنیزوں سے معاشرت اور دیگر قسم کی سرگرمیاں۔۔۔ [اے معاویہ] اس کام سے باز آ جاؤ؛ اللہ کے حضور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ کے علاوہ بھی گناہوں کا بوجھ لے کر جانے میں تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا؟!

ابن قتیبہ، الامامۃ والسیاسة، ج 1، ص 209

اگرچہ معاویہ کی حکومت کے دوران میں امام حسینؑ نے عملی طور پر ان کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا لیکن معاصر تاریخی محقق، رسول جعفریان کا کہنا ہے کہ امام اور معاویہ کے درمیان میں ہونے والے بعض رابطے اور گفتگو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں امام حسینؑ نے معاویہ کی حکومت کو سیاسی طور پر قبول نہیں کیا تھا اور ان کے سامنے تسلیم نہیں ہوئے تھے۔^[227] امام حسینؑ اور معاویہ کے درمیان میں رد و بدل ہونے والے متعدد خطوط بھی اسی بات کے شاہد ہیں۔ اس کے باوجود تاریخی گزارشات سے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ بھی خلفائے ثلاثہ کی طرح ظاہری طور پر امام کا احترام کرتا تھا۔^[228] اور اپنے اہلکاروں کو حکم دیا تھا کہ رسول اللہ کے بیٹے کا مزاحم نہ بنیں اور ان کی بے احترامی نہ کریں۔^[229] معاویہ نے یزید کو وصیت میں بھی امام حسینؑ کے مقام کی تاکید کی اور انھیں لوگوں میں سب سے محبوب جانا اور کہا اگر حسین پر کامیاب ہو گیا تو اسے بخش دو کیونکہ اس کا حق بہت بڑا ہے۔^[230]

شیعیان امام علی کے قتل پر اعتراض

معاویہ نے جب حجر بن عدی، عمرو بن حمق خزاعی اور عبداللہ بن یحییٰ حضرمی جیسی شخصیات کے قتل پر امام حسینؑ نے شدید اعتراض کیا۔^[231] اور بہت ساری تاریخی منابع کے مطابق آپ نے معاویہ کو خط لکھا اور علیؑ کے دستوں کو قتل کرنے کی مذمت کی اور معاویہ کے بعض برے کاموں کی نشان دہی کرتے ہوئے اس کو محکوم کیا اور کہا: میں اپنے اور اپنے دین کے بارے میں تمہارے ساتھ جہاد سے بالاتر کوئی اور چیز نہیں جانتا ہوں۔ اس خط میں مزید لکھا: اس امت پر تمہاری حکومت سے زیادہ بڑے فتنے کا مجھے علم نہیں ہے۔^[232]

جب حج کے سفر میں معاویہ کا امامؑ سے آمنا سامنا ہوا^[233] تو اس نے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ حجر اور اس کے دوست اور تمہارے والد کے شیعوں کے ساتھ ہم نے کیا کیا ہے؟ امام نے فرمایا: کیا کیا ہے؟ معاویہ نے کہا: انھیں قتل کیا، کفن دیا، ان پر نماز پڑھی اور دفن کر دیا۔ امام نے فرمایا: لیکن اگر ہم تمہارے اصحاب کو قتل کریں تو انھیں نہ کفن دیں گے، نہ ان پر نماز پڑھیں گے اور نہ انھیں دفنائیں گے۔^[234]

یزید کی ولایت عہدی پر اعتراض

سنہ 56ھ کو معاویہ نے امام حسنؑ سے کیے ہوئے صلح نامے میں مذکور، (اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین نہیں بنائے گا) قرار داد کے برخلاف یزید کو اپنا جانشین بنا کر لوگوں کو اس کی بیعت کرنے کا کہا۔^[235] امام حسینؑ سمیت بعض شخصیات نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ معاویہ نے یزید کی ولیعہدی کو مستحکم بنانے کی غرض سے وسیع اقدامات انجام دینے کے بعد مدینہ کا دورہ کیا تاکہ مدینہ کے اکابرین سے یزید کی ولایت عہدی کے لیے بیعت لے۔^[236] امام حسینؑ نے ایک مجلس میں جہاں معاویہ، ابن عباس اور بعض اموی درباریوں کی موجودگی میں معاویہ کی ملامت کی اور یزید کی نالائی اور ہوس بازیوں کی یاد آوری کرائی اور اس کو یزید کی ولیعہدی کا اعلان کرنے سے متنبہ کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ امام حسینؑ نے اپنے مقام اور حق کو بیان کرتے ہوئے یزید کی بیعت کے لیے معاویہ کی طرف سے پیش کی جانے والی دلیل کو رد کیا۔^[237] اسی طرح ایک اور مجلس میں جہاں عوام بھی تھے، امام حسینؑ نے معاویہ کی یزید کی شایستگی کی باتوں کے خلاف اپنے کو خلافت کے لیے فردی اور خاندان کے اعتبار سے مناسب قرار دیا اور یزید کو شرابی اور ہوس باز کے طور پر معرف کیا۔^[238]

حسین ابن علی کا خطبہ منی

معاویہ کی وفات سے ایک یا دو سال پہلے اور جب وہ اپنے بیٹے یزید کو گورنری اور پھر مسلمانوں کی خلافت میں لانے کی کوشش کر رہا تھا تو، حسن سے اس کے امن معاہدے کے برخلاف، حسین نے اس صورت حال سے خطرہ محسوس کیا اور عالم اسلام کے بزرگوں کو دعوت دی حج کے دوران میں مناکہ سرزمین میں جمع ہوں اور اس کا پیغام سنیں۔ اس دعوت کے بعد، منا میں قریب سات سو پیروکار اور پیغمبر اسلام کے دو سو ساتھی جمع ہوئے۔ اپنی تقریر کے آغاز میں - جو بعد میں "خطبہ منا" کے نام سے مشہور ہوئے۔ معاویہ نے اسے "بغاوت" قرار دیا، جسے میں حسین نے اس کے اور ہوامیہ کے ظالمانہ اقدامات کو بے نقاب کر دیا، خاص طور پر انھوں نے اہل بیت اور شیعوں کے خلاف کیا کیا اور سامعین سے کہا کہ وہ اس مواد کو ریکارڈ کریں اور قابل اعتماد لوگوں کو جب وہ اپنے شہروں میں واپس آئیں تو اس کی اطلاع دیں۔ یزید کے اقتدار میں آنے کے خطرات اور نقصانات سے بچیں۔ خطبہ کے تسلسل میں، انھوں نے علی ابن ابی طالب کی فضیلت اور نیکی کی طرف متوجہ کرنے اور معاشرے میں برائی سے روکنے کے منصب اور اس اصول کو بھانپنے میں اسلامی اسکالرز اور بزرگوں کی ذمہ داری اور عوامی رائے کو روشن

کرنے میں ان کے کردار کا ذکر کیا۔ اس اصول کی تکمیل اور اسلام کی رائے عامہ کو نمایاں کرنے میں ان کے کردار میں اسلام کے بزرگ صحابہ کرام اور پیروکاروں کو اس خطبے کی فراہمی حسین کے لیے ایک اچھا موقع تھا کہ وہ مناکہ سرزمین سے عالم اسلام کو اپنا پیغام پہنچائیں اور اشرف، خصوصی صحابہ کرام اور اہل اسلام کو اسلامی دنیا کے عمومی حالات سے آگاہ کریں۔ اموی نظام کے خطرات اور سازشوں کو بے نقاب کریں۔^[239]

⚠ انتباہ: درجہ چہارم سے قبل درجہ سوم کی سرخی لازمی ہے۔ (مزید تفصیلات)

خطبہ منی سے ایک اقتباس

امام حسین نے معاویہ کی وفات سے دو سال پہلے یعنی سنہ 58ھ کو منی میں ایک اعتراض آمیز خطبہ دیا^[240] اس دور میں شیعوں پر معاویہ کی طرف سے شدید دباؤ تھا۔^[241] امام نے اس خطبے میں امیر المؤمنین اور اہل بیت کی فضیلت، امر بہ معروف و نہی از منکر کی دعوت کے ساتھ ساتھ اسی اسلامی وظیفے کی اہمیت کی تاکید، علما کی ذمہ داری اور ظالم کے خلاف قیام اور علما کا ظالموں کے مقابلے میں خاموشی کے نقصانات بیان کیے۔

قیام حسین

یزید سے بیعت نہ کرنا

معاویہ کی وفات کے فوراً بعد 15 رجب 60ھ - 22 اپریل 680ء کو یزید نے مدینہ کے حاکم ولید ابن عتبہ کو حسین، عبد اللہ ابن زبیر، اور عبد اللہ ابن عمر سے بیعت لینے کا حکم دیا۔^[242] یزید کا مقصد معاویہ کی موت کے بارے میں لوگوں کو معلوم ہونے سے قبل اس شہر کا کنٹرول سنبھالنا تھا۔ یزید کی فکر خاص طور پر خلافت میں اس کے دو حریفوں کے بارے میں۔ یعنی یہ حسین اور عبد اللہ ابن زبیر ہی تھے جنہوں نے اس سے قبل بیعت ترک کر دی تھی۔^[243] ولید بن عتبہ نے ان کو^[244] فوری محل میں آنے کا کہا تا کہ وہ انہیں یزید کے ساتھ بیعت کرنے پر مجبور کرے۔ ولیری حسین کے مطابق، وہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ محل آیا اور معاویہ کی موت پر تعزیت کی۔ لیکن اس نے اس عذر کے ذریعہ یزید سے خفیہ بیعت دو دن کے لیے ملتوی کر دی کہ بیعت عوامی طور پر ہونی چاہیے۔^{[245][246][247]} مروان بن حکام، جو جانتا تھا کہ اگر حسین اجلاس سے رخصت ہو گئے تو، وہ جنگ کے بغیر نہیں پہنچ سکتے ہیں، انہوں نے ولید سے کہا تھا کہ وہ بیعت کرنے کے لیے فوراً ہی حسین کو قتل کر دیں یا اسے قید کر دیں۔ لیکن ولید، جو حسین سے تصادم نہیں کرنا چاہتا تھا، نے انکار کر دیا۔^{[248][249]}

آخر کار، حسین اور اس کے اہل خانہ مرکزی سرک،^{[250][251]} سے رات گئے مکہ گئے اور اپنے والد عباس بن عبد المطلب کے گھر چار مہینے گزارے۔ اس کے ساتھ ان کی بیویوں، بچوں اور بھائیوں کے علاوہ حسن کے بیٹے بھی تھے۔^[252]

یزید کی خلافت پر اعتراض

معاویہ کی وفات کے بعد 15 رجب 60ھ کو یزید حاکم بنا۔^[253] اس نے بعض ان بزرگوں سے زبردستی بیعت لینے کا ارادہ کیا جنہوں نے اس کی ولایت عہدی کو قبول نہیں کیا تھا، ان میں سے ایک حسین ابن علی تھے۔^[254] لیکن امام حسین نے بیعت کرنے سے انکار کیا^[255] اور دوست احباب اور خاندان سمیت 28 رجب کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔^[256]

مکہ میں عوام اور عمرہ پر آنے والوں کی طرف سے آپ کا بڑا استقبال ہوا^[257] اور چار مہینے سے زیادہ (3 شعبان تا 8 ذی الحجہ) وہاں رہے۔^[258] اس عرصے میں کوفہ والوں نے آپ کا یزید کی بیعت نہ کرنے کی خبر سن لیا اور آپ کے لیے دعوت نامے بھیجے اور خط کے ذریعے کوفہ بلایا۔^[259] امام نے کوفہ والوں کو جانچنے کے لیے مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا تا کہ وہ وہاں کی حالات سے آگاہ کریں۔ مسلم نے جب کوفیوں کا استقبال اور ان کی بیعت کو دیکھا تو امام کو کوفہ بلا لیا^[260] اور آپ اہل و عیال اور دوست احباب سمیت

منی میں امام حسین کے خطبے کے چند کلمات: اگر مشکلات میں صبر کرو گے اور اللہ کی راہ میں سختیاں اور اخراجات کو برداشت کرو گے تو اللہ کے امور آپ کے ہاتھ آئیں گے۔۔۔ لیکن تم لوگوں نے ظالموں کو اپنی جگہ بٹھا کر اپنے پر مسلط کیے ہو اور اللہ کے امور ان کے سپرد کر چکے ہو۔ تمہارا موت سے ڈرنا اور دنیا کی لالچ کی وجہ سے ظالموں کو اس کام پر قادر بنایا ہے۔

(تحف العقول، ص 168)

سال شمار زندگی حسین بن علی

زندگی حسین بن علی

مدینہ میں

۶۲۶ ولادت در ۳ شعبان سال چہارم ہجری

۶۲۸ تولد زینب بنت علی

۶۳۱ مسیحیان نجران کے ساتھ مباہلہ

۶۳۲ غدیر خم

۶۳۲ رحلت محمد

بعد محمد

۶۳۲ ابوبکر خلافت در سقیفہ بنی ساعدہ میں

خلافت کے لئے ابوبکر کا انتخاب

واقعہ خانہ فاطمہ زہرا

۶۳۲ انتقال فاطمہ زہرا

۶۳۲ آغاز خلافت عمر

۶۴۲ قتل عمر بن خطاب اور علی بن ابی طالب

کی شوراے انتخاب خلیفہ میں شرکت

آغاز خلافت عثمان

۶۴۸ ولادت عباس بن علی

خلافت علی بن ابی طالب

۶۵۶ بطور خلیفہ علی کا انتخاب

شورشوں کا آغاز

جنگ جمل

۶۵۷ مرکز حکمرانی کی کوفہ منتقلی

جنگ صفین

8 ذی الحجہ [261] کو مکہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے۔ بعض گزارشوں سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ امام حسینؑ کو مکہ میں ان کے قتل کی سازش کا علم ہوا تھا اس لیے مکہ کی حرمت باقی رکھتے ہوئے اس شہر سے نکل پڑے۔ [262]

اہل کوفہ کی طرف سے دعوت نامے

۶۵۸ حکمیت

خوارج سے جنگ

۶۵۹ مصر میں علی کے گورنر کی عمرو ابن عاص

کے ہاتھوں شکست

غارت عراق، حجاز، و یمن توسط معاویہ

۶۶۰ معاویہ نے خود کو خلیفہ کہا۔

۶۶۱ علی بن ابی طالب کی شہادت ۲۸ جنوری

بمطابق ۲۱ رمضان، مسجد کوفہ میں ابن

ملجم مرادی کی تلوار کی ضرب سے

خلافت حسن مجتبیٰ

۶۶۱ بطور خلیفہ حسن مجتبیٰ کا انتخاب

حسن مجتبیٰ سے معاویہ کا آغاز جنگ

معاویہ کے ساتھ حسن مجتبیٰ کی صلح

بعد خلافت حسن مجتبیٰ

۶۷۰ وفات حسن مجتبیٰ در ۷ یا ۲۸ صفر سال ۵۰

ہجری

دوران امامت

۶۸۰ مرگ معاویہ بن ابو سفیان (۱۵ رجب ۶۰ ھق)

درخواست بیعت از حسین بن علی

برای خلافت یزید

دعوت کوفیان از حسین بن علی

حسین بن علی کی طرف کوفہ سے

قاصدوں کا آنا

مدینہ سے مکہ کی طرف خروج (نصف

دوم ماہ رجب ۶۰ ھق)

۶۸۰ مکہ میں اقامت (۳ شعبان تا ۸ ذی الحجہ ۶۰

ہجری)

کوفیوں کے حمایت کے خط آنا

کوفہ اور بصرہ کو قاصد ارسال کرنا

کوفہ میں مسلم کا اپنے نمائندہ کے طور پر

تقرر (۱۵ رمضان)

۶۸۰ کوفہ جانے کے ارادے سے مکہ سے خروج (۸ ذی

الحجہ ۶۰ ہجری)

۶۸۰ منزل صفّاح میں قیام اور فرزدق سے ملاقات

(چارشنبہ ۹ ذی الحجہ ۶۰ ہجری)

۶۸۰ منزل ذات عرق میں قیام، عبداللہ بن جعفر

اور والی مکہ کے سپاہ سے سامنا (دوشنبہ ۱۲

ذی الحجہ ۶۰ ہجری)

۶۸۰ منزل حاجر میں قیام اور کوفہ کے لوگوں کو

قیس بن مسیر کے ذریعے خط ارسال کیا (سہ

شنبہ ۱۵ ذی الحجہ ۶۰ ہجری)

۶۸۰ منزل زرود میں قیام اور زبیر بن قین کا امام

حسین کے ساتھ شامل ہونا (دوشنبہ ۲۱ ذی

الحجہ ۶۰ ہجری

- ۶۸۰ منزل ثعلبیہ میں قیام اور مسلم بن عقیل و پانی بن عروہ کی کوفہ میں شہادت کی خبر ملنا (سہ شنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۶۰ ہجری)
- ۶۸۰ منزل زبالہ میں قیام اور دوستوں اور ہمرابیوں سے بیعت اٹھانا (چهارشنبه ۲۳ ذی الحجہ ۶۰ ہجری)
- ۶۸۰ منزل شراف چھوڑنا اور سپاہ حر بن یزید ریاحی کا منزل ذوحسم پر سامنا (شنبه ۲۶ ذی الحجہ ۶۰ ہجری)
- ۶۸۰ سرزمین کربلا میں آمد (پنج شنبہ دوم محرم الحرام ۶۱ ہجری)
- ۶۸۰ عمر بن سعد کی سرزمین کربلا آمد (جمعہ سوم محرم الحرام ۶۱ ہجری)
- ۶۸۰ کربلا میں کوفی سپاہیوں کی دستہ دستہ آمد (چہارم تا نہم محرم الحرام ۶۱ ہجری)
- ۶۸۰ واقعہ کربلا اور شہادت حسین بن علی و اصحاب حسین اور حاندان حسین کی اسیری (۱۰ اکتبر برابر ۱۰ محرم سال ۶۱ ہجری)

د ۰ ب ۰ ت



عباس الموسوی قجر مصور، انیسویں تاریخ کے آخر اور بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں "کربلا کی لڑائی" کافی ہاؤس کی پینٹنگ۔

⚠ انتباہ: درجہ چہارم سے قبل درجہ سوم کی سرخی لازمی ہے۔ (مزید تفصیلات)

اہل کوفہ کو حسین سے دعوت دینا اور مسلم ابن عقیل کو بھیجنا

دوسری طرف معاویہ کی موت کی خبر کوفیوں کی خوشی سے ملی، جو زیادہ تر علی شیعہ تھے۔ کوفہ کے شیعہ رہنما سلیمان بن صرد خراعی کے گھر جمع ہوئے اور حسین کو لکھے گئے خط میں معاویہ کی حکمرانی کے خاتمے پر خدا کا شکر ادا کیا اور معاویہ کو اس کا ناجائز اور قابض خلیفہ قرار دیا۔ [263][264] انھوں نے بتایا کہ وہ معاویہ کے مقرر کردہ کوفہ کے گورنر، نعمان ابن بشیر کی امامت کے لیے جمعہ کی نماز نہیں پڑھیں گے اور یہ کہ اگر حسین راضی ہو جائیں تو اسے کوفہ سے نکال دیا جائے گا۔ کوفہ کے باشندوں اور اس کے قبیلوں کے رہنماؤں نے سات قاصدوں کو بہت سے خطوط کے ساتھ حسین کے پاس بھیجا، پہلے رمضان 10 رمضان 60 ہجری کو۔ وہ 13 جون 680ء کو مکہ پہنچے۔ [265] مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران میں، حسین کو باقاعدگی سے کوفیوں کے خطوط موصول ہوئے جس میں کوفیوں نے اصرار کیا کہ حسین کوفہ چلے جائیں۔ کیونکہ اسے وہاں کوفیوں کی حمایت حاصل ہے۔ انھوں نے امام کی کمی کی شکایت کی اور حسین کو منصب کے قابل واحد شخص قرار دیا۔ [266] یقیناً، کچھ خطوط جو حسین کو پہنچے تھے، وہ کوفیوں کے تھے۔ جیسے شہب ابن ربیع اور عمرو بن حجاج کے خطوط کی طرح جو کربلا میں حسین کے خلاف جنگ میں گئے تھے۔ [267]

رسول جعفریانیان، علی اور حسن کے زمانے میں کوفیوں کی بری تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے یہ دلیل دیتے ہیں کہ، تاہم، یزید کی اپنے قتل کی سازش کے بارے میں حسین کو علم حاصل تھا، اس وقت حسین کے لیے اس سے بہتر کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ کیونکہ، مثال کے طور پر، حکومت کے اثر و رسوخ کی وجہ سے یمن جانے کا امکان کامیاب نہیں تھا۔ انھوں نے کہا کہ عارضی طور پر اگرچہ حسین کی روانگی کے خلاف احتجاج کرنے والے تمام لوگوں نے انھیں یزید کی حکمرانی کو قبول کرنے کا مشورہ دیا اور یہ کہ حسین ابن علی یزید اور اس کے حکمرانی سے قطعاً راضی نہیں ہونا چاہتے تھے، چاہے یہ مخالفت نے ان کے قتل کا سبب بنے [268][269]

اس کے جواب میں، حسین نے لکھا کہ وہ ان کے اتحاد کے احساس کو سمجھتے ہیں اور کہا ہے کہ امت کے امام کو چاہیے کہ وہ خدا کی کتاب کے مطابق دیانتداری سے کام کریں اور خود کو خدا کی خدمت کے لیے وقف کر دیں۔ تاہم، کچھ کرنے سے پہلے، اس نے اس معاملے کی تحقیقات کے لیے اپنے کزن، مسلم بن عقیل کو، وہاں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ [270][271] عارضی طور پر اگرچہ، ان تمام لوگوں نے جنھوں نے حسین بغاوت کی مخالفت کی، انھیں یزید کی حکمرانی کو قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ تاہم، حسین ابن علی یزید اور اس کے حکمرانی سے قطعاً اتفاق نہیں کرنا چاہتے تھے، چاہے اس مخالفت نے ہی ان کے قتل کا باعث بنا ہو۔ [272]

حسین نے اپنے بصرہ کے شیعوں سے ایک شیعہ ہمراہ دو بیٹے سے ملاقات کی اور پانچ اہم قبائل کے رہنماؤں کو بصرہ کے مشاورتی امور میں یہی خط لکھے۔ انھوں نے خط میں لکھا:

خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بہترین بندہ بنایا اور اس کے اہل خانہ اور اہل بیت کو اپنا وصی اور وارث بنا دیا، لیکن قریش نے اس حق کو اپنا سمجھا۔ جو صرف اہل بیت سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن اہل بیت نے امت کے اتحاد کی خاطر اس پر اتفاق کیا۔ جن لوگوں نے خلافت کے حق پر قبضہ کیا، اس کے باوجود یہ ان کا حق تھا، اور ان پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا کی سلامی ہو۔ قرآن اور سنت محمد امت کو یاد دلاتے ہیں۔ خدا کا مذہب ختم ہو چکا ہے اور مذہب میں بدعتیں پھیل گئی ہیں۔ اگر تم میری بات مانو گے تو میں تمہیں سیدھے راستے پر لے جاؤں گا۔

ولفیرڈ ڈلنگ کا خیال ہے کہ اس خط کے مندرجات علی کے خلافت کے حق کے پامال ہونے کے بارے میں اپنے خیالات سے بہت مماثلت رکھتے ہیں اور اسی کے ساتھ ہی ابوبکر اور عمر کے مقام کی بھی تعریف کرتے ہیں۔ اگرچہ حسین کے خطوط بصرہ کے قائدین سے خفیہ رکھے گئے تھے، ان میں سے ایک نے شبہ کیا کہ یہ خط ابن زیاد کا ہے تاکہ وہ یزید کی خلافت کے ساتھ اپنی وفاداری کی پیمائش کر سکے اور وہ شخص یہ خط ابن زیاد کے پاس لایا۔ اس کے جواب میں، ابن زیاد نے قاصد کا سر قلم کیا، جو حسین کے پاس سے بصرہ آیا تھا اور بصریوں کو مزید سخت اقدامات سے متنبہ کیا۔ [273]

حسین نے مسلم کو کئی دوسرے لوگوں کے ساتھ کوفہ بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے مشن کو خفیہ رکھا جائے۔ مسلم شوال 60 / جولائی 680 کے اوائل میں کوفہ پہنچے اور لوگوں کے سامنے حسین کا خط پڑھا۔ [274] مسلم شروع میں ہی بہت کامیاب رہا [275] کوفہ کے لوگوں نے جلدی سے مسلم سے بیعت کی اور یہاں تک کہ مسلم نے کوفہ کی مسجد کے منبر پر جاکر وہاں کے لوگوں کا انتظام کیا۔ [276] مسلم نے ہانی ابن عروہ [277] سے اہل کوفہ کی بیعت طلب کی اور کہا جاتا ہے کہ 18,000 لوگوں نے حسین کی مدد کے لیے مسلمان سے بیعت کی۔ [278] بنو امیہ کے حامیوں اور عمر بن سعد، محمد ابن اشعث اور عبد اللہ ابن مسلم جیسے لوگوں نے خطوط میں یزید کو نعمان کے واقعات اور نا اہلیت کی اطلاع دی۔ [279] انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں نجم حیدر کے مطابق، نعمان نے جان بوجھ کر مسلم کی سرگرمیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ [280] یزید، جسے اس وقت کوفہ کے حکمران نعمان ابن بشیر پر بھروسہ نہیں تھا، اس نے اسے برخواست کر دیا اور اس کی جگہ بصرہ کے گورنر عبید اللہ ابن زیاد نے لی۔ عبید اللہ کو فوری طور پر کوفہ جانے کا حکم دیا گیا اور فسادات کو دبا دیا [281] [یادداشت 2] اور مسلم ابن عقیل کے ساتھ سختی سے معاملہ کیا۔ [282] وہ بھیس بدل کر کوفہ میں داخل ہوا اور حسین کے حامیوں کے خلاف سخت اقدامات اٹھائے، جس سے وہ خوفزدہ ہو گئے۔ [283] ہرمان کا کہنا ہے کہ کوفیوں کے بارے میں جانکاری کے ساتھ، وہ دھمکیوں، رشوت ستانی اور بات چیت جیسی متعدد کارروائیوں کے ذریعے کوفہ کو حسین کے حامیوں سے قبضہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا۔ نیز، حسین اور کوفیوں کے مابین رابطہ کو توڑ کر اور بنو امیہ کے اصل مقصد، جو کسی بھی حالت میں حسین کو مارنا تھا، تک پہنچنے کے لیے کوفہ سے ایک فوج حسین سے لڑنے کے لیے بھیجی۔ [284] بغاوت میں کوفیوں کے اقدامات اور دارالامارہ کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد کہیں تک نہ پہنچے، [285] مسلم چھپ گیا لیکن آخر کار اس کو ڈھونڈ لیا گیا اور 9 ذی الحجہ، 11/60 ستمبر 680 [286] کو سر قلم کرنے کے بعد، دارالامارہ کوفہ کی چھت سے اور عوام میں نیچے پھینک دیا گیا۔ مراد قلیلی کے رہنما ہانی ابن عروہ کو بھی اس لیے مصلوب کیا گیا تھا کہ اس نے مسلم کو پناہ دے رکھی تھی۔ خطوط میں، یزید نے ابن زیاد کوفیوں کے ساتھ سخت سلوک کی تعریف کی اور اسے حسین اور اس کے پیروکاروں پر نگاہ رکھنے اور ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، لیکن صرف ان لوگوں کو قتل کرنے کے لیے جو لڑائی کا ارادہ رکھتے تھے۔ [287] یہ وہی وقت تھا جب مسلم نے حسین کو ایک بہت ہی پرامید خط لکھا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اس کی تبلیغ کامیاب ہے اور کوفہ کے لوگوں نے ہزاروں بیعتیں کی ہیں۔ [288]

کوفہ میں، عبید اللہ ابن زیاد نے حسین کے حامیوں کے خلاف سخت اقدامات اٹھائے، جس سے وہ خوفزدہ ہو گئے۔ [289] ہرمان کا کہنا ہے کہ کوفیوں کے بارے میں جانکاری کے ساتھ، وہ دھمکیوں، فریب کاری اور افواہوں کو پھیلانے کے ذریعے کوفہ کو حسین کے حامیوں سے قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ حالات کچھ بھی ہوں، اس تک پہنچنے دیں۔ [290] دوسری طرف، مسلمان نے حسین کو ایک بہت پر امید خط بھیجا جس میں کہا گیا تھا کہ اس کا پڑوسیگندہ کامیاب رہا ہے اور کوفہ کے ہزاروں افراد نے بیعت کا وعدہ کیا ہے۔ [291] بغاوت میں کوفیوں کے اقدامات اور کوفہ کے محل پر قبضہ کرنے کے بعد کہیں نہیں گئے، [292] مسلمان چھپ گیا، لیکن آخر کار اس کا انکشاف ہوا اور آخر کار 9 ذی الحجہ سن 60 ہجری کو 11 ستمبر 680ء [293] مسلمان اور مراد قلیلی کے رہنما ہانی ابن عروہ مارے گئے۔ ایک خط میں، یزید نے ابن زیاد کے ساتھ اس کے سخت سلوک کی تعریف کی اور اسے حسین اور اس کے پیروکاروں پر نگاہ رکھنے اور ان کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، لیکن صرف ان لوگوں کو قتل کرنے کے لیے جو لڑائی کا ارادہ رکھتے تھے۔ [294]

حسین کوفہ کی طرف

محمد حنفیہ، عبد اللہ ابن عمر، اور مکہ میں عبد اللہ ابن عباس کے مستقل اصرار کے باوجود حسین کوفہ روانگی کے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹے۔ [295] ابن عباس نے اشارہ کیا کہ کوفیوں نے علی اور حسن دونوں کو تنہا چھوڑ دیا اور تجویز پیش کی کہ حسین کوفہ کی بجائے یمن چلے جائیں یا اگر عراق میں جانا ہو تو کم از کم عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لائیں۔ [296] حسین نے اپنے فیصلے پر اصرار کیا اور اپنے مقاصد اور اہداف کے بارے میں ایک مشہور خط میں لکھا یا محمد حنفیہ کو دیا جائے گا:

”... میں تفریح اور خود غرضی اور خرابی اور ستمگری کے لئے نہیں نکلا۔ بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ میرے جد کی امت میں جو خرابیاں پیدا ہوئی ہیں ان کی اصلاح کی جا۔ میں بھلائی کا حکم دینا چاہتا ہوں اور برائیوں سے روکتا ہوں، اور اپنے جد کی روایت اور اپنے والد علی ابن ابی طالب کے طریقے پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ پس جو شخص اس سچائی کو قبول کرتا ہے (اور میری پیروی کرتا ہے) اس نے خدا کا راستہ قبول کر لیا ہے اور جو شخص (اس کا مطلب مجھے قبول نہیں کرتا) میں صبر اور استقامت کے ساتھ چلوں گا تاکہ خدا میرے اور اس قوم کے درمیان میں ہو۔ صحیح طور پر فیصلہ کریں اور وہ بہترین جج ہیں۔... [297]“

{{{حوالہ}}}

پھر، حسین، جن کو ابھی تک کوفہ کے نئے واقعات کے خطوط نہیں ملے تھے 8 یا 10 ذوالحجہ 60ھ / 10 یا 12 ستمبر 680ء کو کوفہ کے لیے روانہ ہونے کو تیار تھے۔ [298] حج ادا کرنے کے بجائے، اس نے عمرہ ادا کیا اور مکہ کے گورنر، عمرو بن سعید بن عاص کی غیر موجودگی میں، جو شہر کے مضافات میں حج کر رہا تھا، اپنے ساتھیوں اور اہل خانہ کے ساتھ خفیہ طور پر اس شہر سے چلے گئے۔ حسین کے لواحقین اور دوستوں سے تعلق رکھنے والے پچاس آدمی - جو ضرورت پڑنے پر لڑ سکتے تھے، خواتین اور بچے بھی شامل تھے۔ [299]

حسین کے چچا زاد بھائی، عبد اللہ ابن جعفر نے، مکہ کے گورنر، عمرو کو ایک خط لکھا اور کہا کہ اگر وہ مکہ واپس آئیں تو حسین کو ضمانت کا خط لکھیں۔ [300][301] اس کے جواب میں، اس نے عبد اللہ ابن جعفر کو ایک لشکر بھیجا جس کی سربراہی اس کے بھائی یحییٰ نے کی تھی۔ [302] جب دونوں گروہوں کی ملاقات ہوئی، تو انھوں نے حسین سے واپس آنے کو کہا، لیکن حسین نے جواب دیا کہ اس نے اپنے دادا محمد کو خواب میں دیکھا ہے اور اس سے کہا ہے کہ وہ اپنے راستے پر چلتا رہے اور اپنا مقدر خدا پر چھوڑ دے۔ [303][304]

تعمیم کے مقام پر، حسین کا سہمنائین سے روناس اور حلد کو یزید کے پاس لے جانے والے ایک قافلے سے ہوا، جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ چونکہ وہ مذہبی حکمران تھا اور یزید جائز کا حکمران تھا، اس لیے اسے حکومت کی جائداد کا انتظام کرنے کا حق حاصل تھا۔ [305] اس نے کارواں کی جائداد ضبط کر لی اور یمنی کاروان سے کہا کہ وہ اپنے ساتھ عراق آئے اور انھیں وہاں پورا کرایہ ادا کرے یا وہی رقم ادا کرے جس راستے سے وہ آیا تھا۔ [306] راستے میں حسین مختلف لوگوں سے ملا۔ فزاق کے شاعر حسین نے عراق کی صورت حال کے بارے میں سوالات کے جوابات دیے، دو لوگ انداز میں اس سے کہا کہ عراقی عوام کے دل آپ کے ساتھ ہیں، لیکن شمشیر ششن امویوں کی خدمت میں حاضر ہیں۔ لیکن حسین کا فیصلہ اٹل تھا اور ان لوگوں کے جواب میں جھٹوں نے اسے ناکام بنانے کی کوشش کی، انھوں نے کہا کہ تقدیر خدا کے ہاتھ میں ہے اور خدا اپنے بندوں کے لیے بھلائی چاہتا ہے اور جو بھی حق تھا اس سے دشمنی نہیں کرے گا۔ تعلیمی میں، پہلی بار، کچھ مسافروں کے ذریعہ مسلم بن عقیل اور بانی بن عروہ کے قتل کی خبر ملی۔ [307]

زبالہ میں، حسین کو پتا چلا کہ اسے کے قاصد، قیس بن مسرہ صیداوی - یا حسین کے رضاعی بھائی عبد اللہ ابن یقطر - جسے حجاز سے کوفہ بھیج دیا گیا تھا کہ [308] کوفیوں کو حسین کی آمد کے بارے میں آگاہ کریں [309] وہ پکڑا گیا ہے اور اسے محل کی چھت سے پھینک کر مار دیا گیا ہے۔ [310][311] یہ سن کر حسین نے اپنے حامیوں سے کہا کہ، کوفیوں کی غداری جیسے پیدا ہوئے المناک مسائل کو دیکھ کر، کسی کو بھی حسین کا قافلہ چھوڑنے کی اجازت دی گئی ہے۔ انھوں نے اسے نہیں چھوڑا۔ [312] جعفریان یکے مطابق، اس خبر سے ظاہر ہوا کہ کوفہ میں حالات بدل چکے ہیں اور جب یہ بات مسلم میں بیان کی گئی تو اس سے صورت حال بالکل مختلف تھی۔ یہ بات حسین کو واضح ہو گئی کہ سیاسی تشخیص کے پیش نظر کوفہ جانا اب ٹھیک نہیں رہا۔ [313]

شراف کے علاقے [314] یا ذو حسم [315][316] گھوڑے سوار حر ابن یزید کی سربراہی میں حاضر ہوئے اور چونکہ موسم گرم تھا لہذا حسین نے انھیں پانی دینے کا حکم دیا اور پھر وہاں اس نے حر فوج کو اپنی نقل و حرکت کے محرکات کا اعلان کیا۔ اور کہا:

”آپ کا کوئی امام نہیں تھا اور میں امت کو متحد کرنے کا ذریعہ بن گیا۔ ہمارا خاندان کسی اور سے زیادہ حکومت کا مستحق ہے، اور اقتدار میں رہنے والے اس کے مستحق نہیں ہیں اور ناجائز حکمرانی کرتے ہیں۔ [317] اگر آپ میرا ساتھ دیں تو میں کوفہ چلا جاؤں گا۔ [318] لیکن اگر آپ مجھے مزید نہیں چاہتے ہیں تو میں اپنی پہلی جگہ واپس چلا جاؤں گا۔ [319]“

(امام حسین علیہ السلام)

لیکن کوفیوں نے جو حر کے ساتھ تھے انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر حسین نے اپنے اقامت [320] میں شام کی نماز ادا کی یہاں تک کہ حر اور کوفیوں نے بھی حسین کی پیروی کی۔ [321] نماز کے بعد، انھوں نے کوفیوں سے اپنے الفاظ یاد کیے اور خلافت کے معاملے میں خاندان محمد اور اس کنبہ کے حق کے بارے میں بات کی اور ان خطوط کا حوالہ دیا جو کوفیوں نے ان کو لکھے تھے۔ [322] حر، جو کوفیوں کے حسین کو بھیجے خطوط سے ناواقف تھا - حالانکہ حسین نے اسے کوفی خطوط سے بھرے دو بیگ دکھائے تھے - لیکن اس نے اپنا ذہن نہیں بدلا [323][324] اور تسلیم کیا کہ وہ ان خطوں میں سے ایک تھا جن سے خطوط کو خطاب کیا گیا تھا۔ انھوں نے لکھا نہیں ہے اور ابن زیاد کے ماتحت ہے۔ [325] اس نے بغیر کسی لڑائی کے حسین اور اس کے ساتھیوں کو ابن زیاد کے پاس لے جانے کا حکم دیا اور وہ حسین کو اس پر راضی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ حسین نے اپنا قافلہ شروع کیا تو اس کی ہمت نہیں کرلی اس کا چچھا کیا۔ [326] لیکن میڈلنگ اور بہرامیان لکھتے ہیں کہ جب حسین رخصت ہونے کے لیے تیار ہوا تو حر نے ان کا راستہ روک لیا اور کہا کہ اگر حسین نے ابن زیاد کا حکم قبول نہ کیا تو وہ حسین کو مدینہ یا کوفہ جانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ [327][328] اور اس نے حسین کو کوفہ یا مدینہ نہ جانے کی ہدایت کی بلکہ یزید یا ابن زیاد کو خط لکھنے کی تجویز دی اور خود ابن زیاد کو خط لکھ کر اس کے حکم کا انتظار کیا، امید ہے کہ جواب ملنے سے وہ اس مشکل امتحان سے بچ سکے گا۔ لیکن حسین نے ان کی پیش کش قبول نہیں کی [329] اور وہ عذیب یا قادیسیہ جانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ [330] حر نے اسے متنبہ کیا کہ میں یہ آپ کے لیے کر رہا ہوں اور یہ کہ اگر جنگ ہوتی ہے تو آپ کو مار دیا جائے گا۔ لیکن حسین موت سے نہیں ڈرتے تھے اور کوفہ کے مضامات میں سے ایک نینو نامی علاقے میں رک گئے تھے۔ [331] نیز حر کوفہ کے چار شیعوں کے حسین کی فوج میں داخلے کو روک نہیں سکے۔ [332]

ایک منزل پر، حسین نے ایک خطبہ سناتے ہوئے کہا، "میں موت کو شہادت اور مظلوموں کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے سوا کچھ نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ایک اور منزل پر، حکومت سے اپنی مخالفت کی وجہ بتاتے ہوئے، اس نے اپنا تعارف کرایا اور اپنے والد اور بھائی سے کوفیوں کی بیعت کی یاد دلاتے ہوئے کہا: پھر، راستے میں، اس نے طی قلیہ میں جانے کی پیش کش قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حر کے ساتھ اپنے عہد کو یاد دلایا کہ وہ واپس نہیں آئے گا۔ بنی مقاتل کے محل میں قیام کے بعد، حسین نے ایک خواب دیکھا اور خود کو دو یا تین بار بازیافت کیا اور اس کی وجہ پوچھنے والے علی اکبر کے جواب میں، اس نے اعلان کیا کہ وہ اور اس کے ساتھی مارے گئے ہیں۔ [333] ابن زیاد کا ایک قاصد حار کے پاس آیا اور حسین کو سلام کیے بغیر اس نے حر کو ایک خط بھیجا جس میں ابن زیاد نے حسین کو حکم دیا تھا کہ ایسی جگہ پر نہ رو جہاں پانی اور گڑھ تک رسائی ہو [334]۔ [335] اس خط کے ساتھ، عبید اللہ حسین کو لڑنے پر مجبور کرنا چاہتا تھا۔ [336] زبیر ابن قین نے حسین کو حر کی چھوٹی فوج پر حملہ کرنے اور عک کے قلعہ بند گاؤں پر قبضہ کرنے کی تجویز پیش کی۔ لیکن حسین نے قبول نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جنگ شروع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ [337][338]

محم کے دوسرے دن حسین نے کربلا کے علاقے میں خیمہ لگایا۔ [339] تیسرے دن، عمر بن سعد کی کمان میں 4,000 مضبوط فوج کی آمد سے صورت حال مزید خراب ہو گئی۔ [340] عمر بن سعد حسین سے لڑنے سے گریزاں تھے [341] اور اس سے مقابلہ کرنے کی ذمہ داری سے خود کو چھڑانے کے لیے انتھک کوششیں کیں۔ لیکن ابن زیاد نے کہا کہ اگر اس نے اس حکم کی نافرمانی کی تو اسے رے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ لہذا اس نے اس مشن کو قبول کیا، اس امید پر کہ کم سے کم حسین کے ساتھ کسی جنگ کو روکے۔ [342] کچھ بھی کرنے سے پہلے، عمر بن سعد نے حسین کو ایک خط بھیجا جس میں ان کے عراق آنے کے ارادے کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ [343][344] ایک قاصد ابن سعد کے پاس پہنچا، جس سے حسین کی پسپائی کی خواہش کا اشارہ ہوا، [345][346] اور حسین نے کہا کہ وہ کوفیوں کے خطوط کی وجہ سے عراق آیا تھا اور اگر عراقی عوام اب اس کی خواہش نہ رکھتے تو وہ مدینہ واپس آجائیں گے۔ [347][348] ابن سعد نے یہ معاملہ ابن زیاد کو بتایا، ابن زیاد نے اصرار کیا کہ حسین کو یزید کے ساتھ بیعت کرنا لازمی ہے [349] اور اگر حسین نے یہ عہد قبول کیا تو وہ اگلے حکم کا انتظار کریں گے۔ ابن سعد کی فوج کے جانے کے بعد، ابن زیاد ابن سعد کی فوج میں شامل ہونے کے لیے فوج کو جمع کرنا اور بھیجتا رہا۔ [350]

ابن سعد حسین کے ساتھ معاہدہ کرنے پر راضی ہو گئے اور انھوں نے حسین سے رات کے وقت بات چیت کا آغاز کیا۔ [351] طبری کے مطابق، یہ بات چیت بیشتر رات جاری رہی اور کسی کو بھی تفصیلات سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ ذرائع مذاکرات کے مندرجات پر مختلف ہیں۔ بعد کی افواہوں کے مطابق، حسین نے مشورہ دیا کہ وہ دونوں افراد اپنی فوج چھوڑیں اور یزید کے ساتھ مل کر جائیں۔ لیکن عمر بن سعد نے ابن زیاد کو سرزنش اور سزا دینے کے خوف سے اس پیش کش کو قبول نہیں کیا۔ زیاد تر راویوں نے نقل کیا ہے کہ حسین نے تین چیزیں تجویز کیں: سرحدوں پر جاکر عام فوجی کی طرح کافروں سے لڑو۔ آپ شام ذاتی طور پر یزید سے بیعت کرنے کے لیے جاؤں۔ یا جہاں سے آیا ہے وہاں واپس جائیں۔ ان روایات کا عقیدہ ابن سمعان - غلام رباب، حسین کی اہلیہ، جو واقعہ کربلا میں حسین کی فوج کا بچ جانے والا تھا، نے سختی سے تردید کی ہے۔ انھوں نے گواہی دی کہ حسین نے کبھی پیش کش نہیں کی اور صرف اتنا کہا کہ وہ کربلا کی سرزمین چھوڑ دیں گے اور امت کی صورت حال کو واضح کرنے کے لیے کہیں جائیں گے۔ ولفریڈ ڈلنگ کا خیال ہے کہ یزید کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی حسین کی پیش کش کا بیان ان کے مذہبی خیالات سے متصادم ہے اور یہ کہ بنیادی ذرائع یزید کی بجائے ابن زیاد پر حسین کی موت کا الزام لگانے کا ارادہ کر سکتے ہیں۔ [352][353] بہرامیان ان بیانات کو شاید افواہیں سمجھتے ہیں جو عمر بن سعد نے خود بنوائے تھے اور ابن زیاد کو لکھے گئے اپنے خط میں شامل کیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حسین کے چہرے کو ختم کرنے کے منصوبے کا حصہ تھے۔ [354] بنیادی طبقات تاریخ طبری اور الکامل فی تاریخ کا حوالہ دیتے ہوئے، جعفریان نے اس بات پر زور دیا کہ حسین ابن علی کو کسی بھی مرحلے پر یزید کے پاس جانے اور بیعت کرنے کی اجازت نہیں دینا چاہتے تھے۔ [355]

ابن زیاد نے موجودہ صورت حال اور اس خط کے مندرجات سے اتفاق کیا جس میں ابن سعد نے حسین سے کچھ مشورے لکھے تھے۔ [356] لیکن اس وقت، شمر بن ذی الجوشن نے ابن زیاد کو مشورہ دیا کہ وہ حسین کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرے۔ کیونکہ حسین ابن زیاد کی حکومت کے دائرے میں داخل ہوا تھا [357] اور اگر وہ حسین سے سمجھوتہ کرتا ہے تو اس سے اس کی کمزوری اور حسین کی طاقت ظاہر ہوتی ہے۔ ابن زیاد نے شمر کی باتیں سن کر اپنا خیال بدل لیا۔ [358][359] بہرامیان کا خیال ہے کہ یہ مناظر شاید ابن زیاد کو اپنے مقصد کی طرف ایک قدم اٹھانے کے لیے بنائے گئے تھے - جو حسین کو مارنا تھا - اور یزید کے ساتھ بیعت کرنے کے تناؤ اور تنازع کو تسکین دینے کے لیے، کیونکہ وہ حسین کے جواب کو پہلے ہی جانتا تھا۔ [360] ابن زیاد

نے اس کے بعد محرم کی ساتویں تاریخ کو ابن سعد کو حسین کی فوج کو پانی کاٹنے کا حکم بھیجا۔ [361][362] عمر بن سعد نے عمرو بن حجاج زبیدی کی کمان میں 500 آدمیوں کی ایک فوج دریائے فرات کے پاس بھیجی۔ تین دن تک حسین اور اس کے ساتھی پیاسے رہے۔ عباس کی کمان میں 50 افراد [363] کے ایک گروپ نے رات کے وقت فرات پر حملہ کیا، لیکن صرف تھوڑی مقدار میں مانی لانے میں کامیاب رہا۔ [364]

وہ محرم کی نویں تاریخ کو کرلا پہنچا۔ [365] وہ ابن سعد کے پاس یہ پیغام لے کر جا رہا تھا کہ ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حکم دیا کہ اگر اس نے ہتھیار نہ ڈالے یا عمر بن سعد نے فوج کی کمان شمر پر چھوڑ دی۔ شمر نے اس پیغام میں یہ بھی کہا کہ حسین کے جسم کو مارے جانے کے بعد اسے لات مارنا چاہیے، کیونکہ وہ باغی ہے۔ [366] شمر کے یہ الفاظ سن کر، ابن سعد نے اس پر لعنت کی اور ان کی توہین کی [367] اور کہا کہ اس مسئلے کو پر امن طور پر ختم کرنے کی ان کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ [368] ابن سعد جانتا تھا کہ حسین اپنی خصوصی روح کی وجہ سے بار نہیں مانیں گے۔ [369] ابن زیاد نے حکم دیا تھا کہ اگر عمر بن سعد اس حکم کو قبول نہیں کرتا ہے تو شمر اس پر عمل درآمد سنبھال لے گا۔ [370][371] لیکن عمر بن سعد نے اس کی اجازت نہیں دی اور خود اس کی ذمہ داری قبول کی۔ [372]

محرّم کی نویں تاریخ کی شام، ابن سعد اپنی فوج کے ساتھ حصین کے خیموں کی طرف گیا۔ حصین نے اپنے بھائی عباس کو یہ معلوم کرنے کے لیے بھیجا کہ کوفیوں کا کیا مطلب ہے۔ ابن سعود کی فوج کے حملے کے عزم سے آگاہ حصین نے اس رات مہلت طلب کی اور اپنے رشتہ داروں اور مددگاروں کو خطبہ دیا، جسے بعد میں علی ابن حصین نے بیان کیا: [374][373]

”میں خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہمیں محمد کی نبوت سے نوازا اور ہمیں قرآن اور دین کی تعلیم دی۔ میں اپنے دوستوں سے بہتر مددگار اور اپنے کنبہ سے زیادہ مخلص گھرانے کو نہیں جانتا ہوں۔ خدا آپ کو اجر دے۔ مجھے لگتا ہے کہ ہم کل مارے جائیں گے۔ میں آپ سے رخصت ہونے کا کہتا ہوں اور میں آپ کے قیام پر اصرار نہیں کرتا ہوں۔ رات کے اندھیرے کا استفادہ کرو اور جاؤ۔“

(امام حسين عليه السلام)

لیکن اس کے ساتھیوں قبول نہیں کیا اور ان کی بیعت پر وفادار رہے۔ [375][376] زینب کو ناامیدی سے غش آیا اور بیہوش ہو گئیں۔ [377] لیکن حسین نے انہاں تسلی دی۔ حسین جنگ کے لیے تیار تھے۔ آپ نے خبیوں کو ایک دوسرے کے نزدیک کیا اور طنابوں کو ایک دوسرے سے باندھ دیا۔ آپ نے خبیوں کے آس پاس لکڑیاں اور سرکنڈے لگائے تھے تاکہ دشمن کو ان تک پہنچنے سے بجائے جب وہ ضرورت پڑنے پر آگ لگائے۔ حسین اور اس کے ساتھیوں نے ساری رات نماز ادا کی اور یہ لڑائی کل صبح شروع ہوئی۔ [378][379]

واقعہ کریلا

سانچہ:مرقد حسین کا تاریخ

واقعہ کریلا جہاں حسین بن علیؑ اور یار و انصار کی شہادت ہوئی، آپ کی زندگی کا اہم حصہ شمار ہوتا ہے۔ بعض گزارشات کے مطابق عراق کی جانب روانہ ہونے سے پہلے امام حسینؑ نے اپنی شہادت کی خبر دی تھی۔_span> لوف میں ذکر ہوا ہے کہ امام حسینؑ نے عراق کی جانب روانہ ہونے سے پہلے رسول اللہ کو (خواب میں) دیکھا اور آنحضرتؐ نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَاكَ قَتِيلًا» یعنی: اللہ تعالیٰ تمھیں مقتول دیکھنا چاہا ہے۔ (ابن طاوس، لوف، 1348، ص 65)۔ اسی طرح ایک اور کتاب میں آیا ہے کہ عراق کی سمت روانگی سے پہلے آپؐ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ صحرا کے بھیڑنے نوادیس اور کریلا کے درمیان مجھے نکلے نکلے کر رہے ہیں۔ (اریلی، کشف الغمۃ، 1421، ج 1، ص 573)۔<ref#|>_ref#> لوف میں ذکر ہوا ہے کہ امام حسینؑ نے عراق کی جانب روانہ ہونے سے پہلے رسول اللہ کو (خواب میں) دیکھا اور آنحضرتؐ نے فرمایا: «إِنَّ اللَّهَ قَدْ شَاءَ أَنْ يَرَاكَ قَتِيلًا» یعنی: اللہ تعالیٰ تمھیں مقتول دیکھنا چاہا ہے۔ (ابن طاوس، لوف، 1348، ص 65)۔ اسی طرح ایک اور کتاب میں آیا ہے کہ عراق کی سمت روانگی سے پہلے آپؐ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ صحرا کے بھیڑنے نوادیس اور کریلا کے درمیان مجھے نکلے نکلے کر رہے ہیں۔ (اریلی، کشف الغمۃ، 1421، ج 1، ص 573)۔ یہ واقعہ یزید کی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے رونما ہوا۔ امام حسین، کوفہ والوں کی دعوت پر اپنے گھر والے اور اصحاب کے ساتھ کوفہ کی جانب سفر پر نکلے تھے، ذو حسم نامی جگہ پر حر بن یزید یا حتی کی سربراہی میں ایک لشکر کے رو برو ہوئے اور اپنا راستہ کوفہ سے کریلا کی جانب تبدیل دینے پر مجبور ہوئے۔ [380]

اکثر تاریخی کتابوں کے مطابق 2 محرم کو آپ کریمؐ بیٹھے [381] اور اس سے لگے دن عمر بن سعد کی سربراہی میں کوفہ سے چار ہزار کی لشکر کریمؐ لپٹے۔ [382] اس عرصے میں امام حسینؑ اور عمر سعد کے درمیان میں کچھ مذاکرات بھی ہوئے۔ [383] لیکن ابن زناد زند کے بیعت ہاتھ کے علاوہ کسی اور بات کے لئے تیار نہیں ہوا۔ [384]

9 محرم کے عصر کو عمر سعد کی لشکر جنگ کے لیے تیار ہوئی لیکن امام حسینؑ نے اپنے خدا سے مناجات کے لیے اس رات کی مہلت مانگی۔ [385] عاشورا کی رات امامؑ نے اپنے اصحاب سے گفتگو کی اور ان سے بیعت اٹھالی اور جانے کی اجازت دی، لیکن انھوں نے وفاداری اور حمیت کرنے کی تاکید کی۔ [386]

امام حسین علیہ السلام: و علی الإسلام السلام اذا بليت الأمت براع
 مثل یزید؛ ترجمہ: اگر امت کے لیے یزید جیسا حاکم بنے، تو اسلام کا
 فاتح بڑھنا ہوگا!

مقتل خوارزمی، 1423، ج 1، ص 268

روز عاشورا کی صبح کو جنگ شروع ہوئی اور ظہر تک امام حسینؑ کے بہت سارے اصحاب شہید ہو گئے۔ [387] جنگ کے دوران میں عمر سعد کی فوج کے کمانڈروں میں سے حر بن یزید یاحی فوج کی کمانڈی چھوڑ کر امام حسینؑ سے ملحق ہوئے۔ [388] امام کے اصحاب شہید ہونے کے بعد آپ کے رشتہ دار میدان کو گئے اور ان میں سب سے پہلے جانے والے علی اکبرؑ [389] اور وہ ایک ایک ہوتے ہوئے شہید ہوئے اور پھر امام حسینؑ خود میدان کو گئے اور دس محرم کی عصر کو حسین ابن علیؑ بھی شہید ہوئے اور شمر بن ذی الجوشن [390] یا ایک اور روایت کے مطابق سنان بن انس [391] نے آپ کا سر بدن سے جدا کیا اور اسی دن حسین ابن علی کا سر ابن زیاد کو بھیجا گیا۔ [392]

عمر سعد نے ابن زیاد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے امام حسینؑ کے بدن پر گھوڑے دوڑانے کا حکم دیا اور آپ کے بدن کی ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ کیا۔ [393] بیمار امام سجادؑ، خواتین اور بچوں کو اسیر کر کے پہلے کوفہ پھر وہاں سے شام لے جا لیے گئے۔ [394] امام حسینؑ اور ان کے تقریباً 72 اصحاب کے لاشوں [395] کو 11 یا 13 محرم کو بنی اسد کے ایک گروہ نے یا ایک اور نقل کے مطابق امام سجادؑ کی ہمراہی میں اسی شہادت پانے والی جگہ میں دفن کیا [397]

جنگ کربلا



پینجر "حسین ابن علی کا جنازہ" ایک نامعلوم فنکار کے ذریعہ جس کا تعلق عہد قاجر اور انیسویں صدی عیسوی کے آخر سے تھا۔

محرم کے دسویں دن کی صبح، حسین نے اپنی فوج تیار کی، جس میں 32 گھوڑوں اور 40 پیادہ شامل تھے۔ تاہم، محمد باقر کے مطابق، فوج پینتالیس گھڑسوار اور ایک سو پیادہ پر مشتمل تھی۔ [398] اس نے کور کے بائیں طرف حبیب بن مظہر کے دائیں طرف، زبیر بن قین اور پرچم عباس کے حوالے کیا۔ انھوں نے لکڑیوں کو خیموں کے گرد جمع کرنے اور آگ لگانے کا حکم بھی دیا۔ [399][400] وہ خود اس خیمے میں گیا جس نے اس سے پہلے تیار کیا تھا اور کستوری سے خود کو معطر کیا اور نورہ (منزوانے والی دوا) اس کو اپنے سر اور جسم پر ملا اور دھویا۔ پھر، ہاتھ میں قرآن لے کر گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے، اس نے خدا سے توبہ صورت طور پر دعا کی اور کوفہ کے لوگوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ خدا اس کا ولی ہے اور دین کی حفاظت کرے گا۔ لوگوں کو محمد کے کلام کی یاد دلائی، جنھوں نے اسے اور حسن کو جنت کے نوجوانوں کا مالک اور اس کے کنبے کے مقام کی حیثیت سے پکارا اور ان سے یہ سوچنے کو کہا کہ کیا اس کا قتل جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بعد انھوں نے کوفہ کے لوگوں کو مورد الزام ٹھہرایا کہ انھوں پہلے اسے اپنے کے پاس آنے کو کہا اور اس اسلامی سرزمین میں سے کسی کو جانے کی اجازت دی جائے جہاں وہ محفوظ رہے گا۔ اور کہا کہ وہ اسلامی سرزمین میں سے کسی ایک کو جانے کی اجازت دیں جہاں وہ محفوظ رہے۔ [401] لیکن اسے دوبارہ بتایا گیا کہ اسے پہلے یزید کے سامنے ہتھیار ڈالنا ہوں گے۔ حسین نے جواب دیا کہ وہ کبھی غلام کی حیثیت سے ہتھیار نہیں ڈالے گا۔ [402] حسین نے برفاسنگی کی اور اس گھوڑے کو اس نشان کے طور پر روکنے کا حکم دیا کہ وہ جنگ سے کبھی نہیں بچ سکے گا۔ [403] حر بن یزید یاحی متاثر ہوا اور حسین کی فوج کے پاس گیا اور کوفیوں پر حسین کے ساتھ خیانت کرنے کا الزام لگایا، جس کا یقینا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا اور بالآخر حر میدان جنگ میں مارا گیا۔ حسین نے حکم دیا کہ لکڑی اور تنکے کے ڈھیر کو خیموں کے پیچھے کھائی میں جلا دیا جائے تاکہ کسی قسم کے پشت سے حملے سے بچا جاسکے۔ سامنے سے، اسے اپنے حلیفوں کی حملت حاصل تھی اور وہ جنگ کے غارتے تک نہیں لڑا تھا۔ [404] زبیر ابن قین نے کوفہ کے لوگوں سے حسین کی بات سننے کو کہا، لیکن انھوں نے توہین اور دھمکیوں سے جواب دیا [405] اور پھر زبیر نے انھیں کم سے کم حسین کے قتل کو نظر انداز کرنے کو کہا۔ [406]

کوفیوں نے تیر اندازی شروع کر دی۔ جنگ شروع ہوئی۔ کوفہ فوج کے دائیں بازو نے عمرو بن حجاج زیدی کی کمانڈ میں حملہ کیا، لیکن لشکر حسین کی مزاحمت کا سامنا کیا اور پیچھے ہٹ گئے۔ عمرو نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ مبارزہ جنگ (ایک سے ایک کی جنگ) میں لڑنے میں حصہ نہ لیں اور صرف دور سے ہی تیر اندازی کریں۔ کوفہ کی فوج کے بائیں بازو نے شمر کی سربراہی میں حملہ کیا اور بے نتیجہ محاصرہ کیا اور گھڑسواروں کے کمانڈر نے ابن سعد کو ان کی مدد کے لیے پیادہ اور تیر اندازی بھیجنے کو کہا۔ شہبث ابن ربیع، جو پہلے علی کا حامی تھا، اب کوفہ کی فوج میں تھا اور ابن زیاد کے پیادہ فوج کی سربراہی میں تھا۔ جب اسے حملہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس نے کھلے دل سے کہا کہ اس کا ایسا کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور گھڑسوار اور 500 تیر اندازوں نے ایسا کیا۔ لشکر حسین کے گھڑسوار، جس کے گھوڑوں کی ٹانگیں کٹ گئیں تھیں، پھیل لڑنے پر مجبور ہو گئے۔ حسین اور با شمی صرف سامنے سے ہی آگے بڑھ سکتے تھے اور ابن سعد نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ ہر طرف سے حسین کے خیموں تک جائیں۔ لیکن حسین کے کچھ حامی خیموں کے درمیان میں چلے گئے اور لڑائی کی اور ضد کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ خیموں کو نذر آتش کیا جائے۔ ابتدا میں، اس نے حسین کے حق میں کام کیا، کیونکہ آگ عمر بن سعد کے لشکریوں کو داخل ہونے سے روکتی تھی۔ شمر حسین کی عورتوں کے خیموں میں گیا اور خیموں کو جلا دینا چاہتا تھا، لیکن اس کے ساتھیوں نے اسے سرزنش کی، لیکن وہ شرمندہ ہو گیا اور بار مان گیا۔ [407][408] ایک حملے میں، ابن زیاد کے دستوں نے حسین کے خیموں کو آگ لگا دی، جس سے ابن زیاد کے دستوں کو پیش قدمی کرنے سے روک دیا گیا۔ [409][410][411][412]

دوپہر کے وقت، حسین اور اس کے ساتھیوں نے ایک نماز خوف کی شکل میں دوپہر کی نماز ادا کی۔ دوپہر کے وقت، حسین کی فوجوں نے بھاری محاصرہ کیا۔ اس کے سامنے حسین کے سپاہی مارے گئے اور با شمیوں کی ہلاکت شروع ہو گئی، جو ابھی میدان جنگ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مارا جانے والا پہلا با شمی حسین کا بیٹا علی اکبر تھا۔ پھر مسلم ابن عقیل کے بیٹے، عبد اللہ ابن جعفر کے بیٹے، عقیل اور قاسم ابن حسن ہلاک ہوئے۔ حسین قاسم کی بے جان لاش کو اپنے خیموں میں لے گیا اور دوسرے متاثرین کے پاس رکھ دیا۔ [413][414]

عباس جنگ کربلا میں حسین کی فوج کا غم دار تھا۔ [415] شیخ مفید نے عباس کے قتل سے متعلق روایتوں کو حسین کے متعلق روایتوں سے جوڑ دیا ہے اور کہا ہے کہ حسین اور عباس دریائے فرات کے کنارے ایک ساتھ آگے بڑھے، لیکن عباس حسین سے الگ ہو گئے اور دشمن نے گھیر لیا۔ وہ بہادری سے لڑا اور اسی جگہ مارا گیا جہاں آج اس کی قبر ہے۔ [416]

اس وقت، ابن زیاد کی فوجیں حسین کے بہت قریب تھیں۔ لیکن کسی نے اس کے خلاف کچھ کرنے کی ہمت نہیں کی۔ [417] یہاں تک کہ مالک ابن نصیر کندی نے حسین کے سر پر مارا [418] اور اس کی ٹوپی اس کے سر پر خون سے بھری ہوئی تھی۔ ان لمحوں کا ایک اور افسوسناک حصہ اس بچے کی ہلاکت ہے جسے حسین نے ہاتھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ یعقوبی کے مطابق یہ بچہ شیر خوار تھا۔ تیر نے بچے کی گردن پھاڑ دی اور حسین نے اس کے ہاتھ کی ہتھیلیوں میں بچے کا خون جمع کیا اور اس کو آسمان میں ڈالا اور خدا سے بدکاروں کی تباہی کی دعا کیا۔ [419]

عصر کے وقت بد مقابل یزید کے تیس ہزار سے زائد لشکر کے سامنے وہ بالکل تنہا ہو چکے تھے۔

اپنی شہادت سے کچھ لمحے پہلے انھوں نے اپنا آخری تاریخی خطبہ اونٹنی پر سوار ہو کر دیا۔ اونٹنی پر سوار ہو کر متحارب فریق سے بات کرنا عرب میں امن اور صلح کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ اس خطبے میں انھوں نے کہا تھا۔

”مسلمانو اس وقت فرش زمین پر میں واحد ایسا انسان ہوں جو کسی نبی ﷺ کا براہ راست نواسہ ہے۔ میرے ہاتھ میں تلوار، میرے سر پر پگڑی۔ میرے جسم پر عبا۔ میرا گھوڑا۔ یہ سب میرے نہیں ہیں۔ تمہارے نبی ﷺ کی اشیا ہیں۔ میں اپنے سب بیٹوں بھتیجوں اور ساتھیوں کے خون تمہیں معاف کرتا ہوں، میرے خون میں ہاتھ مت رنگو۔ یہ داغ قیامت تک تمہاری پیشانی سے مٹائے نہیں مٹے گا۔“

جواب میں عمر سعد نے کہا تھا، ہم ایسا کرنے کو تیار ہیں بشرطیکہ بیعت کر لیجیے۔ اس وقت آپ کے لب ہائے مبارک سے دو تاریخی جملے نکلے۔ جو آج بھی نہ صرف تاریخ بلکہ وقت کی پیشانی پر انسانی آزادی کی علامت بن کر جگمگا رہے ہیں۔

”میرے عظیم نانا ﷺ کے دین اسلام میں کسی ظالم آمر کی بیعت حرام ہے۔ اگر میرے خون سے میرے نانا ﷺ کا دین بچ سکتا ہے تو اے تلوارو مجھ پر ٹوٹ پڑو۔“

شمر ایک فوج کے ساتھ حسین کے پاس گیا، لیکن اس پر حملہ کرنے کی ہمت نہیں کی اور ان دونوں کے درمیان میں صرف زبانی تنازع ہوا۔ حسین، جو اس وقت 55 سال کے تھے اور اپنی عمر کی وجہ سے مسلسل لڑ نہیں سکتے تھے، جنگ کے لیے تیار تھے۔ اس کے صرف تین یا چار ساتھی تھے جنھوں نے ابن زیاد کی فوج پر حملہ کیا۔ حسین، جس کو خوفزدہ کیا گیا تھا کہ وہ مارے جانے کے بعد صحرا میں بھسہ ہو جائے گا، اس نے کئی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے مارے جانے کے بعد اس نے وہ سارے کپڑے لوٹ لیے اور اس کا جسم بھسہ کر لیا میں چھوڑ دیا گیا۔ ابن سعد قریب پہنچے اور زمینب نے اس سے کہا: "اے عمر بن سعد، ابا عبد اللہ کو قتل کیا جا رہا ہے اور تم ابھی کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہو؟" ابن سعد کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ حسین بہادری سے لڑ رہے ہیں اور یعقوبی اور متعدد دیگر شیعہ ذرائع کا کہنا ہے کہ اس نے یہاں تک کہ درجنوں افراد کو ہلاک کیا۔ لیکن کچھ دوسرے ذرائع بتاتے ہیں کہ ابن زیاد کے سپاہی اگر چاہتے تو حسین کو مار سکتے تھے۔ [420] جب حسین پانی پینے فرات کے لیے جا رہے تھے تو اسے ٹھوڑی یا گلے پر تیر لگا۔ [421] ہم حیدر کے مطابق، لشکر یزید کے ممبروں کو حسین کے قتل کا شبہ تھا اور وہ حسین کے قتل کی ذمہ داری قبول نہیں کرنا چاہتے تھے۔ [422] آخر کار، حسین نے آخری بار خدا کے انتقام سے دشمنوں سے خوف دلایا، لیکن اس کے سر اور بازو پر چوٹ لگی اور وہ زمین پر گر گیا۔ سنان ابن انس عورو نخعی نے خولی ابن یزید اصبحی کو حسین کا سر اپنے جسم سے ہٹانے کا حکم دیا، لیکن وہ لرز اٹھا اور ایسا نہ کر سکا۔ سنان نے حسین کو ایک بار پھر مارا اور اس کا سر کاٹ دیا اور اسے ابن زیاد کے پاس سر لینے کے لیے خولی کو دے دیا۔ [423]

10 محرم 61 ہجری برابر 10 اکتوبر 680ء کے دن صبح سے شام تک جنگ کربلا جاری رہی۔ [424] میتھیو پیرس نے حسین اور ان کے اہل خانہ کے قتل عام کو شیعہ تاریخ کا سب سے مشہور ظلم و ستم قرار دیا ہے۔ [425]

بعد میں

ایک بار جب اموی فوجیوں نے حسین، اس کے کنبہ کے افراد اور اس کے مرد فوجیوں کو قتل کیا تو انھوں نے خیموں کو لوٹ لیا اور جلایا، حسین کی لاش کو لوٹ لیا، عورتوں سے زیورات کو چھین لیا، گھوڑوں سے حسین کے جسم کو روند ڈالا اور اس مصلہ کو چھین لیا جس پر علی زین العابدین سجدہ ریز تھے۔ علی بہادری کی وجہ سے، جنگ میں لڑنے سے قاصر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شمر اس کو قتل کرنے ہی والا تھا، لیکن حسین کی بہن زینب، عمر بن سعد کو اس بات پر راضی کرنے میں کامیاب ہو گئی کہ وہ اسے زندہ رہنے دے۔ علاوہ ازیں، زین العابدین اور حسین کے دیگر رشتہ داروں کو بھی یرغمال بنا لیا گیا تھا۔ انھیں دمشق میں یزید سے ملنے کے لیے لے جایا گیا اور بالآخر انھیں مدینہ واپس جانے کی اجازت دی گئی۔ [426][427]

ابن زبیر نے حسین کی وفات کے بارے میں جاننے کے بعد اہل مکہ کو جمع کیا اور مندرجہ ذیل تقریر کی۔



21 ویں صدی میں، جہاں حسین حسین کی تدفین کی گئی ہے، وہاں امام حسین کا مزار ہے

اے لوگو! کوئی اور لوگ عراقیوں سے بدتر نہیں ہیں اور عراقیوں کے درمیان میں، کوفہ کے لوگ بدترین ہیں۔ انھوں نے بار بار خطوط لکھے اور امام حسین کو اپنے پاس بلایا اور آپ کی خلافت کے لیے بیعت لی۔ لیکن جب ابن زیاد کوفہ پہنچے تو انھوں نے اس کے ارد گرد جلوس نکالا اور امام حسین کو جو پرہیزگار، روزہ گزار، قرآن پڑھنے والے اور ہر لحاظ سے خلافت کے مستحق تھے، کو قتل کر دیا۔ [428]

ان کی تقریر کے بعد اہل مکہ یزید کا مقابلہ کرنے کے لیے اس میں شامل ہو گئے۔ جب اس نے یہ سنا تو یزید نے اس کو گرفتار کرنے کے لیے ایک فوج بھیجی، لیکن اس قوت کو شکست ہوئی۔ [428] مدینہ کے لوگوں نے یزید سے بیعت ترک کر دی اور اس کے گورنر کو ملک بدر کر دیا۔ یزید نے اپنی فوج حجاز بھیج کر اپنی سرکشی کو ختم کرنے کی کوشش کی اور حرم کی فوجی لڑائی کے بعد مدینہ پر قبضہ کر لیا جس کے بعد مکہ کا محاصرہ ہوا لیکن اس کی اچانک موت نے مہم کا خاتمہ کر دیا اور امویوں کو گھریلو جنگ کے نتیجے میں انتشار کا شکار کر دیا۔ آخر کار ابن الزبیر نے کوفہ کو ایک گورنر بھیج کر اپنا اقتدار مستحکم کیا۔ جلد ہی، اس نے عراق، جنوبی عرب، الشام کا زیادہ تر حصہ اور مصر کے کچھ حصوں میں اپنی طاقت قائم کر دی۔ اس نے لازمی طور پر اسلامی سلطنت کو دو مختلف خلفاء کے ساتھ دو شعبوں میں تقسیم کر دیا۔ اس کے فوراً بعد ہی وہ مصر سے بارگیا اور اس کے پاس مروان اول سے الشام کی جو بھی چیز تھی۔ اس نے عراق میں خارجی بغاوتوں کے ساتھ اس کے ڈومین کو صرف حجاز تک محدود کر دیا۔ ابن الزبیر آخر کار الحجاج ابن یوسف کے ہاتھوں شکست کھا گیا اور اسے ہلاک کر دیا گیا، جسے عبدالملک بن مروان نے 692 میں میدان جنگ میں بھیجا تھا۔ اس نے اس کا سر قلم کیا اور اس کے جسم کو مصلوب کیا، سلطنت پر امیہ کے کنٹرول کو دوبارہ قائم کیا۔

یزید کی اقتدار میں آنے کے 4 سال سے بھی کم عرصہ بعد، (64ھ بطابق 3 نومبر، 683ء) ربيع الاول میں موت ہو گئی۔ [429][430] جہاں تک حسین کے دوسرے مخالفین، جیسے ابن زیاد اور شمر کا تعلق ہے، وہ مختار الشیخی کی سربراہی میں بغاوت میں مارے گئے۔ [431][432][433][434]

اخلاق و اوصاف

امام حسین سلسلہ امامت کے تیسرے فرد تھے۔ عصمت و طہارت کا مجسمہ تھے۔ آپ کی عبادت، زہد، سخاوت اور آپ کے کمال اخلاق کے دوست و دشمن سبھی قائل تھے۔ بچپن ج آپ نے پلایا دیہ کیے۔ آپ میں سخاوت اور شجاعت کی صفت کو خود رسول اللہ نے بچپن میں ایسا نمایاں پایا کہ فرمایا "حسین میں میری سخاوت اور میری جرأت ہے"۔ چنانچہ آپ کے دروازے پر مسافروں اور حاجت مندوں کا سلسلہ برابر قائم رہتا تھا اور کوئی سائل محروم واپس نہیں ہوتا تھا۔ اس وجہ سے آپ کا لقب ابوالساکین ہو گیا تھا۔ راتوں کو روٹیوں اور گجروں کے پشترائے اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لے جاتے تھے اور غریب محتاج بیواؤں اور یتیم بچوں کو پہنچاتے تھے جن کے نشان پشت مبارک پر پڑ گئے تھے۔ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ "جب کسی صاحب ضرورت نے تمہارے سامنے سوال کے لیے ہاتھ پھیلا دیا تو گویا اس نے اپنی عزت تمہارے ہاتھ پیچ ڈالی۔ اب تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اسے خالی ہاتھ واپس نہ کرو، کم سے کم اپنی ہی عزت نفس کا خیال کرو"۔ غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ آپ عزیزوں کا سا برتاؤ کرتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر آپ انھیں آزاد کر دیتے تھے۔ آپ کے علمی کمالات کے سامنے دنیا کا سر جھکا ہوا تھا۔ مذہبی مسائل اور اہم مشکلات میں آپ کی طرف رجوع کی جاتی تھی۔ آپ کی دعاؤں کا ایک مجموعہ صحیفہ حسینیہ کے نام سے اس وقت بھی موجود ہے آپ رحمہ اللہ ایسے تھے کہ دشمنوں پر بھی وقت آنے پر رحم کھاتے تھے اور لہذا ایسا تھا کہ اپنی ضرورت کو نظر انداز کر کے دوسروں کی ضرورت کو پورا کرتے تھے۔ ان تمام بلند صفات کے ساتھ متواضع اور منکسر ایسے تھے کہ راستے میں چند مساکین بیٹھے ہوئے اپنے بھیک کے ٹکڑے کھا رہے تھے اور آپ کو پکار کر کھانے میں شرکت کی دعوت دی تو فوراً زمین پر بیٹھ گئے۔ اگرچہ کھانے میں شرکت نہیں فرمائی۔ اس بنا پر کہ صدقہ آل محمد پر حرام ہے مگر ان کے پاس بیٹھنے میں کوئی عذر نہیں ہوا۔

اس خاکساری کے باوجود آپ کی بلندی مرتبہ کا یہ اثر تھا جس مجمع میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے لوگ نگاہ اٹھا کر بات نہیں کرتے تھے۔ جو لوگ آپ کے خاندان کے مخالف تھے وہ بھی آپ کی بلندی مرتبہ کے قائل تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ امام حسین نے حاکم شام معاویہ کو ایک سخت خط لکھا جس میں اس کے اعمال و افعال اور سیاسی حرکات پر نکتہ چینی کی تھی اس خط کو پڑھ کر معاویہ کو بڑی تکلیف محسوس ہوئی۔ پاس بیٹھنے والے خوشامدوں نے کہا کہ آپ بھی اتنا ہی سخت خط لکھیے۔ امیر معاویہ نے کہا "میں جو کچھ لکھوں گا وہ اگر غلط ہو تو اس سے کوئی نتیجہ نہیں اور اگر صحیح لکھنا چاہوں تو بخدا حسین میں مجھے ڈھونڈنے سے کوئی عیب نہیں ملتا"۔ آپ کی اخلاقی جرأت، راست بازی اور راست کرداری، قوت اقدام، جوش عمل اور شہادت و استقلال، صبر و برداشت کی تصویریں کربلا کے مرقع میں محفوظ ہیں۔ ان سب کے ساتھ آپ کی امن پسندی یہ تھی کہ آخر وقت تک دشمن سے صلح کرنے کی کوشش جاری رکھی مگر عزم وہ تھا کہ جان دے دی جو صحیح راستہ پہلے دن اختیار کر لیا تھا اس سے ایک انج نہ بنے۔ انھوں نے بحیثیت ایک سردار کے کربلا میں ایک پوری جماعت کی قیادت کی۔ اس طرح کہ اپنے وقت میں وہ اطاعت بھی بے مثل اور دوسرے وقت میں یہ قیادت بھی لاجواب تھی۔

بیویاں اور بچے

حسین کی پہلی شادی رباب بنت امر القیس سے ہوئی تھی۔ عمرو القیس عمر بن الخطاب کے دور میں مدینہ تشریف لائے تھے اور قضاہ کے قبائل کی رہنمائی کے لیے عمر نے اسے منتخب کیا تھا، جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ علی نے اپنے بیٹوں کا امر القیس کی بیٹیوں سے بیاہ کرنے کا معاملہ اٹھایا اور وہ اپنی تین بیٹیوں کی شادی حسنین سے کرنے پر راضی ہو گیا۔ لیکن اس وقت حسنین اور تینوں لڑکیاں دونوں بہت چھوٹی تھیں اور ایسا نہیں ہوا تھا کہ بچک وقت ان کی شادی ہوئی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حسن نے اس لڑکی سے شادی نہیں کی جس کے لیے وہ منتخب ہوا تھا۔ حسنین نے رباب سے شادی کی اور عمرو القیس کے رشتے دار بھی کھار علی کی خلافت کے اختتام پر ثالثی اور قضاوت کرنے آئے تھے۔ رباب حسنین ایک پیاری بوی تھی۔ رباب نے حسنین کے لیے ایک بیٹے، عبد اللہ کو جنم دیا، جو بچپن میں ہی کریمہ میں مارا گیا تھا اور حسنین شاید اس بچے کی وجہ سے ابا عبد اللہ کی عرفیت رکھتے ہیں۔ بعد کے سالوں میں کچھ شیعہ وسائل نے اس بچے کو علی اصغر کہا ہے، جسے ایرانی انسائیکلو پیڈیا بے بنیاد قرار دیتا ہے۔ حسنین کے مارے جانے کے بعد، یہ کہا جاتا ہے کہ رباب نے ایک سال تک حسنین کی قبر پر سوگ کیا اور شادی سے انکار کر دیا۔^[435]

میدلنگ کا کہنا ہے کہ حسنین کے دو بیٹے تھے جن کا نام علی تھا، ان میں سے ایک، شعیوں کے چوتھے امام، علی زین العابدین، واقعہ کریمہ میں زندہ بچ گئے تھے اور وہ شاید علی نامی دوسرے لڑکے سے بڑا تھا، جو واقعہ کریمہ کے وقت 23 سال کا تھا۔ لہذا، وہ خلافت علی کے دوران میں ہی پیدا ہوا ہوگا۔ میڈلنگ اس کی والدہ کو سندھ کا غلام مانتا ہے جس نے حسنین کے قتل کے بعد حسنین کے ایک غلام سے شادی کر لی۔ عبد اللہ کے بچے یتیم میں رہتے تھے۔^[436] لیکن حاج منوچری کہتے ہیں کہ بیشتر ذرائع اور روایات کے مطابق سجاد کی والدہ کو شہرانو کے نام سے متعارف کرایا گیا ہے۔ حاج منوچری کے مطابق، سجاد نام کے ذرائع میں کبھی علی اوسط اور کبھی علی اصغر کا تذکرہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے حسنین کے بیٹوں کے بارے میں مختلف آراء پیدا ہوئیں۔ دوسری طرف، بیانیہ کے ذرائع میں، علی اصغر اور عبد اللہ کے مابین غلطیاں اور الجھنیں ہوئیں۔ دور حاضر کے شیعہ حلقوں نے سجاد کو علی اوسط اور علی اصغر کو کریمہ میں ایک شیر خوار کے طور پر شناخت کیا ہے۔ ان بچوں میں، عبد اللہ - جو عاشورا کے واقعات میں اپنے نام کے ذکر سے مشہور ہیں - وہ قضاہی ماں اور اس کا اکوٹا بھائی جعفر، حسنین کا دوسرا بچہ سمجھا جاتا ہے۔^[437] میڈلنگ کے مطابق، اگرچہ ابتدائی سنی وسائل زین العابدین کو 'علی الاصغر اور علی دوم کو' علی الاکبر کہتے ہیں، لیکن یہ شاید صحیح ہے کہ شیخ مفید اور دوسرے شیعہ مصنفین نے اس کے برخلاف بیان کیا ہے۔ علی دوم 19 سال کی عمر میں کریمہ میں مارا گیا تھا۔ اس کی والدہ لیلیٰ ہیں، جو آبی مروتہ بن عروہ ثقفی کی بیٹی ہیں۔ ایرانیکا میں میڈلنگ کے مطابق، معاویہ کے ساتھ حسن کے امن کے بعد، حسنین نے لیلیٰ سے شادی کی، جس سے علی اکبر پیدا ہوئے تھے۔ آبی مروتہ امویوں کا حلیف تھا۔ ان کے بقول، شاید اس شادی سے حسنین کو مادی فوائد حاصل ہوں گے اور اس کا ہونا علی کے وقت میں نہیں ہو سکتا تھا۔ حسنین نے اس بچے کا نام بھی علی رکھا کیونکہ وہ زین العابدین سے برتر تھا، جو اپنی والدہ کے عرب نسب کی وجہ سے ایک لونڈی پیدا ہوا تھا۔ معاویہ نے ایک تقریر میں علی اکبر کو خلافت کا بہترین شخص قرار دیا۔ کیونکہ، معاویہ کے مطابق، اس نے بنی ہاشم کی ہمت، بنی امیہ کی سخاوت اور ثقفیوں کا غرور ملا تھا۔^[438]

حسن کی موت کے بعد، حسنین نے محمد کے مشہور صحابی، طلحہ کی بیٹی ام اسحاق سے شادی کی اور اسی سے فاطمہ نام کی ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ میڈلنگ لکھتے ہیں کہ، کچھ خیروں کے برخلاف، فاطمہ کو سکینہ سے چھوٹا ہونا چاہیے۔^[439] لیکن حاج منوچری سکینہ کو رباب کی ایک چھوٹی لڑکی سمجھتے ہیں۔^[440] حسنین کے قتل کے وقت، فاطمہ کی حسن شہنی سے ملکنی کی تھی لیکن ابھی تک اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔^[441] حاج منوچری کے مطابق، حسنین نے امامت زین العابدین کے حوالے کی۔^[442] میڈلنگ کے مطابق، حسنین نے بنی قضاہ قبیلے کی ایک اور عورت، سلافہ سے بھی شادی کی اور اس کا ایک بیٹا جعفر ہوا، جو حسنین کی زندگی میں وفات پا گیا۔ اس شادی کی تفصیلات دستیاب نہیں ہیں۔^[443] دوسرے ذرائع نے محمد، زینب اور رقیہ کو حسنین کے بچے قرار دیا ہے، جو ایک دوسرے سے بہت اختلافات رکھتے ہیں۔^[444]

حسن اور حسنین حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واحد مرد اولاد تھیں جن سے اگلی نسلیں پیدا ہوئیں۔ لہذا، کوئی بھی شخص جو یہ کہتا ہے کہ اس کا نسب پیغمبر تک چلا جاتا ہے اس کا تعلق حسن سے ہے یا حسنین سے۔ حسن اور حسنین بھی اس سلسلے میں اپنے بھائی، جیسے محمد حنفی سے مختلف ہیں۔^[445] اثنا عشریہ شیعہ ائمہ کے علاوہ، تمام اسماعیلی ائمہ جعفر صادق کے ذریعہ حسنین ابن علی کی نسل سے ہیں۔^[446]

ان کی مشہور بیویوں اور بچوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

1. رباب بنت عمرو القیس

1. عبد اللہ (علی اصغر) ابن حسنین (10 رجب 60 - 10 محرم 61)

2. آمنہ (سکینہ) بنت حسنین (؟ - 117)

2. شہربانو

1. علی (سجاد) ابن حسنین (5 شعبان 38 - 12 محرم 95)

3. لیلیٰ بنت ابی مرہ

1. علی (اکبر) ابن حسنین (11 شعبان 36 - 10 محرم 61)

4. ام سحاق بنت طلحہ

1. فاطمہ بنت حسین (30-110)

5. سلافہ

1. جعفر بن حسین (بطور بچہ متوفی) [447]

حسین کی جسمانی اور اخلاقی خصوصیات

حسین کا چہرہ سفید تھا اور کبھی سبز عمامہ اور کبھی کالا عمامہ پہنتے تھے اور اپنے بالوں اور داڑھی رنگتے تھے۔ اس نے غریبوں کے ساتھ سفر کیا یا انھیں اپنے گھر بلایا اور کھانا کھلایا۔ معاویہ حسین کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ وہ اور اس کے والد علی دھوکا باز نہیں تھے اور عمرو ابن عاص انھیں اہل آسمان کے لیے زمین کا سب سے زیادہ محبوب سمجھتا ہے۔ [448]

انسائیکلو پیڈیا اسلام کے مطابق، حسین کی اخلاقی خصوصیات میں سے بردباری، تواضع، عاجزی، فصاحت اور آخر کار خصائص ہیں جو ان کے طرز عمل سے اخذ کی جاسکتی ہیں جیسے موت کو حقیر جانا، شرمناک زندگی سے نفرت، فخر اور اس طرح کی باتیں۔ [449] بہت سی روایات ہیں، حسین اور اس کے بھائی کی محمد سے مماثلت کا ذکر ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے نانا کے آدھے جسم سے مماثلت رکھتا ہے۔ [450] ولیفریڈ ملنگ ایرانی انسائیکلو پیڈیا میں لکھتے ہیں کہ بظاہر حسن، سب سے بڑے نواسے کی حیثیت سے، محمد سے زیادہ دلچسپی لیتے ہیں اور ان سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ میڈلنگ کا خیال ہے کہ حسن اور حسین محمد کی طرح تھے، لیکن یہ کہ حسن زیادہ ماثل تھا۔ حسن کا مزاج محمد سا ہی تھا، لیکن حسین اپنے والد کی طرح تھے۔ میڈلنگ نے اس حقیقت کا حوالہ دیا ہے کہ حسن نے اپنے دو بیٹوں کا نام محمد رکھا تھا اور ان میں سے کسی کا نام علی نہیں تھا اور حسین نے اپنے چار بیٹوں کا نام علی رکھا تھا۔ حسن کی امن پسند روح کے برخلاف، حسین کے پاس اپنے والد کی لڑائی کی روح اور خاندانی فخر کا احساس تھا۔ اگرچہ علی ابن ابی طالب نے حسن کو ان کے بعد خلیفہ بننے کی تربیت دی، لیکن ایسا لگتا ہے کہ علی کے ساتھ حسین کے ساتھ سلوک زیادہ نرمی اور حامی تھا۔ [451] رسول جعفریان نے ان روایات پر غور کیا جن میں حسین شہید علی اور حسن شہید محمد کو جعلی قرار دیا گیا تھا۔ ان کے مطابق، ان حکایات میں جو شہید پیش کی گئی ہے اس کا استعمال علی اور عاشورا کی شہید کو ختم کرنے اور ان لوگوں کے لیے کارآمد ثابت ہو سکتا ہے جو عثمانی رجحانات کے حامی تھے۔ [452] [ادداشت 3] سید محمد حسین طباطبائی اس سلسلے میں لکھتے ہیں: حسین کے ذائقہ میں فرق کے بارے میں کچھ مفسرین کی رائے ایک غلط بیان ہے۔ کیونکہ یزید سے بیعت نہ ہونے کے باوجود، حسین نے، اپنے بھائی کی طرح، معاویہ کے تحت دس سال گزارے اور کبھی ان کی مخالفت نہیں کی۔ [453] محمد عمادی حائری کا ماننا ہے کہ حسین کو بیشتر مآخذوں میں محمد سے ملنے جلتے سمجھا جاتا ہے اور ایک رولیت میں ان سے سب سے زیادہ ملتا جلتا ہے۔ ایک رولیت یہ بھی ہے کہ علی حسین کو طرز عمل کے لحاظ سے سب سے ماثل شخص سمجھتے ہیں۔ [454]

حسین مدینہ منورہ میں سخاوت کے لیے جانے جاتے تھے اور اگر انھوں نے کوئی اچھا سلوک دیکھا تو اپنے غلاموں اور لونڈوں کو آزاد کرایا۔ ایک رولیت ہے کہ معاویہ نے ایک لوکرانی کو حسین کے پاس بہت ساری جائداد اور کپڑے پہنائے۔ جب ملازم نے قرآن مجید کی آیت اور دنیا کے عدم استحکام اور انسان کی موت کے بارے میں ایک شعر پڑھا تو حسین نے اسے ربا کیا اور اسے جائداد دی۔ ایک بار، حسین کے ایک غلام نے کچھ غلط کیا۔ لیکن غلام نے کتبت "وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ" کی تلاوت کرنے کے بعد، حسین نے اسے معاف کر دیا اور پھر غلام نے کتبت "وَسَّعُ الْكَرِيمِينَ" تلاوت کی اور حسین نے اس مقصد کے لیے غلام کو آزاد کیا۔ حسین نے اسامہ بن زید کا قرض ادا کیا، جو بیمار تھا اور یہ انجام دینے سے قاصر تھا۔ ایک رولیت ہے کہ حسین نے وہ جائداد اور سامان دیا جو انھیں وصول کرنے سے پہلے وراثت میں ملا تھا۔ اس نے حسین کے تین سوالوں کے جواب دینے اور اسے انگوٹھی دینے کے بعد ایک اور شخص کا قرض بھی ادا کیا۔ حسین کی سخاوت کا مشاہدہ کرنے کے بعد ایک یہودی مرد اور عورت مسلمان ہو گئے۔ حسین نے اپنے بچوں کے استاد کو بڑی رقم اور کپڑے دیے اور منہ بھر دیا۔ جبکہ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ یہ اساتذہ کے کام کی قیمت کی تلافی نہیں کرتا ہے۔ ایک شامی شخص نے ایک بار حسین اور علی کے بارے میں نامسزا بولا، لیکن حسین اس سے درگشت گیا اور اس کے ساتھ مہربانی کا سلوک کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عاشور کے دن حسین کے جسم پر غریبوں کے لیے کھانے کے تھیلے لے جانے کی وجہ سے نشان واضح تھی۔ [455]

حسین کی علمی اور روایاتی حیثیت

حاج منوہری کا کہنا ہے کہ شیعانہ نقطہ نظر میں حسین کو امامت اور ولایت کا ایک ترسیل سمجھا جاتا ہے۔ پیغمبر اسلام، علی ابن ابی طالب اور فاطمہ زہرا کے زمانہ کو سمجھنے کے بعد، وہ وصیت کے سلسلے کی وضاحت کر کے علوی علوم کو فروغ دیتے ہیں۔ تاریخی شخصیات کے لحاظ سے، نبی کے ایک ساتھی کی حیثیت سے، وہ اور علی ابن ابی طالب اور فاطمہ زہرا بھی راوی ہیں۔ اپنے جد اور باپ سے حسین کی تعلیمات وسیع پیمانے پر مختلف موضوعات، خاص طور پر شیعہ کتابوں میں میں ظاہر کیے گئے ہیں اور حسین کے شاگردوں سے رولیت کا سلسلہ اور ولایت سے امامت کے تصور کی شکل میں امامت کے علم کی منتقلی آدم سے خاتم اور پھر مہدی تک کی بحث کی گئی ہے۔ شیعوں کے مطابق ائمہ کرام کے استاد معصوم نہیں تھے، لیکن سنی ذرائع سے یہ بھی رولیت ہے کہ حسین نے عمر اور کچھ دوسرے صحابہ سے حدیث سنی اور یہ بھی رولیت ہے کہ علی ابن ابی طالب نے کوفہ کے مشہور قاری ابو عبد الرحمن سلمیٰ کو حسین کا استاد مقرر کیا۔ [456]

سنی منابع نے، محدثین کے انداز میں، استادان اور طلبہ کی روایتی درجہ بندی میں حسین کو رجالی طبقات میں متعارف کرایا ہے۔ کیونکہ حسین کے نام کی حدیث راویوں کے سلسلہ میں ہے، ان میں سے بہت ساری ذرائع ہیں، حسین کی روایتیں استعمال کی گئی ہیں۔ خاص کر چونکہ پیغمبر اسلام کی سیرت میں بہت سارے تصورات علی ابن ابی طالب نے حسین کو منتقل کیا ہے۔ دوسری طرف، حسین کے ساتھی اس کے اپنے سامعین اور راوی تھے۔ سنی رجالی ذرائع میں، حسین کے بیٹے - سجاد، فاطمہ اور سکینہ -، زید ابن حسن - حسین کے بھتیجے -، عکرمہ، عبید ابن حنین، فرزق، عامر شعبی، شعب بن خالد اور طلحہ الاوانی کا ذکر ہے۔ ان میں سجاد اور اس کے بیٹے محمد باقر نے سب سے زیادہ روایتیں نقل کیں۔ [457]

آثار

حسین ابن علی کی روایتیں، خطبات اور خطوط موجود ہیں جو سنی اور شیعہ منابع میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے بارے میں روایات کو امامت سے پہلے اور بعد میں دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلے دور میں - جو اس کے نانا، والد، والدہ اور بھائی کی زندگی میں اس کی زندگی کا دور ہے۔ اس کے بارے میں کم از کم دو طرح کی روایتیں ملتی ہیں: پہلی یہ کہ اس کے اقربا سے ان کی روایات اور دوسری، اس کی ذاتی احادیث۔ سنی ماخذ میں، ان روایات کے صرف بیانیہ اور رجالی پہلو پر ہی غور کیا گیا ہے۔ ان مسندوں میں، صحابہ کرام کے مسند کی طرح، حسین ابن علی کا مسند ہے۔ ابوبکر بزار نے اپنی مسند میں حسین ابن علی کی مسند کو 4 احادیث کے ساتھ نقل کیا ہے اور طبرانی نے اپنی مسند کو بالترتیب 27 احادیث سے نقل کیا ہے۔ مسند حسین ابن علی میں خود حسین کی احادیث کے علاوہ پیغمبر اسلام اور علی ابن ابی طالب کی بھی احادیث موجود ہیں۔ موجودہ دور میں، عزیز اللہ عطاردی نے **مُسْنَدُ الْإِمَامِ الشَّهِيدِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ** کا مسند مرتب کیا ہے۔ [458]

حسین ابن علی کے خطبات کے زمرے میں، ماخذوں میں، امامت سے پہلے کے دور میں ان کے خطبے موجود ہیں، جن میں سے کچھ بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ علی ابن ابی طالب اور دیگر سے عوامی بیعت کے بعد حسین ابن علی کا خطبہ، صفین کی جنگ میں ان کا خطبہ ہے۔ ایک اور مثال حسین کی ایک نظم ہے جو اپنے بھائی حسن کی تدفین کے بعد اسے کے فراق کے بارے میں ہے۔ اس کی امامت کے دوران میں حسین ابن علی کے خطبات اور خطوط اس سے پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ اہل تشیع کو ان کے خطوط اور ساتھ ہی معاویہ کو ان کے معاہدے پر عمل پیرا ہونے کے خطوط، معاویہ کے اقدامات کی تردید کرتے ہیں، خاص طور پر یزید کے بارے میں، اسی طرح خطبہ اور خطوط یزید خلافت کے آغاز میں خطوط کے مشورے کی شکل میں تھے۔ خطبات اور خطوط کا ایک اہم حصہ حسین بن علی کی بغاوت کے دور سے تعلق رکھتا ہے۔ کوفیوں، بصریوں اور مسلم ابن عقیل کے ساتھ خط کتابت اسی طرح کی ہے۔ فقہ حدیث، تشریحی، نظریاتی، احکام و خطبات، دعائیں، مشورے اور اشعار بھی حسین کے پاس ہیں جو شیعہ اور سنی وسائل میں بکھرے ہوئے ہیں اور انھیں مجموعہ کی شکل میں مرتب اور شائع کیا گیا ہے۔ **الْمُنْتَخَبُ فِي جَمْعِ الْمَرَاثِي وَالْخُطَبِ** از **فخر الدین طرہی** (گیارہویں صدی عیسوی) و **سَوْعَةُ كَلِمَاتِ الْإِمَامِ الْحُسَيْنِ وَخُطَبِ الْإِمَامِ الْحُسَيْنِ عَلَى طَرِيقِ الشَّهَادَةِ** از **لبیب بیضون**، دیوان **الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ** از محمد عبد الرحیم، **رَسَائِلُ الْإِمَامِ الْحُسَيْنِ** از **عبدالکریم قزوینی**، **خُطَبُ الْإِمَامِ الْحُسَيْنِ** از محمد صادق نجفی، **بَلَاغَةُ الْحُسَيْنِ** از مصطفیٰ آل اعتماد، ان آثار میں شامل ہیں۔ یہاں حسین بن علی کی دعائیں بھی باقی ہیں، جو **الصَّحِيفَةُ الْحُسَيْنِيَّةُ** یا **أَدْعِيَةُ الْإِمَامِ الْحُسَيْنِ** کے عنوان سے جمع کی شکل میں شائع کی گئیں ہیں [459]

مشہور تشیع نماز میں سے ایک، نیز حسین ابن علی کی تخلیقات، جو **مفاتیح الجنان** کی معیاری کتاب میں درج ہیں، وہ "دعائے عرفہ" ہے۔ ولیم چنگ کے مطابق، یہ دعا اس کی خوبصورتی اور روحانی ساخت کے لحاظ سے سب سے مشہور دعا ہے اور یہ ہر سال عرفہ کے دن اور حج کے دوران میں پڑھی جاتی ہے۔ جب اسے پہلی بار حسین بن علی نے شیعہ حجاج کرام کے ذریعہ اور سال کے دیگر اوقات میں پڑھا تھا۔ اس دعا کا شیعہ مذہبیات میں ایک خاص اور اہم کردار ہے اور عظیم فلسفی اور صوفیانہ ملا صدرا نے اپنے کاموں میں اس دعا کا کئی بار ذکر کیا ہے۔ [460]

قرآن و حدیث میں حسین

حسین سے متعلق آیات

سانچہ:والبستہ

کئی سنی اور شیعہ مفسرین، مثلاً **فخر رازی** اور **سید محمد حسین طباطبائی**، سورہ انسان کی تفسیر کے بیان پر سنی اور شیعہ کتابوں میں رولیت کرتے ہوئے، اس سورت کا شان نزول علی اور فاطمہ اور ان کے بچے یا بچوں کی بیماری سے صحت یابی کے لیے کے لیے منت، کے متعلق مانتے ہیں۔ [461][462][463]

تفسیر المیزان میں سید محمد حسین طباطبائی کے ذریعہ، مباہلہ کا واقعہ ایک طرف پیغمبر اسلام اور ان کے اہل خانہ اور دوسری طرف عیسائی نجران کے مابین تصادم کی داستان بیان کرتا ہے۔ طباطبائی کہتے ہیں کہ رولیتوں کے مطابق، **آیت مباہلہ** میں ہمارے بیٹوں () کا معنی صن اور حسین تھا۔ [464][465] بہت سنی مبصرین نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس میں شامل افراد علی، فاطمہ، حسن اور حسین ہیں۔ [466][467][468]



آل کساء اور دو احادیث پیغمبر اسلام کی کپڑے پر خطاطی، تعلق شاید ایرانی یا وسطی ایشیا، 13 شمسوی صدی۔

رُوحُ الْمَعَانِی میں سنی مفسرین میں سے ایک، شہاب الدین آلوسی، دوسرے مفسرین کی روایتوں اور اقوال کو بیان کرتے ہوئے اس کو اہل بیت کے متعلق قرار دیتا ہے۔ ترمذی اور ابن جوزی کی اطلاعات اور آیات کی ظاہری شکل کے مطابق، ان کا کہنا ہے کہ ان بیانات کا تقاضا ہے کہ یہ سورت مدنی ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علی اور فاطمہ کے بچے مدینہ میں پیدا ہوئے تھے اور یہ مسئلہ آیات کے ظہور سے متصادم نہیں ہے۔ انھوں نے اس سورت کی بارہکیوں کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ کہیں بھی، فاطمہ زہرا کے اعزاز میں حور العین کے نام کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے اور صرف «وَلَدَانِ مُحَمَّدَوْنَ» کا ذکر ہے۔ [469] فخر رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں علی اور فاطمہ کے بچوں کی بیماری کی کہانی بیان کرتے ہوئے زُخْرُی نے کَشَاف اور واجدی نے اَلْبَسِیْط میں حوالہ دیا ہے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ ان آیات کی علی ابن ابی طالب، فاطمہ اور ان کے بچوں کی طرف منسوب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے، لیکن یہ آیات تمام اہل بیت، جیسے صحابہ اور متقی پیروکاروں پر لاگو ہوتی ہیں۔ جب تک کہ ان کی خصوصی اطاعت کے بارے میں یہ آیات نازل نہیں ہوئیں۔ [470] فَتْحُ الْقَدِیر میں شوکانی نے ابن مردویہ کی روایت ابن عباس سے بھی نقل کی ہے کہ یہ آیات علی ابن ابی طالب اور فاطمہ زہرا کے متعلق ہیں۔ [471]

المیزان میں تزکیہ آیت کی اپنی تشریح میں، تبت بائی اس آیت کے مخاطب کو کیسا کا صحابی سمجھتی ہیں اور اس کی احادیث سے مراد ہیں، جن کی تعداد ستر احادیث سے زیادہ ہے اور زیادہ تر سنیوں میں سے ہیں۔ [472] فخر رازی اور ابن کثیر جیسے سنی مفسر اپنی اپنی تفسیر میں، اس آیت میں اہل بیت کی مثال کے بارے میں مختلف روایتیں بیان کرتے ہوئے، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کو مثال کے طور پر غور کریں۔ [473][474]

المیزان میں سورہ شوریٰ کی آیت 23 کے بارے میں اور اس آیت کی تفسیر و تشریح میں مفسرین کے مختلف اقوال کی اطلاع دینے اور ان کا جائزہ لینے اور تنقید کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ "قُرَیْ" کے معنی محمد - علی، فاطمہ، حسن اور حسین کے اہل خانہ کی محبت ہے۔ اور پھر سنیوں اور شیعوں کے توسط سے مختلف روایتیں ہیں جو اس موضوع پر بیان کی گئی ہیں۔ [475][476] فخر الرازی اور ابن کثیر جیسے سنی مفسرین نے بھی اس مسئلے کا حوالہ دیا ہے۔ [477][478]

سورت الاحقاف کی آیت 15 میں ایک عورت کے بارے میں بتایا گیا ہے جو ہمت نکالیف برداشت کرتی ہے۔ یہ آیت فاطمہ زہرا کا حوالہ سمجھی جاتی ہے اور بیٹے کو حسین سمجھا جاتا ہے، جب خدا نے اس نواسہ کی قسمت کے بارے میں محمد سے اظہار تعزیت کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا اظہار فاطمہ زہرا سے کیا اور وہ ہمت پریشان ہو گئیں۔ [479] مکہ سے کربلا تک کے سفر کے تمام مراحل میں حسین نے یحییٰ کو یاد کیا۔ ایک اور روایت کے مطابق، حسین کا خون یحییٰ کے خون کی طرح ابلتا ہے اور خدا اس اہل خاتمے کے لیے ستر ہزار منافقین، کافروں اور شیطان کو ختم کر دے گا، جیسا کہ اس نے یحییٰ کا بدلہ لینے کے لیے کیا تھا۔ [480] شیعوں نے حسین سے منسوب ہونے والی دیگر آیات میں سورہ احزاب کی آیت نمبر 6 اور سورہ زخرف کی 28 آیات بھی شامل ہیں، جس کی ترجمانی دوسرے نسل تک امامت کے تسلسل سے ہوتی ہے۔ نیز سورہ النساء آیت 77، سورہ اسراء آیت 33 اور سورہ فجر کی 27 ویں سے 30 ویں آیات جن میں شیعوں کو حسین کی سورہ سمجھا جاتا ہے - شیعہ نقطہ نظر سے حسین کے قیام اور قتل کا حوالہ دیتے ہیں۔ [481][482]

خدا نے پانچوں کے نام زکریا پر ظاہر کرنے کے بعد، [483] اس نے سورہ مریم - پہلی پراسرار آیت کہ بعض - اس طرح زکریا کے لیے فہم کشا کی: ک = کربلا، ہ = ہلاک العترۃ (کنبہ کی تباہی) ی = یزید، ع = عطش (پہیاس)، ص = صبر - یہ وضاحت نسبتاً پیچیدہ کہانی کا ایک حصہ ہے۔ یہ یحییٰ اور حسین کی تقدیر کے مابین غیر معمولی مماثلت ظاہر کرتا ہے، جو شاید اس حقیقت کی وجہ سے ہے کہ دونوں کے سر کاٹ کر طشت میں رکھے گئے تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق، حسین کا خون یحییٰ کے خون کی طرح ابلتا ہے اور خدا اس اہل خاتمے کے لیے ستر ہزار منافقین، کافروں اور شیطان کو ختم کر دے گا، جیسا کہ اس نے یحییٰ کا بدلہ لینے کے لیے کیا تھا۔ [484][485]

شیعوں نے حسین سے منسوب ہونے والی دیگر آیات میں سورہ احزاب کی آیت نمبر 6 اور سورہ الزخرف کی 28 آیات بھی شامل ہیں، جس کی ترجمانی دوسرے نسل تک امامت کے تسلسل سے ہوتی ہے۔ نیز سورہ النساء آیت 77، سورہ اسراء آیت 33 اور سورہ الفجر کی 27 ویں سے 30 ویں آیات جن میں شیعوں کو حسین کی سورہ سمجھا جاتا ہے - شیعہ نقطہ نظر سے حسین کے قیام اور قتل کا حوالہ دیتے ہیں۔ [486][487]

کفن دفن

حسین کی لاش کو ان کی موت کی جگہ کربلا میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا سر دمشق سے لوٹایا گیا تھا اور اس کے جسم کے ساتھ دفن کیا گیا تھا، [488] اگرچہ مختلف مقامات پر بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہاں حسین کے سر کو دفن کیا گیا ہے: ان میں حلب، عسقلان، بعلبک، قاہرہ، دمشق، حمص، مرو اور مدینہ شامل ہیں۔ [489]

مدفن

حسین بن علی کا مقبرہ بغداد سے تقریباً 90 کلومیٹر جنوب مغرب میں واقع شہر کربلا میں واقع ہے۔ یہ مقبرہ واقعہ کربلا کے دو صدیوں بعد تشکیل دیا گیا تھا اور تیرہویں صدی ہجری تک دوبارہ تعمیر اور توسیع کی گئی تھی۔ پہلے اس جگہ پر عمارت نہیں تھی اور اسے ایک عام نشان کے ساتھ نشان لگا دیا گیا تھا۔ اس کے بعد، تیسری صدی ہجری میں، اس پر ایک یادگار تعمیر کی گئی تھی، جو کچھ عباسی خلیفہ اور دیلمی شہزادوں، ایل خانی اور عثمانی حکمرانوں کے دور میں سمجھی جاتی تھی اور وقت گزرنے کے ساتھ، شہر کربلا کو تعمیر کیا گیا اور اس کے ارد گرد وسعت دی گئی۔ [490]



مصر کے شہر قاہرہ میں واقع الحسین مسجد
میں حسین کا سر زریح

حسین کی ترفین کی جگہ کے بارے میں متعدد روایتیں ہیں۔ مثال کے طور پر، اپنے والد علی کے ساتھ نجف میں، کوفہ کے باہر لیکن علی کے ساتھ نہیں، اپنے پورے جسم کے ساتھ کربلا میں، باقیہ میں، شام کے شہر، رقعہ میں، اور قاہرہ میں "مسن الامین" نامی مسجد میں۔^[491] امام حسین اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کے بعد، بنی اسد کے ایک گروہ نے آپ کے اور آپ کے اصحاب کے جنازوں کو ان کی شہادت کے مقام پر دفن کیا۔ اور اس وقت آپ کی قبر کو عوام کی زیارت کے لیے محض لحد کی شکل میں بنا دی گئی تھی۔^[492]

جس وقت مختار ثقفی نے شعبان 65 ھ ق میں اپنے قیام میں جو انھوں نے امام حسین علیہ السلام کے خون کا انتقام لینے کے لیے کیا تھا، کامیابی حاصل کر لی تو انھوں نے امام حسین علیہ السلام کی قبر پر ایک بنا تعمیر کرائی اور اس پر اینٹوں سے گنبد بنوایا۔ اپنی حکومت کے دور میں مختار پہلے انسان تھے جنھوں نے آپ کی قبر پر ضریح اور بنا تعمیر کرائی۔ جس میں انھوں نے ایک مسقف عمارت اور ایک مسجد بنوائی اور مسجد میں دو دروازہ قرار دیے، جس میں ایک مشرق کی جانب اور دوسرا مغرب کی سمت کھلتا تھا۔^[493]

مختار ثقفی نے امام حسین کی قبر پر پہلی بنا رکھی اور بعد کے ادوار میں اہل بیت کے چاہنے والوں اور شیعوں نے خاص طور پر سلاطین اور بادشاہوں نے اس روضہ کی باز سازی اور تعمیر و توسیع کے سلسلہ میں خاص اہتمام کیے۔

یہ روضہ دشمنوں کی طرف سے جن میں خلفاء عباسی اور وہابی شامل ہیں، متعدد بار خراب کیا جا چکا ہے۔

چونکہ شیعہ کثرت سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لیے جاتے تھے، ہارون عباسی نے بعض لوگوں کو بھیجا کہ وہ آپ کے روضہ کو خراب کر دیں۔ ہارون کے کاندوں نے اس مسجد کو جس میں امام حسین علیہ السلام کا روضہ بنایا گیا تھا اور اسی طرح سے اس مسجد کو جس میں ابو الفضل العباس کا روضہ بنایا گیا تھا، تباہ کر ڈالا۔ اور اسی طرح سے ہارون نے ان سے کہا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر کے پاس جو سدر کا درخت لگایا گیا ہے اسے کاٹ دیں اور قبر کے مقام کو زمین کے برابر کر دیں اور ان لوگوں ایسا ہی کیا۔^[494]

امام حسین کے روضہ کی سب سے زیادہ تخریب متوکل کے زمانہ میں ہوئی اور اس سلسلہ کی آخری کڑی سن 1411 ق میں بعثی حکومت کی طرف سے عراقی عوام کے شعبانیہ انتفاضہ کے وقت پیش آئی۔

جنگ کربلا کے بعد کے واقعات

دس لوگوں نے اس کی توہین کے لیے رضا کارانہ طور پر حسین کے پورے جسم پر گھوڑے دوڑائے۔ ابن سعد میدان جنگ سے رخصت ہونے کے بعد، غازیہ گاؤں کے اسدوں نے دوسرے مقتول کے ساتھ حسین کی لاش کو اسی جگہ دفن کیا جہاں قتل عام ہوا تھا۔^[495]

جنگ ختم ہو گئی اور ابن زیاد کے فوجیوں نے حسین کے کپڑے، تلوار اور فرنیچر، ٹیڑھی اور میانی لباس، نیز خواتین کے زورات اور خیمے لوٹ لیے۔ شمر علی بن حسین کو مارنا چاہتا تھا، جو ایک خیمے میں بیمار تھا۔ لیکن ابن سعد کو روکا گیا۔^[496] ان کی وفات کے وقت حسین کی عمر 57 سال اور پانچ ماہ، 58 سال اور پانچ ماہ یا 59 سال تھی۔ عاشورہ جمعہ، ہفتہ، اتوار یا پیر کے نام سے جانا جاتا ہے، جن میں جمعہ زیادہ درست لگتا ہے۔ ابوالفرج اصفہانی کے ذریعہ پیر کو کیلنڈر کے لحاظ سے مسترد کر دیا گیا ہے۔ 10 محرم 61 کے علاوہ، صفر کے مہینے میں یا سن 60 میں، حسین کی وفات کی تاریخ کا بھی ذکر ہے۔^[497]

جنگ کے بعد، بقیہ پس ماندگان پر مشتمل حسین کی فوج کے زندہ بچ جانے والے اور مقتول سربراہوں کو پہلے ابن زیاد کے پاس بھیجا گیا، جنھوں نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا۔^[498] پھر ان سرور کو دمشق لے جایا گیا۔ انسائیکلو پیڈیا اسلام میں، ولیری کا خیال ہے کہ ابن زیاد اور یزید کے سر حسین کے بارے میں مختلف رویہ تھا۔ ابن زیاد نے دانتوں پر مارتے ہوئے اور اس کے کچھ دانت توڑ کر حسین کی توہین کی۔ لیکن بیشتر روایات کے مطابق، یزید نے حسین کے ساتھ عزت کی نگاہ سے دیکھا اور ابن زیاد کے حسین کو قتل کرنے میں جلد بازی پر افسوس کا اظہار کیا۔ اتنا کہ اس نے سمیے کے بیٹے پر لعنت بھیجی۔ یزید نے اعتراف کیا کہ اگر حسین میرے پاس آتا تو وہ اسے معاف کر دیتا۔ ہاشمی کی خواتین اور بچوں کو کوفہ اور دمشق لے جایا گیا۔ یزید نے پہلے ان کے ساتھ سختی کا مظاہرہ کیا، جس کا علی ابن حسین اور زینب نے اسی طرح کا جواب دیا۔ لیکن آخر میں، یزید نے نرم سلوک کیا۔ یزید کی خواتین حسین اور مرنے والوں کے لیے بھی پکاریں۔ یزید نے انھیں کربلا میں ہاشمی خواتین سے پوری شدہ چیزوں کی تلافی کے لیے جانبدار دی۔ علی ابن حسین قتل سے بچ گئے اور یزید نے اس کے ساتھ حسن سلوک کیا اور کچھ دن بعد ہاشمی خواتین اور قابل اعتماد محافظوں کے ساتھ مدینہ واپس آگیا۔^[499]

بنیادی ذرائع کی روایات عام طور پر ابن زیاد پر حسین کے قتل کی ذمہ داری عائد کرتی ہیں اور یزید کو بری کر دیتی ہیں۔ ولیفیڈ ملنگ لکھتے ہیں کہ ابن زیاد نے حسین کے قتل کا لالچ اس بات کی وجہ سے ظاہر کیا ہے کہ وہ گھوڑوں کے ذریعہ حسین کے جسم کو پامال کرنے کے بارے میں قسم کھاتا ہے اور یہ شدید ناراضی معاویہ کے خطاب سے زیادہ ابن ابیہ کے بھائی کے بیٹے سے حسین کے خطاب سے ہے۔ ولیفیڈ ملنگ کا خیال ہے کہ یزید بنیادی طور پر حسین کے قتل کا ذمہ دار ہے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگرچہ عارضی طور پر ہتھیار ڈال دیے تب بھی، یزید کی خلافت کے لیے ایک سنگین خطرہ ہوگا اور اگرچہ وہ خفیہ طور پر حسین کو قتل کرنا چاہتا تھا، لیکن وہ، مسلمانوں کے خلیفہ کی حیثیت سے، اس خواہش کا اظہار نہیں کر سکتا تھا۔ ابن زیاد کے حسین سے

بعض کہنے کا علم ہونے پر، اس نے انہیں ایک خط میں متنبہ کیا کہ اگر حسین کامیاب ہوا تو ابن زیاد اپنے آبا و اجداد کی غلامی میں واپس آجائے گا۔ یزید نے اپنے خط میں ابن زیاد کو مسلم ابن عقیل کو قتل کر دینے کا سختی سے مشورہ دیا اور اس نے بے تابی سے کام کیا۔ یزید نے بعد میں ابن زیاد کو عوام کے سامنے حسین کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرایا اور وہ ناراض ہو گئے اور مکہ میں عبداللہ ابن زبیر پر حملہ کرنے کے یزید کے حکم سے انکار کر دیا۔^[500]

قصاص حسین

سانچہ:والبستہ کوئی کر بلا کی جنگ کے فوراً بعد ہست پشیمان ہوئے اور جیسا کہ توہین کی بغاوت اور مختار کی بغاوت اس کی تصدیق کرتی ہیں^[501] پہلی بغاوت جو حسین ابن علی کے لہو کے بدلے کے لیے ہوئی تھی، سلیمان ابن صراخرزاعی کی قیادت میں یا لثارات الحسین کے نعرے پر توہین کی تحریک تھی۔ توہین سپاہ کو امویوں نے شکست دی اور اس کے بیشتر رہنما مارے گئے اور باقی سپاہ مختار صغفی میں شامل ہو گئے۔^[502] مختار نے کوفہ پر قبضہ کرنے کے بعد حسین کی موت میں شامل افراد کو ہلاک کیا۔^[503] دوسری صدی ہجری کے پہلے نصف (ف-122 بق) میں، زید ابن علی، علی ابن حسین کے بیٹے، نے کوفہ میں حسین ابن علی کے خون بدلہ طلب کرنے اور امویوں کے جبر کا مقابلہ کرنے کے نعرے کے ساتھ بغاوت کی۔ البتہ شیعہ اماموں نے ان بغاوتوں میں حصہ نہیں لیا اور یہاں تک کہ شیعوں کو زید بن علی کی حملت کرنے سے متنبہ کیا۔ زید کے بعد، اس کے بچوں نے اس کا راستہ جاری رکھا۔ اس طرح، امویوں کے خلاف بغاوت کا ایک سلسلہ تشکیل دیا گیا، جس نے امویوں کو کمزور کر دیا اور ابو مسلم خراسانی نے اس مقام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سیاہ جامگان تحریک کو اکسایا، جس کی وجہ سے امویوں کا زوال ہوا۔^[504]

سر کا جسم پر لوٹایا جانا

حسین ابن علی کے بیٹے علی عاشور کے بعد آپ کا سر شام سے واپس کر بلا لائے^{[505][506][507][508]} چالیس دن کے بعد عاشورہ کے جسم سے مل گیا۔^{[509][510]} شیعہ مسلمان اس چالیسویں دن کو اربعین کی طرح مناتے ہیں۔^{[511][512][513][514]} شیعانہ عقیدہ کے مطابق ایک امام کی لاش صرف ایک امام ہی کے سپرد ہے،^{[515][516][517]} حسین ابن علی کی لاش کو ان کے بیٹے، علی زین العابدین نے دفن کیا تھا۔^[518]

امام حسین (ع) کا مبارک سر کہاں دفن ہوا ہے، اس بارے میں شیعہ اور اہل سنت کی تاریخ کی کتب میں مختلف اقوال کو ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے 6 اہم اقوال کو یہاں پر ذکر کیا جا رہا ہے۔

بقول اول:

کر بلا میں سر کو بدن مبارک کے ساتھ ملا کر دفن کیا گیا:

یہ قول شیعہ اور اہل سنت کے درمیان مشترک و متفق ہے۔ شیعہ علما میں سے شیخ صدوق (متوفی 381 ق)، سید مرتضیٰ (متوفی 436 ق)، قتال نیشاپوری (متوفی 508 ق)، ابن نا حلی، سید ابن طاووس (متوفی 664 ق) شیخ بہائی اور علامہ مجلسی نے اس قول کو ذکر کیا ہے۔

مشہور اقوال کی بنا پر امام حسین (ع) کا سر کر بلا میں ان کے بدن مبارک کے ساتھ ملحق ہو گیا تھا۔^{[519][520][521][522][523]}

سید ابن طاووس نے کتاب لہوف میں لکھا ہے کہ:

«فَأَمَّا رَأْسُ الْحُسَيْنِ فَرَوَى أَنَّهُ أُعِيدَ فَذُفِنَ بِكَرْبَلَاءَ مَعَ جَسَدِهِ الشَّرِيفِ وَ كَانَ عَمَلُ الطَّائِفَةِ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى الْمُسْتَشَارَ إِلَيْهِ»

روایت ہوئی ہے کہ امام حسین (ع) کے سر کو کر بلا میں واپس پلٹایا گیا اور بدن مبارک کے ساتھ دفن کیا گیا، اسی قول پر شیعہ امامیہ عمل کرتے ہیں۔^[524]

شیخ طبرسی نے کتاب تاج الموالید میں لکھا ہے کہ:

وَأَمَّا رَأْسُ الْحُسَيْنِ (عَلَيْهِ السَّلَام) فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا: أَنَّهُ رَدَّ إِلَى بَدْنِهِ بِكَرْبَلَاءَ مِنَ الشَّامِ وَ ضَمَّ إِلَيْهِ»

بعض شیعہ علما نے کہا ہے کہ: امام حسین (ع) کا سر شام سے لایا گیا اور کر بلا میں بدن کے ساتھ ملا کر دفن کر دیا گیا۔^[525] یہی قول قتال نیشاپوری اور ابن نا حلی کی کتاب میں بھی ذکر ہوا ہے۔^{[526][527]} قدیمی کتب میں بھی اسی بات کو واضح بیان کیا گیا ہے کہ امام حسین (ع) کے سر مطہر کو 20 صفر کو کر بلا میں بدن مبارک کے ساتھ ملحق کر دیا گیا تھا۔

کتاب الآثار الباقیہ ابو یحیٰ بن یزید (قرن 4-5) نے کہا ہے کہ:

«و فِي الْعَشْرِينَ، رَدَّ رَأْسُ الْحُسَيْنِ إِلَى مَجْتَمِعِهِ، حَتَّى دُفِنَ مَعَ جَسَدِهِ؛ وَ فِيهِ زِيَارَةُ الْأَرْبَعِينَ، وَ هُمْ حَرَمَهُ بَعْدَ أَنْصَرَفَهُمْ مِنَ الشَّامِ»

ماہ صفر کی 20 تاریخ کو سر حسین کو بدن کے ساتھ ملحق اور اسی جگہ دفن کیا گیا۔^[528]

ابن جوزی (متوفی 654ق) نے کتاب تذکرۃ الخواص میں ذکر کیا ہے کہ:

اشهر بها انه رده الى المدينة مع السبايا ثم رد الى الجسد بكر بلا فدفن معه،

مشہور ترین یہ قول ہے کہ حسین ابن علی (ع) کے سر کو مدینہ سے کرپلا لایا گیا تھا اور بدن کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔^[529]

زکریا ابن محمد قزوینی (متوفی 682ق) نے کتاب عجائب المخلوقات میں لکھا ہے کہ:

«اليوم الاول منه عيد بنى امية ادخلت فيه رأس الحسين رضى الله عنه بدمشق و العشرون منه رُدَّتْ رأس الحسين الى جثته»

یکم ماہ صفر بنی امیہ کے جشن اور عید کا دن ہے کہ اسی دن امام حسین کے سر کو شہر دمشق میں لایا گیا اور 20 صفر کو کرپلا میں سر کو بدن کے ساتھ ملا کر دفن کیا گیا۔^[530]

شیخ صدوق اور ان کے بعد قتال نیشاپوری نے اس بارے میں لکھا ہے کہ: علی ابن حسین (امام سجاد) اہل بیت (ع) کی خواتین کے ساتھ شام سے واپس آئے اور امام حسین (ع) کے سر کو بھی اپنے ساتھ کرپلا واپس لے کر آئے۔^{[531][532][533]}

سید مرتضیٰ نے اس بارے میں کہا ہے کہ: تاریخ نگاروں نے روایت کی ہے کہ امام حسین کا سر کرپلا میں ان کے بدن کے ساتھ دفن ہوا ہے۔^[534]

ابن شہر آشوب نے سید مرتضیٰ کے اسی کلام کو نقل کرنے کے بعد، شیخ طوسی کے قول کو بھی نقل کیا ہے کہ:

قال الطوسي رحمة الله: و منه زيارة الاربعين،

اسی وجہ (امام کے سر کا بدن کے ساتھ ملحق ہونے) سے دوسرے ائمہ نے امام حسین کی زیارت اربعین پڑھنے کی بہت تاکید کی ہے۔^{[535][536]}

ابن ناطلی نے بھی لکھا ہے کہ: بہت سے اقوال میں سے وہ قول جس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، وہ یہ ہے کہ امام حسین کے سر مبارک کو مختلف شہروں میں گھمانے کے بعد، بدن کے ساتھ واپس لا کر دفن کیا گیا ہے۔^[537]

سید ابن طاووس نے بھی لکھا ہے کہ: روایت کی گئی ہے کہ امام حسین کے سر کو واپس کرپلا لایا گیا اور اس کو بدن کے ساتھ دفن کیا گیا اور علما نے ایسی روایات کو قبول کر کے ان پر عمل کیا ہے۔^[538]

علامہ مجلسی نے امام حسین (ع) کے چہلم والے دن، امام کی زیارت اربعین پڑھنے کے مستحب ہونے کی ایک وجہ، سر کے بدن کے ساتھ ملحق ہونے کو ذکر کیا ہے کہ یہ کام علی ابن حسین (امام سجاد) کے ذریعے سے انجام پایا تھا۔^[539]

علامہ مجلسی نے ایک دوسری جگہ پر اس بارے میں دوسرے اقوال کو نقل کرنے کے بعد، اسی بارے میں لکھا ہے کہ: علمائے امامیہ کے نزدیک یہی مشہور ہے کہ امام حسین کا سر مبارک ان کے بدن کے ساتھ دفن ہوا ہے۔^[540]

اہل سنت کے بعض علما نے بھی اسی قول کو ذکر کیا ہے:

ابو ریحان بیرونی اور دوسرے علما (متوفی 440 ق) نے اس بارے میں لکھا ہے کہ:

و في العشرين ردّ رأس الحسين عليه السلام الي مجثمه حتي دفن مع جثته...

20 صفر کو امام حسین کا سر ان کے بدن کے ساتھ ملحق اور دفن ہوا تھا۔^{[541][542][543][544][545][546][547][548][549][550][551][552]}

قرطبی (متوفی 671 ق) نے بھی لکھا ہے کہ: شیعہ کہتے ہیں کہ امام حسین کا سر 40 دنوں کے بعد کرپلا واپس لایا اور بدن کے ساتھ ملحق کیا گیا تھا اور یہ دن ان (شیعہ) کے نزدیک بہت مشہور ہے اور اس دن جو زیارت پڑھی جاتی ہے، وہ اس کو زیارت اربعین کہتے ہیں۔^[553]

زکریا قزوینی نے بھی لکھا ہے کہ:

یکم صفر کو، بنی امیہ کی عید کا دن ہے، کیونکہ اس دن امام حسین کے سر کو شہر دمشق میں لایا گیا اور 20 صفر کو انکا سر واپس بدن کے ساتھ ملحق کیا گیا تھا۔^[554]

منامی (متوفی 1031 ق) نے لکھا ہے کہ: امامیہ یعنی شیعہ کہتے ہیں کہ امام حسین کی شہادت کے 40 دن بعد، انکا سر کربلا میں واپس لایا اور دفن کیا گیا تھا۔^[555]

سید مرتضیٰ (م436ق) نے بھی اس بارے میں لکھا ہے کہ: روایت کی گئی ہے کہ امام حسین (ع) کے سر کو ان کے بدن کے ساتھ کربلا میں دفن کیا گیا تھا۔^[556]

بقول دوم:

نجف میں امیر المؤمنین علی (ع) کی قبر کے پاس دفن کیا گیا: ^{[557][558][559][560][561][562][563]}

عمر ابن طلحہ نے کہا ہے کہ: امام صادق جب حیرہ میں تھے، تو انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ جو وعدہ (زیارت قبر امام علی) میں نے تمہیں دیا تھا، اس پر میں ابھی عمل کروں؟ میں نے کہا، کیوں نہیں، پھر میں امام اور ان کے بیٹے اسماعیل کے ساتھ سوار ہو کر مقام سویہ سے گزرتے ہوئے، ذکوات کے مقام پر پہنچے اور وہاں پر نماز پڑھی۔

امام صادق (ع) نے اپنے بیٹے اسماعیل سے فرمایا: اٹھو اور اپنے جد حسین کو سلام کرو، میں نے امام سے کہا کیا حسین کربلا میں دفن نہیں ہیں؟ امام صادق (ع) نے فرمایا: کیوں نہیں، اس لیے کہ جب ان (امام حسین) کا سر شام لے جایا گیا تو اس کو ہمارے ایک چاہنے والے نے لے کر امیر المؤمنین علی (ع) کی قبر کے پاس دفن کر دیا تھا۔^[564]

ابان ابن تغلب کہتا ہے کہ: میں امام صادق کے ساتھ تھا، امام نجف کے صحرا میں آئے اور انھوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر تھوڑا سا آگے گئے اور وہاں پر بھی امام نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر تھوڑا فاصلہ طے کرنے کے بعد اپنی سواری سے نیچے آئے اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر فرمایا کہ: اس جگہ امیر المؤمنین علی (ع) کی قبر ہے۔ میں نے کہا: تو پھر آپ نے ان دو جگہوں پر کیوں نماز پڑھی؟ امام صادق نے فرمایا: وہاں پر امام حسین کے سر کا اور حضرت قائم کے منبر کا مقام ہے۔^{[565][566]}

اسی مضمون کی روایت کتاب کامل الزیارات میں بھی ذکر ہوئی ہے۔^{[567][568][569]}

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں شہر نجف میں امام علی (ع) کی قبر کے نزدیک ایک ایسی جگہ تھی کہ جہاں پر امام حسین (ع) کا سر دفن تھا یا وہاں پر امام کا سر رکھا گیا تھا۔

بقول سوم:

نہر فرات کے کنارے واقع مسجد رقد میں:

بقول چہارم:

مدینہ منورہ میں:

ابن نا علی (متوفی 841ق) نے نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ: عمرو ابن سعید نے سر مطہر امام حسین (ع) کو مدینہ میں دفن کیا ہے۔^[570]

قبرستان جنت البقیع میں امام حسین کی والدہ گرامی حضرت فاطمہ (س) کی قبر کے پاس۔^{[571][572][573][574][575][576]}

بقول پنجم:

شہر دمشق میں:

جب منصور ابن جہمور نے شام کو فتح کیا تو شہر میں داخل ہونے کے بعد، وہ یزید کے خزانے والے کمرے میں گیا، وہاں پر اسے سرخ رنگ کی ایک لوکری ملی! منصور نے اپنے غلام سے کہا کہ اس لوکری کو حفاظت سے رکھو کہ یہ بنی امیہ کے قیمتی خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، لیکن جب اس کو تھوڑے عرصے کے بعد کھولا تو دیکھا کہ اس میں امام حسین کا نورانی سر ہے، جس سے عطر کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ ایک کپڑا لائے، اس نے سر کو اس کپڑے سے ڈھانپ دیا اور پھر کفن کرنے کے بعد اس سر کو دمشق میں باب فرادیس کے پاس دفن کر دیا۔^{[577][578]}

بعض مؤرخین نے اس داستان کو نقل کیے بغیر، فقط یہی کہا ہے کہ امام حسین کا مبارک سر شہر دمشق میں دفن ہوا ہے۔^{[579][580][581]}

بقول ششم:

شہر قاہرہ میں:^[582]

شیخ طوسی نے بھی اسی قول کی تائید کی ہے۔

امام حسین (ع) کا سر مبارک کہاں دفن ہوا ہے ؟

سر امام حسین (ع) اور کربلا کے شہداء کے سروں کے دفن کے بارے شیعہ اور سنی کتب میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے اور جو اقوال اس بارے میں نقل ہوئے ہیں، ان کے حوالے سے تحقیق کی ضرورت ہے۔ لیکن سب سے مشہور قول جو شیعہ میں سب علما نے قبول کیا ہے، وہ یہ ہے امام علیہ السلام کا سر مبارک کچھ مدت کے بعد آپ کے بدن مبارک کے ساتھ ملحق ہو گیا اور کربلا میں لا کر دفن کیا گیا ہے۔ ہم مزید معلومات کے لیے ان سات اقوال کو یہاں پر ذکر کرتے ہیں:

1- کربلا معلیٰ میں:

یہ نظریہ علمائے شیعہ میں مشہور ہے اور علامہ مجلسی نے اس کی شہرت کی طرف اشارہ بھی کیا ہے۔^[583]

شیخ صدوق نے سر مبارک کے آپ کے بدن کے ملحق ہونے کے بارے میں فاطمہ بنت علی علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے۔^[584]

اب اس کی کیفیت کیا تھی کہ کیسے آپ کا سر مبارک آپ کے بدن سے ملحق ہوا، اس بارے میں مختلف نظریات ذکر کیے گئے ہیں۔ بعض جیسے سید ابن طاووس اسے امر الہی شمار کرتے ہیں کہ خداوند نے خود اپنی قدرت کاملہ سے اعجاز کے طور پر یہ کام انجام دیا اور سید نے اس بارے میں چون و چرا سے بھی منع فرمایا ہے۔^[585]

بعض دوسرے قائل ہیں کہ امام سجاد علیہ السلام جب شام سے واپس تشریف لائے تو وہ سر امام کو اپنے ساتھ لائے اور کربلا میں اپنے بابا کے بدن کے ساتھ دفن کیا۔^{[586][587][588]}

بعض علما نے یہ کہا ہے کہ امام سجاد علیہ السلام نے چہلم کے روز یا کسی دوسرے روز (کربلا سے) واپسی میں سر مبارک کو کربلا میں آپ (ع) کے جسد اطہر کے پہلو میں دفن کیا۔^[589] گو کہ صراحت کے ساتھ امام سجاد علیہ السلام کا نام نہیں لکھا ہے)^[590]

اب سوال یہ ہے کہ کیا سر بدن کے ساتھ ملحق ہو گیا یا امام کی صریح میں یا اس کے نزدیک دفن کیا گیا۔ اس بارے میں کوئی واضح عبارت تو نہیں ملتی، یہاں بھی سید ابن طاووس نے چون و چرا سے نہیں فرمائی ہے۔^[591]

بعض قائل ہیں کہ سر مبارک کو تین دن دروازہ دمشق پر آویزاں کھنے کے بعد اتار کر حکومتی خزانے میں رکھ دیا گیا اور سلیمان عبد الملک کے دور تک یہ سر وہیں تھا۔ اس نے سر مبارک کو وہاں سے نکالا اور کفن دے کر دمشق میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا، اس کے بعد اس کے جانشین عمر ابن عبد العزیز (سن 99 تا 101 ہجری حکومت) نے سر کو قبر سے نکالا، لیکن پھر اس نے کیا کیا یہ معلوم نہیں ہو سکا، لیکن ان کی ظاہری شریعت کی پابندی کو دیکھتے ہوئے زیادہ احتمال یہی ہے کہ اس نے سر کو کربلا بھیجا ہو گا۔^[592]

2- حضرت علی (ع) کی قبر کے پاس نجف میں:

علامہ مجلسی کی عبارت اور روایات میں تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ سر مقدس سید الشهداء، نجف اشرف میں حضرت علی علیہ السلام کی قبر کے پاس دفن ہوا۔^[593]

روایات میں آیا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل کے ہمراہ نجف میں حضرت امیر المومنین علی (ع) پر درود و سلام بھیجنے کے بعد امام حسین (ع) پر سلام بھیجا۔ اس روایت سے بھی پتا چلتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام کے دور تک سر مقدس نجف اشرف میں مدفون تھا۔^[594]

بعض دوسری روایات بھی اسی نظریہ کی تائید کرتی ہیں، بلکہ بعض شیعہ کتابوں میں تو حضرت علی (ع) کی قبر مطہر کے پاس سر امام حسین (ع) کی زیارت بھی نقل ہوئی ہے۔^[595]

سر مقدس کو نجف منتقل کرنے کے حوالے سے امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ اہل بیت (ع) کے چاہنے والوں میں سے ایک شخص نے شام سے کسی نہ کسی طریقے سے یہ سر حاصل کیا اور حضرت علی (ع) کی قبر میں لا کر دفن کر دیا۔^[596]

لیکن اس نظریے پر اشکال یہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام کے دور تک تو حضرت علی (ع) کی قبر مبارک عام لوگوں سے مخفی تھی اور انھیں اس کا پتا نہیں تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ دمشق میں سر مقدس کے ایک مدت تک رکھے جانے کے بعد اسے کوفہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا گیا اور اس نے لوگوں کی شورش و بغاوت کے خوف سے حکم دیا کہ سر کو کوفہ سے باہر لے جا کر حضرت علی (ع) کی قبر کے پاس دفن کر دیا جائے۔^[597]

اس پر بھی وہی اشکال ہے کہ اس وقت تک عام لوگوں سے حضرت علی (ع) کی قبر مخفی تھی۔

3- کوفہ میں:

سبط ابن جوزی نے یہ نظریہ ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ عمرو ابن حریث مخزومی نے سر کو ابن زیاد سے لیا اور پھر اسے غسل و کفن دیا اور خوشبو لگانے کے بعد اپنے گھر میں دفن کر دیا۔ [598]

4- مدینہ میں:

ابن سعد کتاب طبقات کے مصنف نے یہ نظریہ قبول کیا ہے کہ یزید نے سر حاکم مدینہ عمرو ابن سعید کو بھیجا اور اس نے اسے کفن دینے بعد جنت البقیع میں امام حسین (ع) کی والدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی قبر کے پاس دفن کر دیا۔ [599]

بعض دوسرے اہل سنت علما جیسے خوارزمی نے کتاب مقتل الحسین میں اور ابن عماد جنلی نے شذرات الذهب میں بھی یہی نظریہ قبول کیا ہے۔ [600]

اس نظریے پر اہم اشکال یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی قبر تو معلوم نہیں تھی تو پھر اس کے ساتھ دفن کرنا کیسے ثابت ہوتا ہے۔

5- شام میں:

کہا جاسکتا ہے کہ اکثر اہل سنت کا یہی نظریہ ہے کہ سر مقدس شام میں مدفون ہے اور پھر اس نظریے کے قائلین میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے پانچ نظریات ذکر کیے گئے ہیں :

الف: دروازہ فرادیس کے پاس دفن ہوا بعد میں وہاں مسجد الراس تعمیر کی گئی۔

ب: جامع اموی کے پاس ایک باغ میں دفن ہے۔

ج: دار الامارہ میں دفن ہے۔

د: دمشق کے ایک قبرستان میں دفن ہے۔

ه: باب توما کے نزدیک دفن ہے۔ [601]

6- رقعہ میں:

نہر فرات کے کنارے ایک شہر ہے، جس کا نام رقعہ ہے، اس دور میں آل عثمان میں سے آل ابی محیط کے نام سے مشہور ایک قبیلہ وہاں آباد تھا، یزید نے سر مقدس ان کے پاس بھیجا اور انھوں نے اسے اپنے گھر کے اندر دفن کر دیا، بعد میں وہ گھر مسجد میں تبدیل کر دیا گیا۔ [602][603][604][605]

7- مصر (قاہرہ) میں:

نقل ہوا ہے کہ فاطمی حکمران جن کی حکومت مصر پر پوتھی صدی ہجری کے دوسرے نصف سے شروع ہوئی اور ساتویں صدی ہجری کے دوسرے نصف تک باقی رہی، یہ اسماعیلی فرقے سے تعلق رکھتے تھے، انھوں نے سر امام حسین علیہ السلام کو شام کے باب الفرادیس سے عسقلان منتقل کیا اور پھر عسقلان سے قاہرہ منتقل کیا اور وہاں دفن کر کے 500 سال بعد اس پر تاج الحسین کے نام سے مقبرہ تعمیر کیا۔ [606]

تبریزی نے عسقلان سے قاہرہ کی طرف سر مقدس کے انتقال کی تاریخ 548 ہجری لکھی ہے اور کہا ہے کہ جب سر مقدس عسقلان سے نکالا گیا تو دیکھا گیا کہ خون ابھی تک تازہ ہے اور خشک نہیں ہوا اور مشک و عنبر کی خوشبو سر سے پھوٹ رہی تھی۔ [607]

علامہ سید محسن امینی عسقلان سے مصر سر کے انتقال کا قول ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

سر مقدس کے دفن کی جگہ پر بہت بڑی بارگاہ بنائی گئی ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑی مسجد بھی بنائی گئی ہے۔ میں نے 1321 ہجری میں وہاں زیارت کی اور وہاں میں نے زائرین کی بڑی تعداد زیارت و گریہ کرتے ہوئے دیکھا، پھر آپ فرماتے ہیں کہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ سر عسقلان سے مصر منتقل ہوا ہے، لیکن آیا وہ امام حسین علیہ السلام کا سر تھا یا کسی اور کا، اس کے بارے یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ [608]

علامہ مجلسی نے بھی بعض مصریوں سے نقل کیا ہے، مصر میں مشہد الکریم کے نام سے بہت بڑی بارگاہ موجود ہے۔ [609]

خلاصہ:

ان تمام اقوال میں غور و تحقیق کرنے کے بعد واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ، پہلا قول یعنی سر مبارک کا امام حسین کے بدن مبارک کے ساتھ ملحق ہونا، اسی قول کو ائمہ معصومین (ع) نے بیان کیا ہے اور یہی قول شیعہ علما کے نزدیک مشہور، قابل اعتماد ہے اور خود انہی علما نے عملی سیرت میں بھی اس قول پر عمل کیا ہے۔ اسی وجہ سے یہی قول قابل اطمینان اور قابل قبول ہے اور مؤرخین کے اقوال کے مطابق، سر کا بدن کے ساتھ ملنا 20 صفر سن 61 ہجری کو واقع ہوا تھا۔ اور اسی بارے میں مشہور قول یہ ہے، امام زین العابدین (ع) کے ذریعے سے اپنے بابا کا مبارک سر، ان کے بدن مبارک کے ساتھ ملحق کیا گیا تھا۔

قول دوم (دفن سر شہر نجف میں) اگرچہ بعض روایات میں اس بات کا ذکر کیا گیا اور اسی وجہ سے حرم امیر المومنین علی (ع) میں امام حسین (ع) کی زیارت پڑھنے کے بارے میں بھی بہت تاکید کی گئی ہے، کیونکہ اس مضمون کی تمام روایات شیعہ فقہاء و علما کے پاس موجود تھیں، لیکن کسی نے بھی عملی طور پر ان روایات پر عمل نہیں کیا، اس لیے کہ ان روایات کی سند بھی مکمل طور پر صحیح و قابل اعتماد نہیں تھی اور ان روایات کے راوی بھی مشہور و معروف نہیں تھے۔ اس کے علاوہ سر کے دفن کرنے کے بارے میں ان تمام روایات کا معنی و مفہوم ایک دوسرے سے الگ الگ ہے، جیسے ان میں سے بعض روایات میں ہے کہ ذکوات کے مقام پر اور بعض دوسری روایات میں ہے کہ جوف کے مقام پر سر کے دفن کرنے کو بیان کرتی ہیں، اسی طرح ان روایات میں سے بعض جیسے رولت یونس ابن زلبیان کی امام صادق (ع) سے رولت میں ایک عجیب و غریب بات کو بیان کرنے کے علاوہ، امیر المومنین علی (ع) کی قبر کے پاس سر کے دفن ہونے کے بعد، اسی جگہ پر سر کے باقی رہنے پر دلالت نہیں کرتی، بلکہ اس رولت کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سر اس جگہ پر دفن ہونے کے بعد، کربلا کی طرف لے جایا گیا اور بدن کے ساتھ ملحق ہوا ہے، اسی وجہ سے شیعہ علما نے صرف سر کے کربلا بدن کے ساتھ ملحق ہونے والے قول کو قبول کیا اور اسی پر اعتماد بھی کیا ہے۔

لہذا اگرچہ قول اول کے بارے میں ائمہ معصومین (ع) سے کوئی روایت نقل نہیں ہوئی، لیکن پھر بھی واقعہ کربلا کے بعد سے لے کر اب تک اس قول نے خاصی شہرت پیدا کر لی ہے اور شیعہ علما نے بھی اسی قول پر اعتماد و عمل کیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہی پہلا قول گزشتہ صدیوں میں شیعہ کے اعتقادی اور تاریخی مسلم حقائق میں سے تھا، اتنا واضح تھا کہ حتیٰ اس زمانے میں ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی کہ اسی قول پر ائمہ معصومین (ع) کے اقوال سے یا معتبر تاریخی حقائق سے تائید لائی جائے۔ اس بنا پر گزشتہ مذکورہ 6 اقوال میں سے پہلا قول معتبر اور قابل قبول ہے۔

اسماعیل ازم میں حسین کا سر



دمشق کی اموی مسجد میں حسین کے سر کے لیے طاق

جنگ کربلا کے بعد، یزید اول کی افواج نے ایک نیزے پر حسین کا سر اٹھایا۔ وہ اسے کوفہ، پھر دمشق لے گئے تاکہ یزید کو پیش کیا جائے۔ اس کے بعد سر کو تقریباً دو سو بیس سال تک اموی مسجد کی داخلی دیوار کے ایک حصے میں دفن کیا گیا۔

جب عباسیوں نے امویوں سے اقتدار سنبھالا تو انھوں نے حسین کا سر بھی ضبط کر لیا۔ عباسی خلیفہ المعتز (متوفی 295/908) نے سر کی زیارت کو روکنے کے لیے کئی بار کوشش کی لیکن بیکار۔ آخر میں، اس نے خفیہ طور پر سر کو اسقلون منتقل کیا۔ فاطمی خلیفہ العزیز باللہ نے 985 میں بغداد میں اپنے ہم عصر کے ذریعے اس جگہ کا سراغ لگایا۔ [610]

ہبیروں میں ابراہیمی مسجد کے فاطمی منبر پر عربی کے ایک نوشتہ کے مطابق، فاطمی وزیر بدر الجمالی نے خلیفہ المستنصر باللہ کے تحت فلسطین فتح کیا اور سن 448 ھ میں حسین کا سر دریافت کیا۔ اس نے تدفین کے مقام پر منبر، ایک مسجد اور منشد تعمیر کیا۔ [611][489] مزار کو عسقلان کی سب سے عمدہ عمارت قرار دیا گیا تھا۔ [612] برطانوی مینڈیٹ کے دوران یہ ایک "پھاڑی کی چوٹی پر ایک بڑا مقام" تھا جس میں کوئی قبر نہیں تھی بلکہ اس ستون کا ٹکڑا تھا جس میں وہ جگہ دکھائی گئی تھی جہاں سر دفن کیا گیا تھا۔ [613] اسرائیلی دفاعی دستوں نے موٹے دایان کے ماتحت مشد نبی حسین کو جولائی 1950 میں ایک وسیع تر آپریشن کے حصے میں اڑا دیا۔ [614] سال 2000 کے لگ بھگ، ہندوستان سے تعلق رکھنے والے اسماعیلیوں نے برزیلانی میڈیکل سنٹر کی بنیاد پر، وہاں ایک سنگ مرمر کا پلیٹ فارم بنایا۔ [615][616][617] صرف 1153 (تقریباً 250 سالوں تک) سر عسقلان میں دفن رہا۔ صلیبیوں کے خوف سے، عسقلان کے حکمران سیف المملکہ تمیم 31 اگست 1153 (8 جمعہ الثانی، سنہ 548) کو سر کو قاہرہ لے گیا۔ [618][619]

نظریات اور آثار

امام حسینؑ کا مدینہ سے مکہ اور وہاں سے کوفہ کی جانب حرکت اور پھر کربلا میں لشکر عمر سعد سے جنگ کے بارے میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔ ایک نظریے کے مطابق یہ حرکت قیام اور جنگ کی عرض سے نہیں تھی بلکہ صرف جان کی حفاظت کی خاطر تھی۔ (شیخ علی پناہ اشتراوی کا نظریہ) [620] بعض کا کہنا ہے کہ آپ نے حکومت تشکیل دینے کے لیے قیام کیا ہے۔ گزشتہ علما میں سے سید مرتضیٰ [621] اور معاصرین میں صالحی نجف آبادی نے اپنی کتاب، شہید جاوید میں اس نظریے کو بیان کیا ہے۔ [622] جبکہ بعض اس نظریے کے مخالف ہیں جیسے؛ شیخ مفید، سید بن طاووس اور علامہ مجلسی۔ [623] امام حسین کے قیام نے بہت سارے گروہوں کو بیدار کیا اور آپ کی شہادت کے فوراً بعد ہی انقلابی اور اعتراض آمیز تحریکیں شروع ہوئیں اور کئی سالوں تک جاری رہیں۔ سب سے پہلے اعتراض عبداللہ بن عقیف [624] کا ابن زیاد سے ذکر لینا تھا۔ توابین، مختار ثقفی، زید بن علی اور یحییٰ بن زید کے قیام بھی انہی تحریکوں میں سے ہیں۔



عسقلان میں حسین کے سر کی سابقہ جگہ کا مقام



ببیرون میں مسجد ابراہیم کے منبر پر نوشتہ

اسی طرح ابو مسلم خراسانی نے قیام امام حسین کے تناظر میں قیام سیاہ جامگان کو یا لثارات الحسین کے شعار سے تشکیل دیا^[625] جس کے سبب اموی حکومت ناوود ہو گئی۔ ایران کا اسلامی انقلاب نے بھی امام حسین کے قیام سے الہام لیتے ہوئے شہنشاہیت کو ناوود کیا۔ امام حمینی فرماتے ہیں »اگر یہ وعظ و نصیحت کی مجالس اور عزاداری اور اس کے جلوسوں کا اجتماع نہ ہوتا تو ہمارا ملک کامیاب نہ ہوتا۔ امام حسین کے علم کے سائے تلے سب نے قیام کیا ہے۔«^[626]

بہت سے مسلمان اور غیر مسلمان لوگوں نے بھی امام حسین کو اپنے لیے فداکاری، ظلم کے خلاف ڈٹے، آزادی طلبی، اقدار کی حفاظت اور حق طلبی میں آئیڈیل قرار دیا ہے۔ سانچہ:مدرک

خصوصیات اور فضائل

مفضل مضمون: اصحاب کساء | مباہلہ | آیت تطہیر | حدیث ثقلین

ظاہری صفات

اکثر حدیث، تاریخی اور رجالی کتابوں میں امام حسین کی پیغمبر اکرم سے شہادت کا ذکر کیا ہے^[627] اور ایک روایت میں حضور اکرم سے سب سے زیادہ شہید فرد آپ کو جانا گیا ہے۔^[628] آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ خز کا عمامہ پہنتے تھے^[629] سر اور داڑھی کے بالوں پر خضاب لگاتے تھے۔^[630]

فائل:سید شباب.jpg

پیغمبر اکرم کی زبانی

حرم امام حسین کے ایک دروازے پر »سید شباب اہل الجنة« کی عبارت

آپ کی فضیلت میں پیغمبر اکرم کی بہت ساری روایت نقل ہوئی ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

- حسن اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔^[631]
- عرش کے دائیں جانب لکھا ہوا ہے حسین ہدایت کے چراغ اور نجات کی کشتی ہیں۔[^]
- حسین مجھ سے بے اور میں حسین سے ہوں۔^[632]
- جو میرے ان دو بیٹوں (حسن و حسین) کو چاہے گویا اس نے مجھے چاہا ہے جس نے ان دونوں سے دشمنی کی اس نے گویا مجھ سے دشمن کی ہے۔^[633]

مقام و منزلت

شیعہ اور سنی روایات کے مطابق حسین بن علی اصحاب کساء میں سے ایک تھے۔^[634] اور مباہلہ میں بھی آپ شریک تھے^[635] اور اپنے بھائی کے ساتھ آیہ مباہلہ میں »ابناءنا« کے مصداق ہیں۔^[636] اسی طرح آیہ تطہیر جو اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی اس میں بھی آپ شامل ہیں۔^[637]

امام حسن کی شہادت کے بعد اگرچہ بنی ہاشم والے عمر میں بہت سارے امام حسین سے بڑے تھے لیکن آپ سب سے شریف فرد تھے؛ یعقوبی کے نقل کے مطابق معاویہ نے حسن بن علی کی شہادت کے بعد ابن عباس سے کہا: اب اپنی قوم کے آپ بزرگ میں تو ابن عباس نے ان کے جواب میں کہا: جب تک حسین زندہ ہیں میں بزرگ نہیں ہوں۔^[638] اسی طرح بنی ہاشم کے بعض مشورے ہوئے ہیں جن میں حسین ابن علی کی نظر باقیوں پر فوقیت رکھتی تھی۔^[639]

نقل ہوا ہے کہ عمرو بن عاص بھی آپ کو زمین پر اہل آسمان کے نزدیک محبوب ترین فرد سمجھتا تھا۔^[640]

شہادت کی پیش گوئی

حسین ابن علی کی شہادت کی پیشگوئی کے بارے میں بہت ساری روایات موجود ہیں [641] جیسا کہ حدیث لوح میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسین کو شہادت کے لیے چنا ہے اور شہیدوں میں سب سے برتر قرار دیا ہے۔ [642] علامہ مجلسی نے بحارالانوار کی جلد نمبر 44 اور باب نمبر 30 میں ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حسین کی شہادت کی خبر بعض انبیاء کو دی ہے ان میں سے بعض پیغمبران یہ ہیں۔ آدم، نوح، ابراہیم، زکریا اور محمدؐ۔ اور یہ انبیاء آپ پر روئے ہیں۔ [643] اسی طرح امیرالمومنین صفین جاتے ہوئے جب کربلا پہنچے تو انگلی سے ایک جگہ دکھایا اور کہا: یہ ان کا خون بہنے کی جگہ ہے۔ [644]

کرامتیں

بعض روایات میں امام حسینؑ کے لیے بعض مخصوص خصوصیات ذکر کی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ آپ نے کرامت سے پیغمبر اکرمؐ کی انگلی سے دودھ پی لیا [645] اور بال و پر سوختہ ایک فرشتہ بنام فطرس آپ کی برکت سے نجات پائے اور اس کے بعد امام حسین کے زائروں کا سلام آپ تک سلام پہنچانے پر مامور ہوئے ہیں۔ [646] اسی طرح مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تربت حسینؑ میں شفا اور آپ کے حرم کے گنبد کے نیچے دعا مستجاب قرار دیا ہے۔ [647] انحصائص الحسینیہ نامی کتاب میں آپ کی بہت ساری خصوصیات ذکر ہوئی ہیں۔

اخلاقی خصوصیات

آپ مسکینوں کے ساتھ بیٹھے اور ان کی دعوت کو قبول کرتے اور ان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور انھیں اپنے گھر دعوت پر بلاتے تھے اور گھر پر جو ہوتا اس سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ [648] ایک دن کسی فقیر نے آپ سے مدد مانگی جبکہ امام نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے نماز کو مختصر کر دیا اور جو کچھ آپ کے پاس تھا اسے دے دیا۔ [649] آپ غلاموں اور کنیزوں کو اچھے کردار کی وجہ سے آزاد کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے معاویہ نے ایک کنیز کو بہت سارا مال اور فاخر لباس کے ساتھ آپ کو بدیہ بھیجا تو آپ نے قرآن کی بعض آیات کی تلاوت اور دینا و موت کے بارے میں بعض اشعار پڑھنے پر اسے آزاد کیا اور اس مال کو بھی اسے بخشا۔ [650] ایک دن کسی کنیز نے آپ کو پھول دئے تو آپ نے اسے آزاد کیا۔ کسی نے کہا ایک پھول کی وجہ سے اسے آزاد کیا؟ تو آپ نے آیہ شریفہ «و اذا حیئتم فحیوا بأحسن منها أو ردوہا» کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرح کا ادب سکھایا ہے۔ [651]

امام حسینؑ بہت سخی تھے اور سخاوت سے پہچانے جاتے تھے۔ [652] اور جب اللہ کی راہ میں کچھ عطا کرتے تھے تو اس میں بھی اپنے بھائی کے احترام کی خاطر ان سے کچھ کم دیتے تھے۔ [653] تاریخ میں نقل ہوا ہے کہ آپ نے 25 مرتبہ پیدل حج کیا ہے۔ [654]

عزاداری

شیعہ (اور کبھی غیر شیعہ) محرم کے مہینے جس کی دس تاریخ کو واقعہ کربلا رونما ہوا، امام حسینؑ اور شہدائے کربلا کے لیے عزاداری کرتے ہیں اس عزاداری کے لیے شیعوں کے اپنے خاص رسومات ہیں جن میں مجلس پڑھنا، سینہ زنی، تعزیر علم اور زیارت؛ جیسے زیارت عاشورا، زیارت وارث اور زیارت ناحیہ مقدسہ کو انفرادی یا گروہی صورت میں پڑھنا شامل ہیں۔ [655]

امام حسینؑ پر عزاداری عاشورا کے بعد ابتدائی دنوں میں شروع ہوئی۔ [656] ایک نقل کے مطابق جب اسرائیل کربلا شام میں پہنچے تو بنی ہاشم کی خواتین نے کالے کپڑے پہن کر چند دن عزاداری کی۔ [657] شیعہ حکومتیں آنے اور شیعوں سے دباؤ کم ہونے کے بعد عزاداری نے رسمی اور قانونی شکل اختیار کیا۔ [658]

بعض تاریخی اور حدیثی گزارشات کے مطابق شیعہ ائمہ نے عزاداری اور امام حسین کی شہادت پر رونے کا بہت اہتمام کرتے تھے اور شیعوں کو عزاداری اور عاشورا کو زندہ رکھنے کی تاکید کرتے تھے۔ [659] معصومین کی روایات میں امام حسینؑ کی زیارت کی بہت تاکید ہوئی ہے۔ [660] اور بعض روایات میں اسے حج اور عمرہ کے برابر قرار دیا ہے۔ [661]

اربعین حسینی

امام حسینؑ کی شہادت کے چالیس دن بعد کہ جسے اربعین حسینی یا روز اربعین کہا جاتا ہے اس دن بہت سارے شیعہ امام حسینؑ کے مزار کی زیارت کے لیے جاتے ہیں۔ اور تاریخ نقل کے مطابق جابر بن عبداللہ انصاری اس دن سب سے پہلے زائر کے عنوان سے [662] امام حسینؑ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ لہو ف میں منقول ہے کہ اسیران کربلا بھی اسی 61ھ کو شام سے مدینہ جاتے ہوئے اربعین کے دن شہدائے کربلا کی زیارت کے لیے کربلا گئے۔ [663]

زیارت اربعین کی تاکید کے سبب شیعہ خاص کر عراق کے شیعہ ہر سال ملک کے ہر کونے سے کربلا کی جانب روانہ ہوتے ہیں اور اکثر یہ سفر پیدل ہوتا ہے اور دنیا کی عظیم پیدل مارچ میں سے ایک ہے۔ اور 2017 کی اربعین کو نیوز رپورٹ کے مطابق تیرہ میلین زائرین نے شرکت کی ہے۔ [664]

سیرت پیامبر اسلام میں

پیغمبر اسلام کی حسین سے محبت کے بارے میں طرح طرح کی روایتیں ہیں، ان میں سب سے اہم بیان حسین کے چاہنے والوں کے لیے دعا کی صورت میں ہے۔ "ثقلین" سے متعلق روایات میں، حسین کو دوسرے ثقل کی مثال کے طور پر رکھا گیا ہے۔ حسنین سے متعلق روایتوں کے ایک اور گروپ میں، حسن کے ساتھ، "جنت کے نوجوانوں کا سردار" متعارف کرایا گیا ہے۔ پیغمبر کے ساتھ بیعت کرنے میں مومنین میں اس کے نام کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو حسنین کے جوان دور کو مد نظر رکھتے ہوئے، اپنے معاشرتی اور تاریخی مقام کو مستحکم کرنے میں نبی کے اہداف کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس مسئلے کو سمجھنا اس کے امامت کے بارے میں روایتوں کے مطابق ہر حال میں ممکن ہے، چاہے وہ قعود یا قیام ہو اور قیام میں پیغمبر اسلام کے ساتھ ان کی موجودگی ہے۔ ان روایات کے علاوہ، نبی کریم سے حسین کے بارے میں دو دیگر اقسام کی روایتیں ہیں: اول، سرزمین کربلا کے بارے میں روایتیں اور حسین سے اس کا رشتہ۔ اور دوسرا حسین نبی کی ہمت اور فراخ دلی کی پیشین گوئی کی میراث پر مبنی ایک نبی کی ایک روایت میں ایک تشریح ہے۔ [665]

بعد کے دنوں حسین کی قسمت کی خبر

ایسی روایتیں ہیں کہ جبیل نے محمد کو حسین کی ولادت کے وقت مطلع کیا تھا کہ اس کی امت حسین کو قتل کر دے گی اور امامت اس کی ہوگی اور محمد نے اپنے صحابہ کو بتایا تھا کہ حسین کو قتل کیا جائے ہے۔ محمد کے علاوہ علی اور حسن نے بھی یہی کہا تھا۔ خدا نے گزشتہ انبیاء کو حسین کے قتل سے بھی آگاہ کیا تھا۔ [666] علی کو یہ بھی معلوم تھا کہ کربلا میں حسین کو مارا جائے گا اور ایک بار جب وہ اس علاقے سے گزرا تو، وہ رک گیا اور محمد کی پیشگوئی کو یاد کرتے ہوئے پچھڑا اٹھا۔ اس نے کربلا کو آفت اور آفات سے تعبیر کیا۔ مقتول کربلا کسی حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ [667]

حسین کے بارے میں اسلامی مذاہب کے خیالات



زیادہ تر مسلمان حسین کی قدر کرتے ہیں۔ بنو امیہ کے واحد حامی وہ تھے جنہوں نے اس وقت کی دولت اسلامیہ کے خلاف بغاوت کی وجہ سے، انھیں "بعد انعقاد بیعت کا باغی" («بَاغِي بَعْدُ اِنْعِقَادِ الْبَيْعَةِ») کہا اور یزید کے ذریعہ اس کے قتل کو حقیر سمجھا۔ لیکن نہ صرف ان لوگوں نے جو بنو امیہ سے نفرت کرتے تھے فرقہ کی مخالفت کرتے تھے۔ لیکن یہاں تک کہ جن لوگوں نے "جان بوجھ کر عمل کیا" انھوں نے قاتلوں کو قبول نہیں کیا اور اسی کے ساتھ ہی اسلام میں خانہ جنگی کو روکنے کے لیے بھی، وہ حسین اور یزید کے تنازع میں غیر جانبدار حسین یا ان کے پیروکاروں کو مورد الزام ٹھہرانے سے باز آنے کے بہانے کی تلاش کر رہے ہیں اور یہ بھی اموی پرستاروں کے مخالف تھے مقدمہ حسین کا قتل تھا۔ لہذا، تقریباً تمام مسلمان حسین کی عزت کرتے ہیں کیونکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسہ ہے اور یہ عقیدہ ہے کہ اس نے حق کی راہ میں اپنی جان قربان کر دی۔ [668]

سنی خیالات

زمخشری، ابو نعیم اصفہانی، احمد ابن حنبل، ابن کثیر، فضل ابن روزبهان خنجی، ابو الحسن الاشعری، شہاب الدین آلوسی، اور بہت سارے دوسرے سنی علمائے کرام کے متعدد ماخذ حسین ابن علی سے پیغمبر اسلام کی محبت کے بارے میں بتاتے ہیں۔ وہ حسین اور اس کی شخصیت اور خوبیوں اور اس کی شخصیت، عبادت، ہمت اور عظمت کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں۔ وہ اس کی بغاوت کو ظلم و جبر کے خلاف بغاوت سمجھتے ہیں، وہ اس کے قاتلوں پر لعنت بھیجتے ہیں، وہ اسے مسلمان اور آزاد کے لیے نمونہ کہتے ہیں اور وہ اس کے سوگ میں شعر پڑھتے ہیں۔ [669]

سنیوں کا مثبت رویہ زیادہ تر ممکنہ طور پر ابو مخنف نے جمع کی ہوئی افسوسناک روایات کی وجہ سے کیا ہے، جن میں سے کچھ براہ راست یا مختصر دستاویزات کے ساتھ بیان ہوئے تھے، زیادہ تر کوفیوں سے تھے جنہوں نے حسین کے خلاف ان کے اقدامات پر نادم ہوئے تھے۔ کوفیوں کی یہ افسوس ناک داستانیں، جو ابو مخنف کے شیعہ رجحانات کی علامت تھیں، بعد کے مورخین کے ذریعہ استعمال ہونے والی روایات کا ماخذ بن گئیں اور پوری عالم اسلام میں پھیل گئیں۔ [670] رسول جعفریان کے مطابق جبر جو معاویہ کے ذریعے پوری امت مسلمہ میں پھیل گیا تھا، حسین کے اس اقدام کو سنیوں نے بدعنوانی کے خلاف کبھی بغاوت نہیں سمجھا اور صرف غیر قانونی بغاوت (بغاوت) کا علم تھا۔ [671]

شیعہ نظریہ

حسین کے بارے میں شیعہ نظریات کے سب سے اہم اجزاء، اثنا عشریوں، اسماعیلیوں اور زائریوں کے شیعہ مذاہب کے ذریعہ امامت پر اعتقاد کی وجہ سے حسین ایک امام ہیں۔ دوسرے ائمہ کی طرح، حسین بھی خدا اور لوگوں کے درمیان میں واسطہ ہیں۔ اس کے ذریعے (قَوَسَل) سے شیعوں کی رہنمائی اور ہدایت ہوتی ہے اور مشکلات سے آزاد ہوتے ہیں۔ [672] شیعہ روایات میں، محمد اور شیعہ ائمہ کی حدیثیں موجود ہیں کہ مزار حسین پر جانے کے لیے بہت سارے انعامات کا ذکر کیا گیا ہے۔ انھوں نے اس قبر کی مٹی کے لیے بہت سارے معجزات کا اظہار بھی کیا

ہے۔ [673] آل عبا کے پانچ ممبروں میں سے ایک، حسین کے پاس وہ تمام الٰہی انعامات بھی ہیں جو حسن مجتبیٰ میں موجود ہیں اور محمد کے نواسے کی حیثیت سے ان کا احترام کیا جاتا ہے۔ [674] انھوں نے کہا کہ 25 حج پیدل مدینہ سے مکہ مکرمہ تک کیے۔ ایک حدیث میں ہے جس میں کہا گیا ہے کہ خدا نے بدر کی جنگ میں محمد کی مدد کے لیے آئے ہوئے، 40,000 فرشتوں کی مدد سے یا تو قربانی دی یا فتح حاصل کرنے کے لیے حسین کو برکت دی۔ [675] اس حدیث سے اس کے عمل کی قدر بڑھتی ہے۔ کیوں کہ یہ حسین کے عمل کو رضاکارانہ طور پر ظاہر کرتا ہے اور اسی وجہ سے اس کو بہت زیادہ قدر ملتی ہے۔ [676] یہ 4,000 فرشتے قیامت تک حسین کے مقبرے کے لیے روئیں گے اور اس کے زائرین کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ [677]

عمادی حائری نے انسائیکلو پیڈیا آف اسلامک ورلڈ میں لکھا ہے کہ محمد کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ علی، حسن اور حسین اور حسین کے نو بیٹے امامت کے منصب پر فائز ہیں۔ ابن بابویہ نے اس حقیقت کی تشبیہ دی ہے کہ بعد کے شیعہ امام حسین کی اولاد تھے نہ کہ حسن کی اور اس کو بارون اور موسیٰ کے ماجرا سے تشبیہ دی ہے۔ عمادی حائری پھر حسین کی جانشینی سے متعلق حسن کی مرضی کا استعمال کرتا ہے اور محمد حنفیہ کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ شیعہ نقطہ نظر سے حسین کی امامت کو ثابت کرنے کے لیے حسین کی پیروی کرے۔ شیخ مفید کا خیال ہے کہ حسین کی امامت حسن کی وفات کے بعد قطعی تھی، لیکن حسین نے معاویہ کے زمانہ میں اپنی تقیہ کی وجہ سے اس کا انکشاف نہیں کیا، لیکن انھوں نے یزید کے زمانے میں اسے عام کر دیا۔ شیعہ نقطہ نظر سے، امامت کے لیے ایک بنیادی شرط دین کی تعلیمات کا مکمل علم ہے۔ عمادی حائری نے ایک رولت کا حوالہ دیا ہے جس میں علی نے حسین سے لوگوں کو تقریر کرنے کو کہا تاکہ بعد کے زمانے میں قریش علم کے بغیر اس سے مخاطب نہ ہوں۔ اس کے علاوہ، شیعہ نقطہ نظر سے امامت حسین کو ثابت کرنے کے لیے، عمادی حائری نے صحابہ کرام کے حسین کے علمی مقام کے بارے میں ان الفاظ کا حوالہ دیا اور اس سے فتویٰ طلب کیا۔ رولتوں نے حسن اور حسین دونوں کو کچھ کرامات اور معجزات کو قرار دیا ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کیا گیا ہے۔ [678]

ولیری کے بقول، شیعہ کی شان حسین کی تحلیل کی اساس ان کا شاندار مقدس اور اخلاقی عمل اور ان نیک نظریات ہیں جن کے لیے انھوں نے خود کو قربان کیا۔ اس عقیدے کے پیش نظر کہ ائمہ کو سب کچھ معلوم ہے جو تھا، ہے اور ہوگا اور ان کے علم میں وقت کے ساتھ اضافہ نہیں ہوتا ہے، اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ حسین اپنی اور اپنے ساتھیوں کی قسمت پہلے سے جانتے تھے۔ لہذا، اس نے اپنی آنے والی قربانی کے بارے میں اور بغیر کسی ہچکچاہٹ اور خدا کی مرضی سے بچنے کی کوشش کے بارے میں معلوم ہوکر، کوفہ کے لیے مکہ سے روانہ ہوئے۔ شیعہ منابع حسین کی قربانی کی وجہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے عظیم نانا محمد کے دین کو زندہ کرنے یا یزید طرف سے اس پر آنے والی تباہی سے بچانے کے لیے اپنی اور اپنے اموال کی قربانی دی۔ اس کے علاوہ، وہ یہ دکھانا چاہتے تھے کہ منافقانہ عمل شرمناک ہے اور وہ لوگوں کو یہ سکھانا چاہتے تھے کہ کسی فسق حکمران کے خلاف بغاوت ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ اس نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے لیے ایک نمونہ قائم کیا۔ ولیری کا ماننا ہے کہ یہ عقیدہ کہ حسین اپنے خون سے لوگوں کو گناہ سے آزاد کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ ان کی قربانی شیعہ ادب کے لیے دنیا کے لوگوں کے لیے آزادی کا پیغام ہے یا کم از کم اس کا انکشاف متن میں نہیں ہوا جس کی انھوں نے دیکھا۔ اس تصور نے بعد میں حالیہ تغزیر کی تقریبات یا اشعار میں دخل اندازی کی، کیوں کہ تصور سے موجودہ معنی میں یہ تبدیلی عیسائی فکر سے متاثر تھی۔ [679]

40ھ میں علی ابن ابی طالب کے قتل کے بعد نزاری اسماعیلیوں نے جو تمام شیعہ اول امام کے نام سے مشہور ہیں - ان کے بیٹے حسین کو امامت کا مطلق اور مکمل جانشین تسلیم کیا گیا ہے۔ تاہم، زیادہ تر شیعہ روایات میں، علی کے بڑے بیٹے، حسن، کو جانشین بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن نزاری ان کے کردار کو ایک امامت دار سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ حسین نے امامت سنبھالی۔ [680]

عقیدہ شیعہ میں حسین کے فضائل اور کرامات



راس الحسین دمشق کی اموی مسجد میں واقع ہے جہاں سر حسین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کربلا کی لڑائی کے دوران میں اپنے جسم سے الگ کر کے یزید کے محل میں منتقل کر دیا تھا۔ [681]

شیعہ قول میں حسین کے فضائل کے بارے میں روایتوں کا ایک گروپ حسین کی ولادت اور اس سے پہلے ہی سرشار ہے۔ اس بیانے کے سلسلے میں، جبرئیل نبی اسلام کے پاس آئے اور حسین کی پیدائش کی مبارکباد دی اور ان کی امت کے ہاتھوں بچے کے مارے جانے کی خبر دی اور نبی کریم کو کربلا کی کچھ مٹی لا کر دی جہاں نوزائیدہ بچے کو قتل کیا جانا تھا اور اس بچے کے قتل پر فرشتوں کے غم کا ذکر ہے۔ ایک اور بیان حسین اور کچھ فرشتوں جیسے رافیل کے بیان کا ہے جو کچھ روایات میں حسین کی موت کا خبر رساں ہے۔ حسین اور یحییٰ ابن زکریا کی کہانی اور قیامت میں ان کے قاتلوں کے مساوی مقام کے مابین روابط اور مماثلت کی وضاحت؛ اور حسین کے قاتلوں پر پہلی لعنت کرنے والے بھی ابراہیم، موسیٰ، داؤد اور عیسیٰ تھے۔ حسین کے لیے معجزات کا دوسرا مجموعہ جس کا ذکر رافیل نامی فرشتوں کے لٹے ہوئے پروں کی شفا ہے جو پیدائش کے آغاز میں حسین کو چھو کر ہوا تھا۔ یہ دواؤں کے بغیر اور وقار کے ساتھ کچھ بیماریوں کا علاج بھی کرتا ہے۔ روایات کا تیسرا گروہ شہادت حسین کے بعد معجزات سے متعلق ہے، جیسے عاشورہ کے دن آسمان کا خونی رنگ اور راکھ اور خون کی بارش اور سورج کا چاند گرہن۔ زمین، سمندر، آسمان، فرشتوں اور جنات پر تمام مخلوقات کا سایہ۔ اور ہر پتھر کے نیچے سے خون بہتا ہے۔ [682]

لورا اور چا ولیری کے مطابق، حسین کے بارے میں تین طرح کے اعتقادات ہیں: وہ جن میں کائناتی عنصر غالب ہے اور جس میں "نور" ایک اہم کردار ادا کرتا ہے، وہ لوگ جن میں ایک آخر زمانی کردار ہے اور وہ لوگ جن میں حسین کا ایک تاریخی کردار ہے جو محققین کے لیے شناخت شدہ ہے لیکن معجزوں کی روشنی میں ہے جو اسے ایک ماورائے درجہ تک بلند کرتا ہے۔

ولیری کے مطابق، پہلے گروہ میں، جو مافوق الفطرت عقائد کے اثر و رسوخ کا نتیجہ ہے، جو اسلام سے کہیں زیادہ قدیم ہے اور شیعہ غلات کے ذریعہ تیار ہوا ہے، دیگر اہل بیت کے سلسلے میں حسین کی ایک کارکردگی ہے اور وہ اپنے بھائی حسن کے بالکل برابر ہے۔ [683]

شروع سے ہی حسین کے بارے میں کہانیاں ان کے منصب شیعہ امام کی حیثیت سے متاثر ہوئی تھیں اور پودہ معصوموں میں سے ایک جھٹیں شیعہ کائنات میں ایک مافوق طبیعت عطا کیا گیا ہے۔ بہت ساری کہانیاں حسین کے خون اور اس کے سر قلم کے بات کرنے کے معجزات سے بہت متاثر ہوئی ہیں۔ ایک ایسے قسب کی گفتگو بھی شامل ہے جو یزید کے دربار کے بازرگوں میں بازنطینی قسب تھانے اس جگہ تعزیر کیا۔ حسین سے متعلق کہانیاں اور علامتیں اسلام سے پہلے کی ثقافت کے موضوعات جیسے سیاوش کا خون اور اس کا انتقام سے متاثر ہیں۔ لیلہ شہدا کے خون اور تکلیف کے نمائندے اور ہیرو گھوڑے کے نمایاں کردار کے طور پر۔ اس کے علاوہ، ایک آسمانی فطرت ہے جو حسین، کے برعکس میں، ان کے قاتلوں راکشوں اور جانوروں کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آخر زمان بدلہ میں ان کی اولاد کو عذاب دیں گے۔ سامعین، خاص طور پر حسین کی ولادت سے متعلق کہانیاں، اس کے اور اس کے بھائی حسن کے المناک انجام اور اس کے قتل اور اس کے بعد کے معجزے، بہت جذباتی ہیں۔ حسین کے بارے میں احادیث کثرت سے شائع ہوتی تھیں اور محمد باقر مجلسی نے انھیں اپنی کتاب بحارنوار میں جمع کیا ہے۔ [684]

زیارت اور عزادری حسین

زیارات برائے حسین

شیعوں کے پانچویں امام محمد باقر سے رولیت ہے کہ انھوں نے علقمہ بن محمد کو کربلا کی علامتی زیارت کرنے کا طریقہ سکھایا۔ اس حکمت کے مطابق، محمد باقر نے اسے عاشورہ کے دن کربلا کے سامنے کھڑے ہونے اور "عاشورہ کی زیارت" پڑھنے اور اہل خانہ اور دوستوں کو مدعو کر کے سوگ کی تقریب کا درس دیا۔ اس تقریب کے انعقاد کے طریقہ کا حکم کچھ اس طرح ہے کہ وہ اس سوگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اس زیارت کے پڑھنے والوں کے لیے کربلا کے مقتول اور کربلا جانے والے مومنین جیسے انعامات بیان ہوئے ہیں۔ اس زیارت کو دعا کے طور پر بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس کا ذکر مفاتیح الجنان میں بھی ہے۔ اس زیارت کے لیے خصوصی فوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس لیے، روزانہ کی دعا کے طور پر اس کی تلاوت کی سفارش کی جاتی ہے۔ [685] "زیارت وارث" حسین بن علی کے لیے ایک اور زیارت ہے، جسے امام جعفر صادق نے رولیت کیا ہے۔ اس زیارت میں، حسین ابن علی آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد، علی ابن ابی طالب، فاطمہ زہرا اور خدیجہ کے وارث ہیں۔ [686] اس سلسلے میں تیسری زیارت "اربعین زیارت" ہے، جس کی تجویز کی جاتی ہے کہ بقیہ صفر کو سنا جائے، یہ عاشورہ کے بعد چالیسواں دن کے برابر ہے۔ ایک حدیث میں، حسن عسکری "اربعین زیارت" پڑھنے کو مومن کی پانچ نشانیوں میں سے ایک مانتے ہیں۔ "اربعین زیارت" صفوان جمال کی روایتی کتب میں امام جعفر صادق نے بیان کیا ہے اور «السلام علی و علی و خدیجہ» کے جملے سے شروع کیا ہے۔ "اربعین زیارت" کا دوسرا متن «السلام علیکم یا آل اللہ» کے فقرے سے شروع ہوتا ہے اور اسے اربعین میں جابر ابن عبد اللہ انصاری نے رولیت کیا ہے۔ اس زیارت کے متن کا ذکر دعائی کتابوں میں رجب کے وسط میں حسین ابن علی کی زیارت کے طور پر ہے۔ [687]

سوگوازی محرم

عاشورہ کے فوراً بعد ہی حسین کے پہلے زائرین نے ان کی شہادت کی یاد میں ایک عوامی تقریب کا انعقاد کیا۔ [688] پانچویں اور چھٹے شیعہ ائمہ، محمد باقر اور جعفر صادق، کے زمانے میں، کربلا ایک اہم مقام زیارت بن گیا تھا۔ [689] چوتھی صدی ہجری کے آغاز تک، شیعوں کی خصوصیات میں حسین ابن علی کے لیے سوگ پچھے اور تقیہ کے اصول کے مطابق منع کیا گیا۔ لیکن عاشورہ کے لیے عوامی سوگ ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک رہا ہے۔ معز الدولہ الدہلی نے آل بویہ کے دور میں بغداد میں عاشورہ منایا۔ عظیم اسلامی انسائیکلو پیڈیا کے مطابق، آل بویہ کے خاتمے کے بعد، عاشورہ واقعہ پر تیمور جیسے سنی حکمرانوں کے غیر سخت نظریے کے باوجود، اہل تشیع کے خلاف حکومتوں کی مخالفت کی وجہ سے سوگ اب بھی کم و بیش خفیہ طور پر رکھا گیا تھا۔ تاہم، تیموری حکومت کے دوران میں، خاص طور پر ماوراء النہر میں، عاشورا کے لیے سوگ کا میدان تیار کیا گیا تھا۔ محرم کا سوگ صفویوں کے رجحان شیعہ اور ایران میں اور خاص طور پر محرم اور صفر کے مہینوں تک پھیل گیا۔ [690]

عراق میں - کربلا کی زیارت کے علاوہ، یہ رسمیں ایران میں رومنا ہونے والی روایات سے ملتی جلتی ہیں، لیکن اس میں کوئی نمائشی کارکردگی نہیں ہے۔ لبنان میں، تعزیر ایرانی رولیت کے زیر اثر انجام دیے جاتے ہیں۔ اٹھارہویں صدی کے آخر میں وسطی ایشیاء میں محرم کی سوگ کی رسمیں ترکمانستان، فرغانہ اور بخارا معاشرہ میں ایرانی عناصر کے اثر و رسوخ کے ذریعے متعارف کروائی گئیں۔ جنوبی قفقاز کی غایتوں میں، صفوی دور میں خود کو نقصان پہنچانے کی خصوصیت کو برقرار رکھا۔ اور 1917 میں سوویت انقلاب کے وقت تک، شدید جذبات کا کھل کر اظہار کیا جاسکتا تھا۔ عثمانی اور کورستان کے علاقوں میں محرم کی تقریبات صوفیانہ رسوم سے وابستہ تھیں۔ قزلباش، بیکتاش نیٹ ورک نے مشترکہ طور پر اماموں کے ساتھ زبردست عقیدت پیش کیا ہے، جس پر خصوصی طور پر حسین کا خصوصی سوگ منایا جاتا رہا ہے۔ روزہ رکھنے کے علاوہ، بیکتاشی اپنے مذہبی رسومات کو محمد فضولی کی حدیث کی تلاوت کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ نصیریہ نے بھی، عیسیٰ کے مصلوب ہونے کی کہانی کی طرح، یقین کیا کہ واقعی حسین کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ لہذا، وہ عاشورا کو خوشی مناتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں، اگرچہ مقامی روایات نے وقت کے ساتھ متعلقہ عقائد اور رسومات کو متاثر کیا ہے، لیکن اردو، ہندی، سندھی جیسی دیسی زبانوں میں مرثیہ ادب کو بڑے پیمانے پر ایرانی صوفی رولیت نے متاثر کیا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ تعزیر (تاہوت) کے ساتھ عوامی تحریکیں - جو حسین کے مقبرے کا ایک نمونہ ہے - اس کے خاص پہلو ہیں۔ [691] بیشتر اہم افراد کو امام بارہ میں رکھا جاتا ہے اور تقریب کے اختتام پر انھیں "مقامی کربلا" نامی جگہوں پر دفن کیا جاتا ہے۔ انیسویں صدی کے وسط تک، یہ محرم رسومات ہندوستانی تانکین وطن کے ذریعہ ترینڈ اور لوہاگو جزیروں، کیڑہیں جزیروں میں پھیل چکے تھے۔ [692] 1947 میں قیام پاکستان کے بعد سے، محرم کی رسومات سے غیر ملکی اثر و رسوخ کو دور کرنے اور شدید نقصان کو بحال کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ [693]

فن اور ادب میں حسین

ادب

فارسی شاعری اور نثر میں حسین ابن علی یا ان کے مشہور عرفی نام، "ابا عبد اللہ" اور ان کے کچھ لقب، جیسے کریمہ کے مظلوم، سید الشہداء، سالار شہیدان، سرور آزادگان و شاہ تشنہ لبان یا اس کے ہمراہ یا مخالف خط جیسے کریمہ، عاشورا، شہر اور یزید کا نمایاں حصہ ہے۔ اس ضمن میں نحو کے اعمال کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: تاریخی عبارتیں اور صوفیانہ اور ادبی عبارت۔ جس میں پہلی قسم، میں، اس طرح کے طور پر کی طرف سے کام کرتا ہے تاریخی اہمیت حاصل ہے کہ عاشورہ واقعہ کی رپورٹ کے مطابق، وہاں ہیں مسعودی، بیہقی، بیرونی، ناصر خسرو، راوندی اور حمد اللہ مستوفی بھی ادبی اہمیت کی حامل ہے۔ حسین ابن علی اور ان کے ساتھیوں کی خوبیوں کے ادبی اظہار کی وجہ سے، نثر نگاروں کا دوسرا زمرہ شاعری کے زیادہ قریب ہے اور اسے فلسفیانہ نقطہ نظر سے نثر گوئی بھی سمجھا جاتا ہے۔ علی تجویری کی کشف المحجوب، رشید الدین بیہقی کی کشف الأسرار و عذۃ الأبرار، ابوالقاسم قشیری، عطار کی تذکرۃ الاولیاء کے نثری کام، رومی کی فیہ ما فیہ، افلاکی، اسیری لایبھی، حمید الدین بلخی، ہما الدین البغدادی، طوسی اور بہارستان جامی شاعری کام ہیں۔ [694] روز واقعہ بہرام بیضایی معاصر فارسی نثر کا سب سے اہم کام کی بنیاد پر، سمجھا جاتا ہے اسی کے نام سے فلم بھی بنائی گئی۔ [695]

حسین ابن علی اور کریمہ کے بارے میں شاعری کے شعبے میں ہونے والے ادبی کاموں کو بھی دو زمروں میں درجہ بندی کیا جا سکتا ہے: ابتدائی دور اور آخری دور تک۔ پہلا دور، جب غیر شیعہ حکومتوں نے ایران پر حکمرانی کی، چوتھی صدی ہجری میں اسی وقت شروع ہوئی جس کے ساتھ ہی درمی شاعری کے پھیلاؤ کا آغاز ہوا اور دسویں صدی ہجری تک اور صفوی حکومت کے قیام تک جاری رہا۔ اس عرصے کے دوران میں، تمام یا بیشتر شیعہ اور سنی شاعروں نے حسین بن علی اور عاشورا کے ساتھ کسی نہ کسی طرح معاملات طے کیے۔ کسائی مروزی اس دور کا پہلا شاعر ہے جس نے نوہ لکھا ہے۔ اس کے بعد، قوامی رازی، سنائی، عطار، رومی، سیف فرغانی، جامی، خاقانی، کمال الدین اسماعیل اصفہانی، سید حسن غزنوی، سعدی، خواجہ کرمانی، سلمان ساوجی، حسن کاشانی و ابن صام خسفی نے لکھا ہے حسین بن علی اور کریمہ کے بارے میں نظمیں۔ دوسرے ادوار میں، صفوی حکمرانی کے آغاز کے ساتھ ہی اور ایران میں شیعہ مذہب کو باقاعدہ بنانے کے ساتھ ہی، مذہبی اور عاشورا کی نظمیں فروغ پزیر ہو گئیں۔ مختتم کاشانی، صائب تبریزی، شہیار اس میدان میں ممتاز شاعر ہیں۔ اس عرصے کے دوران میں، کچھ شعرا نے عاشورا کی گزارش شاعری کو چھوڑا ہے، جسے دو قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: تاریخی اور صوفیانہ۔ بیشتر مورخین نے عاشورا کو تاریخی نقطہ نظر سے دیکھا ہے۔ صباچی بیدگی، عبدالرزاق لایبھی، فیض کاشانی، تجویری یزدی، محمد تقی ہمار، جلال الدین ہمانی اور امیری فیروزکوبی ہیں ان کے درمیان میں ہیں۔ دوسرے گروہ یا عرفان عاشورا کے بارے میں ایک صوفیانہ نظریہ رکھتے تھے۔ صافی علیشاہ، عثمان سامانی، ملا احمد نراقی، بیدل دہلوی اور اقبال لاہوری اور ہوشنگ اس گروپ سے ہیں۔ [696]

حسین ابن علی کی بغاوت اور عاشورہ کے واقعہ کے آغاز سے ہی عربی شاعروں نے اپنی تصنیف میں کہا کہ اموی اور عباسی دور کے سیاسی حالات کی وجہ سے ان میں سے بہت سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا یا دھمکی دی گئی اور ہراساں کیا گیا۔ عبید اللہ بن حرثی - حسین بن علی کی مدد کے لیے اس سے پوچھا۔ ان کو مد نظر رکھتے ہوئے افسوس کرنے والے پہلے شخص سے مرثیہ پڑھا، عقبہ بن عمرو سہمی، کمینت آسادی، سید اسماعیل حمیری، دغبلہ خزاعی، منصور نری، عبدی کوئی اور بہت سے دیگر شعرا وہ لوگ ہیں جنہوں نے اموی اور عباسیوں کے اس سیاسی محاصرے میں اور اس میدان میں موت کے خطرات کے ساتھ ہی شاعری لکھی ہے۔ ان میں سے ایک ذف اڑدیے جو قوانین بغاوت میں مارا گیا تھا اور مجھے اس کا ان کی نظموں میں افسوس ہے۔ ڈوبک ایجن، صنوبری، کشاجم، ابو فراس، ابن ہانی، عباسی دور میں شاعری مشتمل ہیں جو دوسرے شاعر۔ شیعہ ریاستوں کے قیام سے عرب سرزمینوں میں نسبتاً آزادی کے قیام اور حسین ابن علی کی خون ریزی جیسے معاملات کے اظہار کے لیے مزید بنیادیں فراہم کرنے کا باعث بنی۔ منصور ابن بسام بغدادی، ناشی صغیر، سید رضی، شریف مرتضیٰ، مابیار دہلی اور ابو الغلا معری نے اس دور میں نظمیں لکھیں۔ عباسی خلافت کے دوسرے نصف حصے میں، عاشورا اشعار آنسوؤں اور مزاحمت سے دور ہو گئے، خونریزی اور جدوجہد کے لیے تیار ہو گئے، لیکن اسی دوران میں، فاطمی خلافت کے دوران میں مغرب میں حسین بن علی کے خون کے بدلے میں شدت آگئی۔ عمارہ الیمینی ان شعرا میں سے ایک ہیں۔ نویں صدی ہجری کو ساتویں سے، کریمہ کا ارتکاب کرنے والوں کی جھوٹ کو آہستہ آہستہ ان سے اور الہامی اہل میں تبدیل کر دیا اور سنی شاعر بھی میدان میں داخل ہوئے۔ ابن سناء الملک، ابن وردی شافعی اور حسن مخزومی اسی گروہ سے ہیں۔ دسویں صدی سے لے کر تیرہویں صدی ہجری کے آخر تک، عربی شاعری کی تقلید مقبول ہوئی اور بہت سے فقہا اور اسکالرز جو ادب میں ماہر نہیں تھے، اس میدان میں داخل ہوئے۔ قتل کی خبریں پڑ گئی اور عاشورا کے پیغامات فراموش ہو گئے۔ تاہم، اس زمانے میں ملا کاظم آذری، سید محمد مہدی بحر العلوم، ہاشم الکعبی، سید حیدر حلی اور محمد نصر جیسے لوگوں کی مہاکاوی اور جذباتی نظمیں ہیں۔ آج کل، عاشورا کی شاعری عروج پر ہے اور بہت سارے شیعہ، سنی اور حتیٰ کہ عیسائی شاعروں نے حسین بن علی اور عاشورہ کے ایونٹ کے سوگ میں نظمیں لکھی ہیں۔ جیسے محسن ابوالخبت، عبدالحسین جواہر، مہدی آغرجی، زکی الحاسنی، عبدالحکیم الفرسطوسی، پولس سلامتہ، سعید الغسلی، عبداللہ الغلانی [697] عصری شاعری میں، حسین ابن علی کی خصوصیات جیسے قیادت، جرات، ظلم و جبر، ایمان، رونے اور ان کے جدوجہد کے ماڈل پر غور کیا گیا ہے۔ اس دور کے شاعروں میں محمد السماوی، محمد کامل عالی، مصطفیٰ جمال الدین، عبدالقادر التاھری، ادوار مرقص، ہادی کاشف الطاء، احمد دجور، یحییٰ عبدالامیر الشامی، آدونیس، مظفر ثواب، قاسم حجاز، عبدالرحمن شرفاوی، محمد عقیفی، نزار قیاتی، آمل دلقل، جواد جمیل و بدر شاکر سیاب کا نام لیا جا سکتا ہے۔ [698][699]

تعزیه حسن اور حسین [یادداشت 4] یوس پال کا 19 ویں صدی کا انگریزی ادب کا آثار ہے جس نے حسین اور اس کے بھائی کی زندگی کو بیان کیا ہے۔ [700]

ترک زبان کے شاعروں میں، جنہوں نے حسین بن علی کے سوگ میں نظمیں تخلیق کیں، ہم بیضای اردبیلی و عباسقلی بیجووی و رحیم منزوی اردبیلی اور عاصم کفاش کا نام لے سکتے ہیں۔ [701]

بصری کام



1330 میں حسین قوللر آغاشی کے ذریعہ کافی ہاؤس پینٹنگ کے انداز میں سانحہ کربلا کا مشہور پردہ

بصری اور پرفارمنگ آرٹس کے میدان میں، حسین بن علی اور عاشورا کے واقعہ پر کافی توجہ ملی ہے۔ کافی ہاؤس پینٹنگ میں عاشورا ایک مرکزی موضوع ہے جو صفویہ دور سے چلا آ رہا ہے اور اس کا عروج فجر عہد میں ظاہر ہوا تھا۔ [702] یہ کام آرکیٹیکچر اور ٹائلنگ عمارتوں میں بھی ظاہر ہیں۔ [703] متعدد خطاطی کے کام بھی ادنی کاموں کے مطابق تخلیق کیے گئے ہیں جیسے محتاش بینڈ کی تشکیل۔ [704] بصری فنون اور مصوری کے میدان میں سب سے مشہور کام، محمود فرشیان کی تصنیف عاشورہ دور کی مصوری ہے۔ [705] نقاشی کا فن آرٹ کا ایک اور شعبہ ہے جو شیعہ مذہبی شخصیات جیسے حسین ابن علی اور عباس ابن علی سے متاثر ہے۔ [706] اگرچہ یہ شیعہ مشہور اعتقادات کے ساتھ ساتھ مصوروں کے ذاتی ذوق اور معاشرے کی ضروریات سے بھی متاثر ہیں، وہ اس سلسلے میں نقل کی گئی روایات سے بھی متاثر ہیں۔ [707] شیعہ فقہاء کے مطابق، کسی صحیح دستاویز کی کمی کے باوجود ان مجسموں اور شیبیس کی بے حرمتی کرنا جائز نہیں ہے۔ [708]

نمائشی کام



ایک تعزیه کا ایک نمائشی منظر

تعزیه مذہبی کارکردگی کا ایک طریقہ ہے جو آہستہ آہستہ حسین بن علی کے سوگ کے سلسلے میں ایران کے شیعوں کے درمیان میں تشکیل پایا گیا ہے۔ یہ طریقہ ابتدائی طور پر سوگوار تقابیب میں حسین خاندان کے لیے ایک قسم کی نقالی تھا اور پھر ایک طرح کا آزادانہ کھیل بن گیا۔ اس طرز کے کھیل کی پہلی مصدقہ اطلاعات صفوی دور سے متعلق ہیں۔ اس عرصہ کے اختتام کے بعد، تعزیه وہی ہو گیا جو آج کل ہے۔ [709]

بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری میں، سوگ پھیل گیا اور تعزیه اور شعیہ سازی پروان چڑھی، [710] جو روضۃ الشهداء کے ثقافتی موجودہ کا نتیجہ تھا اور قاجار حکومت کی پالیسیوں سے متاثر تھا۔ [711]

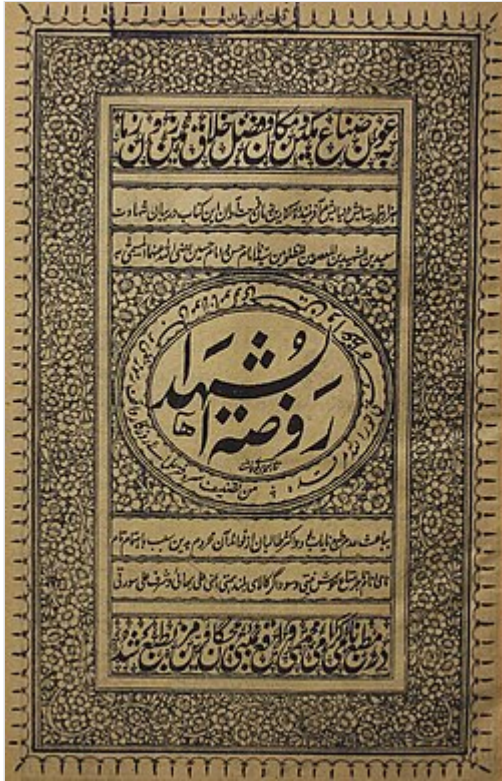
کتابیات

محمد اسفندیاری کی حسین ابن علی کی کتابیات پر ایک مطالعہ میں، اس سلسلے میں کتابیات کی تصنیف کی گئی ہے اور حسین ابن علی پر چالیس کتابیات حاصل کی گئی ہیں۔ ان کتابیات میں کتاب یا مضمون کا ایک حصہ یا کوئی حصہ شامل ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کتابیات میں سائنسی طریقہ کار کی کمی ہے اور اس میں کوتاہیاں ہیں۔ ان میں سے سب سے مکمل ہماری لغت کی کتاب، کتاب مُعْجَم ما کُتِبَ عَنِ الرَّسُولِ وَ أَهْلِ بَيْتِ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ اثر عبدُ الجبارِ الرَّفَاعی کا ایک حصہ ہے، جس میں 3215 کتابیں اور مضامین کا تعارف شامل ہے۔ [712] محمد حسین صادقپور نے اسفندیاری کی تحقیق میں 15 دیگر کتابیات شامل کی ہیں۔ [713]

سیرت

پہلی صدی ہجری میں حسین ابن علی کی زندگی کا بیان دیگر اہل بیت سے ملتا جلتا تھا۔ ان میں سے کچھ کام حسین بن علی کے لیے وقف ہیں۔ دوسروں نے اس کی سوانح حیات دوسرے شیعہ رہنماؤں اور عمائدین کے ساتھ شیعہ کی ہے۔ محمد بن علی ابن حمزہ علوی (متوفی) کی مقاتلُ الطَّالِبِیْن بھی شامل ہے۔ 287ھ۔ ق)، مقاتلُ الطَّالِبِیْن از ابو الفراج اصفہانی (م۔ 289ھ۔ ق) و الْمَبِیَّصَة بحوالہ ابو العباس ابن عمار صغانی (م۔ 319ھ۔ ق)۔ اس کے بعد، مذہبی اور مذہبی نقطہ نظر کے ساتھ سیرت مقبول ہوئی۔ قاضی نعمان (متوفی) کی شَرْحُ الْأَخْبَار کی طرح 363ھ۔)) اسماعیلی فقہ، تَحْفُ الْعُقُول تصنیف ابن شعبہ حارانی (وفات 413ھ۔ ق)، الارشاد از شیخ مفید (متوفی 413ھ۔ ق) دینی امور شیعہ پر توجہ مرکوز کے ساتھ، نُزْهَةُ النَّاطِلِ اثر حلوانی (پانچویں صدی عیسوی)، فَرَايِدُ السِّمَاطِیْن از امام الحرمین جوینی (م: 478ھ۔ ق) اشعری کی، الاحتجاج از احمد طبرسی مباحثے اور مباحثوں، پر توجہ مرکوز اَنْزَاخ و اَنْزَاخ از قطب الدین راوندی (متوفی 573ھ۔ ق)، مناقب آل ابی طالب از ابن شہر آشوب (متوفی: 588ھ۔ ق) فضائل و کرامات پر، کَشْفُ الْعُمَّة فی مَعْرِقَةِ الْأَیْمَةِ از ابن عیسیٰ اربیلی (م: 692ھ۔ ق)، الْأَمَّةُ الْإِثْنِیْ عَشْر از ابن طولون (د۔ 953ھ۔) حنفی فقیہ اور سُبُلُ الْهَدٰی از محمد بن یوسف صالحی شامی (دسویں صدی ہجری)۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حسین ابن علی کی سوانح حیات کے لیے ایک تفصیلی حصہ پیش کیا ہے۔ [714] شیخ مفید نے اپنی کتاب الارشاد کا ایک بہت بڑا حصہ حسین بن علی کی زندگی اور قتل کے لیے وقف کیا ہے اور میتھیو پیرس کے مطابق اس سے مذہبی رہنماؤں کے لیے کتاب ال ارشاد کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ [715]

قتل، قبر اور سوگ



کتاب روضۃ الشہداء کے سرورق کی تصویر۔ یہ کتاب حسین واعظ کاشفی کا سن 908 ھ میں لکھا گیا ایک مقتل ہے۔ کو لکھا گیا تھا اور اس میں بیشتر حسین حسین بن علی کی کہانی اور واقعہ کربلا سے متعلق ہے۔

کتاب مقتل کی تحریر جاری رہی۔ یعقوبی اور طبرانی نے واقعہ کربلا بیان کیا ہے اور ابو اسحاق فہرندی (م: 269 ھ- ق)، ابراہیم بن محمد ثقفی (وفات: 283 ھ-) اور محمد غلابی (م: 298 ھ) نے بھی، مثال کے طور پر، اس نقطہ نظر کے ساتھ مقتل لکھا تھا۔ [719]

چوتھی صدی میں، اطلاعات تک آسانی سے رسائی اور مذہبی اور نظریاتی رجحانات کی بڑھ جانے کی وجہ سے، مقتل نویسی اخباری نے حسین ابن علی کی وفات کے بارے میں نظریاتی مباحثے کا اظہار کرنے کی وجہ سے شیخ صدوق (م: 381 ھ ق) کے فضائل اثر کی مثال دی۔ اس مدت کے دوران، ابا عبد اللہ امام حسین کی قبر حقدار ماتم کی فضیلت کے بارے میں لکھا گیا تھا روتے ہوئے اور کام پر جاکر حسین کی قبر؛ جیسے عبید اللہ ابن ابی یزید عنبری (متوفی: 356 ھ ق) کے کام، محمد بن عباس غزری و ابو الفضل شیبانی (م: 387 ھ ق)۔ اس زمرے کا سب سے مشہور کام کامل الزیارات تحریر ابن قلوبیہ (م: 369 ھ ق) ہے۔ یہاں تک کہ غیر شیعہ میں، ابو اسحاق اسفراینی (متوفی: 418 ھ س) نے اس مسئلے سے نمٹا ہے۔ [720]

اگلی صدیوں میں، اس میدان کے کام چوتھی صدی کی تحریروں سے متاثر ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل صدیوں کے کاموں میں، مقتل الحسین از موفق ابن احمد خوارزمی (متوفی: 568 ھ- س) وہ حنفیہ میں سے ہے جو شیعہ کو پسند کرتا ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں سید ابن طاووس (متوفی) کی مشہور کتاب لوحوف۔ 664 ھ- س) یہ حسین ابن علی پر سوگ کے نقطہ نظر کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اسی اثنا میں، سنیوں نے حسین ابن علی پر ماتم کرتے ہوئے دُرُز السِّمَط فی خَبَر السِّبْط جیسے کام بھی لکھے۔ [721] ساتویں صدی ہجری میں، قتل کی وضاحت میں من گھڑت اور رواؤی داستانوں کو شامل کیا گیا۔ ابن کثیر نے ان مبالغہ آمیز اور من گھڑت روایات کی شدید مذمت کی۔ [722]

نویں اور دسویں صدی ہجری میں، مذہبی مجلسوں میں فارسی لکھنے کو فروغ ملا اور صفویوں کے قیام نے اس کو تیز تر کر دیا۔ اس دور کے کاموں میں، روضۃ الشہداء بزرگ حسین واعظ کاشفی (متوفی: 910 ھ) یہ تیموری دور کے آخر میں حسین بن علی کی سوگ کی تقریبات کے لیے لکھا گیا تھا اور اس کے مندرجات کے پاس کوئی دستاویز نہیں ہے۔ یہ کام سننے والوں کے جذبات کو ابھارنے اور پروان چڑھانے کے لیے لکھا گیا ہے اور فارسی میں سوگ کا ایک اہم مقام سمجھا جاتا ہے۔ اس کام نے فارسی ادب میں ایک ادبی موجودہ پیدا کیا جو آج تک جاری ہے۔ تاکہ اس کام کے ساتھ روضہ اور روضہ پڑھنے کا تصور فارسی بولنے والوں کے ادب اور ثقافت میں داخل ہو۔ دسویں صدی میں، نیشاپور کے حسین ندائی یزوی نے روضۃ الشہداء کا اہتمام کیا

مقتل الحسین، یا مختصر طور پر "مقتل"، اس کا مطلب ہے حسین کا ذبیحہ خانہ کتابوں کے ایک ایسے گروپ کا نام ہے جو جنگ کربلا اور حسین بن علی کے قتل کے واقعات کو بیان کرتا ہے۔ رسول جعفریان پانچ مقاتل کو، جو دوسری صدی میں چوتھی صدی ہجری کے اوائل تک لکھے گئے تھے، کو اہم بنیادی ماخذ کے طور پر سمجھتا ہے۔ اس مقاتل کو ابو مخنف، ابن سعد، بلاذری، دیہوری اور احمد ابن اعثم نے تحریر کیا۔ [716] سب سے قدیم مقتل میں سے ایک حسین جابر بن یزید جعفی (متوفی: 128 ھ) کا مقتل ہے، محمد باقر اور جعفر صادق کے ایک صحابی ہیں۔ جابر جعفی کے طالب علم، ابو مخنف (متوفی: 157 ھ- س)، مذہبی نقطہ نظر کو شامل کیے بغیر تمام اقوال اور بیانیہ اکٹھا کر کے، ایک ایسا مقتل لکھا جس پر بعد کے مورخین نے بیان کی درستی اور درستی کے لیے اعتبار کیا تھا۔ [717] یہ کام سب سے قدیم ترین تاریخی ماخذ دستیاب ہے، جو طبری کی تاریخ اور شیخ مفید کی کتاب ال- ارشاد کی کتاب کے ذریعہ تقریباً مکمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ [ادداشت 5]

ابو مخنف کی کتاب کے نسخے کے، جو برلن میں رکھی گئی ہے اور جس میں لورا اور چاولر کی طرف سے مکمل طور پر توثیق نہیں کی گئی ہے، اس فیلد کے سب سے اہم وسائل طبری اور بلاذری ہیں۔ اس سلسلے میں طبری روایات کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

1. ابو مخنف (متوفی) کی کتاب میں روایت 157 ھ- س) اور واقعے کے عینی شاہدین سے ان کا حوالہ دیا گیا ہے۔
2. ہشام بن محمد کالبی سے متعدد روایتیں نقل ہوئی ہیں اور ان میں سے بیشتر نے اپنے استاد ابو مخنف سے بھی روایت کیا ہے۔
3. دوسرے راویوں کی روایات جن کو اکثر اہم معلومات نہیں ملتی ہیں۔

بلاذری نے وہی طبری ذرائع استعمال کیے، لیکن ان کا خلاصہ کیا۔ وہ ان روایات کو عظمت سمجھتا ہے اور ان کے علاوہ اسے دوسری روایتیں بھی ہیں۔ ولیری کا خیال ہے کہ دوسرے مورخین، جیسے دیہوی، یعقوبی، ابن عبد الرزہ، وغیرہ، کوئی دوسری مخصوص معلومات فراہم نہیں کرتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنی روایت ابو مخنف سے لی ہے۔ شیعہ ایسے کاموں پر غور کرتے ہیں جن کے مصنفین میں شیعہ رجحانات مستند ہیں۔ ان میں سے بیشتر روایات شیخ مفید کے کام سے نکلتی ہیں، جو ابو مخنف کی روایت پر مبنی ہے۔ [718] تیسری صدی ہجری میں، ایک خبر تک رسائی کے ساتھ مقتل کی تحریر جاری رہی۔ یعقوبی اور طبرانی نے واقعہ کربلا بیان کیا ہے اور ابو اسحاق فہرندی (م: 269 ھ- ق)، ابراہیم بن محمد ثقفی (وفات: 283 ھ-) اور محمد غلابی (م: 298 ھ) نے بھی، مثال کے طور پر، اس نقطہ نظر کے ساتھ مقتل لکھا تھا۔ [719]

چوتھی صدی میں، اطلاعات تک آسانی سے رسائی اور مذہبی اور نظریاتی رجحانات کی بڑھ جانے کی وجہ سے، مقتل نویسی اخباری نے حسین ابن علی کی وفات کے بارے میں نظریاتی مباحثے کا اظہار کرنے کی وجہ سے شیخ صدوق (م: 381 ھ ق) کے فضائل اثر کی مثال دی۔ اس مدت کے دوران، ابا عبد اللہ امام حسین کی قبر حقدار ماتم کی فضیلت کے بارے میں لکھا گیا تھا روتے ہوئے اور کام پر جاکر حسین کی قبر؛ جیسے عبید اللہ ابن ابی یزید عنبری (متوفی: 356 ھ ق) کے کام، محمد بن عباس غزری و ابو الفضل شیبانی (م: 387 ھ ق)۔ اس زمرے کا سب سے مشہور کام کامل الزیارات تحریر ابن قلوبیہ (م: 369 ھ ق) ہے۔ یہاں تک کہ غیر شیعہ میں، ابو اسحاق اسفراینی (متوفی: 418 ھ س) نے اس مسئلے سے نمٹا ہے۔ [720]

اگلی صدیوں میں، اس میدان کے کام چوتھی صدی کی تحریروں سے متاثر ہوئے ہیں۔ مندرجہ ذیل صدیوں کے کاموں میں، مقتل الحسین از موفق ابن احمد خوارزمی (متوفی: 568 ھ- س) وہ حنفیہ میں سے ہے جو شیعہ کو پسند کرتا ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں سید ابن طاووس (متوفی) کی مشہور کتاب لوحوف۔ 664 ھ- س) یہ حسین ابن علی پر سوگ کے نقطہ نظر کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ اسی اثنا میں، سنیوں نے حسین ابن علی پر ماتم کرتے ہوئے دُرُز السِّمَط فی خَبَر السِّبْط جیسے کام بھی لکھے۔ [721] ساتویں صدی ہجری میں، قتل کی وضاحت میں من گھڑت اور رواؤی داستانوں کو شامل کیا گیا۔ ابن کثیر نے ان مبالغہ آمیز اور من گھڑت روایات کی شدید مذمت کی۔ [722]

نویں اور دسویں صدی ہجری میں، مذہبی مجلسوں میں فارسی لکھنے کو فروغ ملا اور صفویوں کے قیام نے اس کو تیز تر کر دیا۔ اس دور کے کاموں میں، روضۃ الشہداء بزرگ حسین واعظ کاشفی (متوفی: 910 ھ) یہ تیموری دور کے آخر میں حسین بن علی کی سوگ کی تقریبات کے لیے لکھا گیا تھا اور اس کے مندرجات کے پاس کوئی دستاویز نہیں ہے۔ یہ کام سننے والوں کے جذبات کو ابھارنے اور پروان چڑھانے کے لیے لکھا گیا ہے اور فارسی میں سوگ کا ایک اہم مقام سمجھا جاتا ہے۔ اس کام نے فارسی ادب میں ایک ادبی موجودہ پیدا کیا جو آج تک جاری ہے۔ تاکہ اس کام کے ساتھ روضہ اور روضہ پڑھنے کا تصور فارسی بولنے والوں کے ادب اور ثقافت میں داخل ہو۔ دسویں صدی میں، نیشاپور کے حسین ندائی یزوی نے روضۃ الشہداء کا اہتمام کیا

اور محمد فضولی (متوفی: 970ھ) کے بعد اس کا ترجمہ **حَدِیقَةُ الشَّعْدَاءِ** کے نام سے آذربائیجانی ترکی میں کیا۔ نیز محتشم کاشانی (متوفی: 996ھ) "پھر یہ بغاوت کیا ہے" کے ساتھ کمپوزیشن مرتب کر کے، اس نے شاعرانہ ہستی کو تبدیل کر دیا۔ [723]

ہم عصر کام

عصری دور میں، عالم اسلام میں انقلابی اور اصلاحی تحریکوں کی مضبوطی کے ساتھ، حسین بن علی کی بغاوت اس نوعیت کے روشن خیال کاموں کا موضوع بن گئی۔ اَلْحُسَيْنِ، اَبُو الشَّهْدَاءِ، عباس محمود عقاد کے نقطہ نظر اور ثَوْرَةُ الْحُسَيْنِ فِي الْوُجْدَانِ الشَّعْبِي از حسين محمد مهدی شمس‌دین نے لفظ "ثورہ" (انقلاب) لگا کر حرکت حسین و نَهَضَتِ الْحُسَيْنِ از ہبۃ الدین حسینی الشہرستانی کو عربی میں تحریر کیا تھا۔ ایران میں بھی، حکومت بنانے کے لیے بغاوت کے نقطہ نظر کے ساتھ نعمت اللہ صالحی نجف آبادی کے شہید جاوید جیسے کام اور علی شریعتی کے ذریعہ حسین وارث آدم نے عوامی انقلابی تحریک شروع کرنے میں شہید کے لہو پر زور دیا ہے۔ عاشورا اور حماسہ حسینی میں تحریف، مرتضیٰ مطہری نے مسخ اور توہم پرستی کو ختم کرنے اور قیام حسین کی مثال کے مطابق عمل کرنے کا طریقہ بھی پیش کیا ہے۔ ایرانی انقلاب کے بعد، ظالم کے خلاف لڑنے کے لیے بہت سارے کام حسین بن علی کی بغاوت کے موضوع کے ساتھ مرتب کیے گئے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا میں سے ایک مضمون ہے جس کا عنوان الحسینیۃ انسائیکلوپیڈیا از محمد صادق محمد کرباسی ہے اور عاشورا کی ثقافت جواد محبی اس زمرے میں ہے۔ [724]

حالیہ صدیوں میں سوگ کی نگار اور توہم پرستی کو تبدیل کرنے کے مقصد کے ساتھ ایک اور رجحان پیدا ہوا ہے۔ مرتضیٰ مطہری جیسے نقادوں نے اپنی کتاب حماسہ حسینی میں یہ بات کہی ہے کہ جنگ کربلا کچھ ذرائع سے لکھی گئی ہے، خاص طور پر روضۃ الشهداء اثر حسین واعظ کاشفی، مُحْرِقُ الْقُلُوب اثر ممدی نراقی، و اَسْرَارُ الشَّهَادَةِ اثر فاضل دربندی، جو حالیہ صدیوں محالے اور غزاداری کے لیے لکھی گئی ہیں شہید تحریف سے دوچار ہیں۔ [725]

حرم و حائر حسینی

فائل:گلدستہ حرم امام حسین.jpg

امام حسینؑ کے حرم کے گنبد پر انتقام کی نشانی کے طور پر سرخ پرچم لہرا رہا ہے۔ [726]

امام حسینؑ کے مرقد کو حائر حسینی کہا جاتا ہے اور حائر کا محدودہ کی بعض فضیلتیں اور فقہی احکام ہیں اور مسافر وہاں پر نماز پوری بھی پڑھ سکتا ہے۔ [727] حائر حسینی کی مساحت کے بارے میں چند نظریے ہیں اور کم از کم قبر سے 11 میٹر کو حائر کہا گیا ہے جو انتہائی بافضیلت ہے۔ [728]

حرم امام حسین

گزارشات کے مطابق امام حسینؑ کی قبر پر پہلی عمارت مختار ثقفی کے دور میں اس کے حکم سے تعمیر ہوئی اور اس وقت سے ابھی تک کئی بار حرم کی مرمت ہوئی ہے اور وسعت دی گئی ہے، [729] اسی طرح کئی بار بعض خلفا عباسی [730] اور وہابیوں [731] نے اس کو مسمار بھی کیا ہے۔ یہاں تک کہ متوکل عباسی نے وہاں پر کھیتی باڑی کرنے اور قبر کو زیر آب لانے کا حکم دیا۔ [732]

اہل سنت کی نظر

اہل سنت کی معتبر کتابوں میں امام حسینؑ کی فضیلت کے بارے میں بہت ساری احادیث نقل ہوئی ہیں۔ [733] فضیلت کی روایات کے علاوہ اللہ کی راہ میں امام حسینؑ کی جان اور مال کی قربانی کی وجہ سے بھی مسلمانوں کے اعتقادات آپ کی نسبت مضبوط ہو گئے ہیں۔ [734]

امام حسینؑ کے قیام کے بارے میں اہل سنت کے ہاں دو نظریات پائے جاتے ہیں ایک گروہ اس کو بے اہمیت سمجھتے ہیں جبکہ ایک اور گروہ اس کی تعریف و تجید کرتے ہیں۔ مخالفوں میں سے ایک ابوبکر ابن عربی ہے جس نے امام حسین کے قیام کو کم اہمیت سمجھتے ہوئے کہتا ہے کہ لوگوں نے (جو لوگ امت میں اختلاف پھیلاتے ہیں اس سے جنگ کرنے کے بارے میں) پیغمبر کی احادیث سن کر حسین سے لڑنے لگے۔ [735] ابن تیمیہ بھی کہتا ہے کہ حسین ابن علیؑ نہ صرف حالات کی اصلاح کے باعث نہیں بنے بلکہ شر و فساد کا باعث بنا۔ [736]

موج خون او، چمن ایجاد کرد

تا قیامت قطع استبداد کرد

خود نکردی با چنین سامان سفر

مدعایش سلطنت بودی اگر

رمز قرآن از حسین آموختیم ز آتش او شعلہ با افروختیم

ابن خلدون نے ابن عربی کی باتوں کو ٹھکراتے ہوئے کہا ہے کہ ظالم اور ستمگروں سے لڑنے کے لیے عادل امام کا ہونا شرط ہے اور حسینؑ اپنے زمانے کے عادل ترین فرد تھے اور اس جنگ کرنے کے حق دار تھے۔ [737] ایک اور جگہ فرماتے ہیں: جب یزید کا فسق سب پر آشکار ہوا تو حسین نے اس کے خلاف قیام کرنے کو اپنے پر واجب سمجھا کیونکہ خود کو اس کام کا اہل سمجھتا تھا۔ [738] آلوسی نے روح المعانی میں ابن عربی کے خلاف بد دعا کرتے ہوئے اس کی بات کو جھوٹ اور سب سے بڑا تہمت قرار دیا ہے۔ [739]

عباس محمود عقیاد اپنی کتاب «ابوالشہداء، الحسین بن علی» میں لکھتا ہے: یزید کے دور میں حالات اس منہج پر پہنچے تھے کہ شہادت کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں تھا۔ [740] اور اس کا کہنا تھا کہ ایسے قیام بہت کم لوگ کی طرف سے واقع ہوتے ہیں جو اسی کام کے لیے ہی خلق ہوئے ہیں ان کی تحریک کو دوسروں کی تحریک سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کچھ اور طرح سے سمجھتے ہیں اور کچھ اور چاہتے ہیں۔ [741] اہل سنت کے مصنف طہ حسین کا کہنا ہے کہ حسین کا بیعت نہ کرنا دشمنی اور ضد کی وجہ سے نہیں تھا۔ وہ جانتے تھے کہ اگر یزید کی بیعت کرتا تو اپنے وجدان سے خیانت کر چکا ہوتا اور دین کی مخالفت کرتا، کیونکہ یزید کی بیعت ان کی نظر میں گناہ تھا۔ [742] عمر فروخ کہتا ہے کہ ظلم کے بارے میں سکوت کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اور آج کے مسلمانوں کے لیے ضرورت یہی ہے کہ ہمارے درمیان میں ایک حسینی قیام کرے اور ہمیں سیدھے راستے میں حق کی دفاع کرنے کی رہنمائی کرے۔ [743]

یزید پر امام حسینؑ کا قاتل ہونے کے ناطے لعنت کرنے کے بارے میں بھی اہل سنت دو نظریات پائے جاتے ہیں اور اہل سنت کے بہت سارے علما اس لعنت کے جواز کے قائل ہیں بلکہ یزید پر لعنت کو واجب سمجھتے ہیں۔ [744]

فائل:مسند الامام

الشہید.jpg

مسند الامام الشہید امام حسینؑ کے کلمات کا مجموعہ

امام حسین کا معنوی میراث

حدیث اور تاریخی منابع میں امام حسین کی معنوی میراث میں، کلمات، دعا، خطوط، اشعار، خطبے اور آپ کی وصیت نقل ہوئی ہے۔ یہ تمام آثار مسند الامام الشہید بقلم عزیز اللہ عطاردی اور کتاب موسوعۃ کلمات الامام الحسین میں جمع ہوئی ہیں۔

کلمات

شیعوں کے تیسرے امام کے کلمات، توحید، قرآن، اہل بیت، احکام اور اخلاق کے موضوع پر اسلامی منابع میں ذکر ہوئے ہیں۔ [745] ان کلمات میں سے اکثر آپ کی عمر کے آخری مہینے سے مربوط ہیں۔ سانچہ:مدرک

دعائیں: مسند الامام الشہید نامی کتاب میں تقریباً 20 دعائیں اور مناجاتیں نقل ہوئی ہیں۔ ان میں سے مشہور دعا، دعاے عرفہ ہے کہ جسے عرفہ کے دن صحراے عرفات میں پڑھ لیا ہے۔ [746]

منسوب اشعار: امام حسینؑ سے بعض اشعار منسوب ہیں۔ محمد صادق کرباسی، ان اشعار کو «دیوان الامام الحسین» نامی کتاب میں جمع کیا ہے اور ان کی سند اور ادبی لحاظ سے تحقیق کی ہے۔ [747]

خطبے اور وصیتیں: بعض منابع میں، منی میں امام حسین کا خطبہ، [748] عاشورا کے دن امام حسین کا خطبہ [749] اور اپنے بھائی محمد حنفیہ کے نام مکتوب وصیت نامہ جس میں اپنے قیام کا ہدف بیان کیا ہے، [750] ذکر ہوئے ہیں

خطوط: مکتیب الامۃ نامی کتاب میں امام حسینؑ کے 27 خطوط جمع ہوئے ہیں۔ [751] ان میں سے بعض خطوط معاویہ کے نام اور بعض دیگر خطوط دوسرے افراد کے نام مختلف موضوعات کے بارے میں لکھا ہے۔

یادگاری

شیعوں محرم کے دوران میں سوگ مناتے ہیں کہ وہ حسین کو یاد کرتے ہیں جن کی قربانیوں نے حقیقی اسلام کو زندہ رکھا اور امامت سے اپنی وفاداری اور محبت کا اظہار کیا۔ بہت سارے مسیحی اور سنی بھی ان میں شامل ہوتے ہیں۔ [758]

عاشورہ کو شیعہ برادری کی طرف سے حسین کی موت کے سوگ کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ حسین کی یاد ایک قومی تعطیل بن چکی ہے اور مختلف نسلی اور مذہبی طبقات اس میں شریک ہیں۔ شیعوں کے لیے زیارت کی جگہ حسین کی قبر بن گئی۔ کہا جاتا ہے کہ کربلا میں حسین کے مزار کی زیارت کے لیے مکہ مکرمہ میں ایک ہزار حج، ایک ہزار شہداء اور ایک ہزار دن کے روزوں کے اجر کے برابر اجر ہے۔ [759] شیعوں کے پاس حسین کے بارے میں ایک اہم کتاب ہے جسے زیارت عاشورا کہتے ہیں۔ ان میں سے بیشتر کا خیال ہے کہ یہ ایک

بعض مشہور کلمات:

- ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔^[755]
- میں ظلم اور فساد پھیلانے کے لیے نہیں بلکہ اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے قیام کرچکا ہوں؛ میں امر بمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہتا ہوں۔^[756]
- جو شخص اللہ کی نافرمانی سے کسی چیز کو حاصل کرنا چاہتا ہو تو جس چیز کی امید ہے اس کے حصول سے کہیں زیادہ جلدی میں اس چیز کو کھو بیٹھتا ہے اور جس چیز سے گھبرا رہا ہے اس میں گرفتار ہوتا ہے۔^[757]
- اگر تمہارا کوئی دین نہیں اور قیامت سے نہیں ڈرتے ہو تو اس دنیا میں کم از کم آزاد رہو۔^[752]
- لوگ دنیا کے غلام ہیں اور اپنی دنیاوی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے اپنی زبانوں پر دین کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ اور جب آزمائش میں ڈالے جائیں تو دیندار لوگ بہت کم ہوں گے۔^[753]
- لوگوں کی تم سے احتیاجات اللہ کی تم پر نعمت ہیں؛ نعمتوں سے تھکن اور مغموم مت ہونا کہیں وہ بلا میں تبدیل نہ ہوجائے۔^[754]

حدیث قدسی (خدا کا کلام) ہے۔ ^{[760][761]} بعد میں کربلا میں امام حسین کا مزار ان کی قبر کے اوپر تعمیر کیا گیا تھا۔ 850 میں، عباسی خلیفہ المتوکیل نے شیعہ رازرین کو روکنے کے لیے اپنا مزار تباہ کر دیا۔ تاہم، زیارت جاری رہی۔ ^[762]

فائل:دانشنامه امام حسین.jpeg

دانشنامه امام حسین امام حسینؑ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں پانچ سو سے زیادہ تاریخی، فقہی، تفسیری اور کلامی کتابوں کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔

ثقافت میں

مورخ ایڈورڈ گبون نے کربلا کے واقعات کو ایک المیہ قرار دیا^[763]۔ ^[764] مورخ سید اکبر حیدر کے مطابق، مہاتما گاندھی نے اسلام کی تاریخی پیشرفت کو فوجی قوت کی بجائے "حسین جیسے مسلم سنتوں کی قربانیوں" سے منسوب کیا۔^[765]

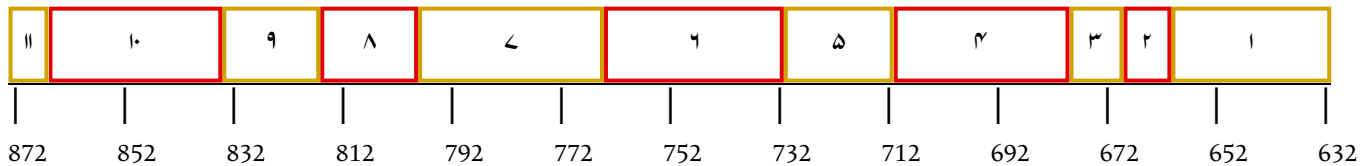
روایتی روایت "ہر روز عاشورہ ہے اور ہر سرزمین کربلا ہے!" شیعوں کے ذریعہ اپنی زندگی گزارنے کے لیے ایک منتر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ حسین نے عاشورا پر کیا تھا، یعنی خدا اور دوسروں کے لیے مکمل قربانی کے ساتھ۔ اس قول کا ارادہ اس مقصد سے بھی ہے کہ کربلا میں عاشورہ پر جو کچھ ہوا اسے ہمیشہ ہر جگہ مصائب کے حصے کے طور پر یاد رکھنا چاہیے۔

جدید تحریکوں کو متاثر کرنے والا

حسین کی کہانی شیعہ انقلابی تحریکوں کے لیے ایک مستحکم ذریعہ رہی ہے، جس نے غیر منصفانہ اقتدار کے خلاف اپنی ہی مزاحمت کو جواز پیش کیا۔ پہلوی خاندان کے خلاف ایران میں 1979 میں ہونے والے اسلامی انقلاب کے دوران میں، شیعہ عتقاند اور علامتیں حسین کی کہانی کو پہلوی شاہ کے خلاف برائی کا نام دینے اور اس کا رد عمل ظاہر کرنے کا ایک فریم ورک فراہم کرنے کے ساتھ وسیع پیمانے پر عوامی مزاحمت کو فروغ دینے اور برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوئی تھیں۔^[766]



ایران کے شہروں اور دیہاتوں میں محرم کا سوگ



سال عیسوی

2014	1900	1786	1672	1558	1444	1330	1216	1102	988	874
سال عیسوی										

- (۱) علی بن ابی طالب، از ۶۳۲ تا ۶۶۱ (۲۹ سال)
- (۲) حسن مجتبیٰ، از ۶۶۱ تا ۶۷۰ (۹ سال)
- (۳) حسین بن علی، از ۶۷۰ تا ۶۸۰ (۱۰ سال)
- (۴) زین العابدین، از ۶۸۰ تا ۷۱۳ (۳۲ سال)
- (۵) محمد باقر، از ۷۱۳ تا ۷۳۲ (۲۰ سال)
- (۶) جعفر صادق، از ۷۳۲ تا ۷۶۵ (۳۳ سال)
- (۷) موسی کاظم، از ۷۶۵ تا ۷۹۹ (۳۴ سال)
- (۸) علی بن موسی الرضا، از ۷۹۹ تا ۸۱۷ (۱۸ سال)
- (۹) محمد تقی، از ۸۱۷ تا ۸۳۵ (۱۸ سال)
- (۱۰) علی النقی، از ۸۳۵ تا ۸۶۸ (۳۳ سال)
- (۱۱) حسن عسکری، از ۸۶۷ تا ۸۷۴ (۷ سال)
- (۱۲) حجت بن الحسن، از ۸۷۴ تا زمان حال (تاکون فائل: SAN.PNG)

تفصیل:

- یہ سانچہ "شیعہ فکر" پر مبنی ہے۔
- شیعہ فکر میں ، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد "علی ابن ابی طالب" کی امامت اور الہی خلافت کا دور شروع ہوا ہے۔ مسلمانوں پر ان کا اقتدار عثمان بن عفان کے قتل کے بعد شروع ہوا۔
- ہر ایک امام کے امامت کا آغاز پچھلے امام کی وفات سے مطابقت رکھتا ہے۔
- "حجت ابن حسن" کی امامت کا دور اپنے سابقہ امام کی وفات کے لمحے سے شروع ہوا ہے ، اور اس لئے کہ "بارہ ائمہ اہل تشیع" کے مطابق وہ زندہ اور نظریہ سے پوشیدہ ہے ، لہذا حجت ابن حسن کی امامت ان کی آمد تک اور پھر یہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے۔
- پہلی قطار میں چارٹ کا پیمانہ دوسری صف کے پیمانے جیسا نہیں ہے (حجت المہدی سے متعلق)۔

غیر مسلموں کی نظر میں

- چلی کے مصنف و ناولسٹ رابرٹ بولانوز نے کہا ہے کہ امام حسین کو شہید کرنا بنو امیہ کی سب سے بڑی سیاسی غلطی تھی جو ان کی ہر چیز کو نظر انداز کرنے پہ مجبور کر گئی بلکہ ان کے نام و نشان اور ہر چیز پر پانی پھیر گئی (Roberto Bolano Avalos 1953–2003)
- معروف برطانوی ادیبہ فریا اسٹارک کئی کتابوں کی مصنف ہے، فریا نے 1934 میں عراق کے بارے میں ایک سفر نامہ the valley of assassin بھی لکھا ہے، فریا کہتی ہے کہ امام حسین نے جہاں خیمہ لگائے وہاں دشمنوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور پانی بند کر دیا، یہ کہانی آج بھی اتنی ہی دلگیر ہے جتنی 1275 سال پہلے تھی، میرا کہنا ہے آپ کربلا کی سرزمین کا سفر کرنے سے اس وقت تک کوئی نفع حاصل نہیں کرسکتے جب تک کہ آپ کو

اس کہانی کا پتا نہ ہو، یہ ان چند کہانیوں میں سے ایک ہے جسے میں روئے بغیر کبھی نہ پڑھ سکی، فریا سٹارک (Freya Stark 1893–1993)

■ مشہور انگریزی ناولسٹ چارلس ڈکنز نے کہا تھا اگر امام حسینؑ کی جنگ مال و متاع اور اقتدار کے لیے تھی تو پھر میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ خواتین اور بچے ان کے ساتھ کیوں گئے تھے، بلاشبہ وہ ایک مقصد کے لیے ہی کھرے تھے اور ان کی قربانی خالصتاً اسلام کے لیے تھی، چارلس کا دور تھا (Charles John Huffam Dickens 1812–1870)

■ کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ایڈورڈ جی براؤن کے حوالے سے "لٹریری ہسٹری آف پرشیا" میں لکھا ہے، کربلا کا خون آلود میدان یاد دلاتا ہے کہ وہاں خدا کے پیغمبر ﷺ کا نواسہ اس حال میں شہید کیا گیا کہ بھوک و پیاس کا عالم تھا اور اس کے ارد گرد لواحقین کی لاشیں بکھری پڑی تھیں، یہ بات گہرے جذبات اور دلدوز صدمے کی باعث ہے جہاں درد، خطرہ اور موت تینوں چیزیں ایک ساتھ رونما ہو رہی ہوں۔ (Literary History of Persia by Edward Granville Brown, 1862–1926)

■ چیسٹر کے ادبی اسکالر رینالڈ نکلسن نے تاریخ اسلام، مولانا رومیؒ اور علی ہجویریؒ پر بھی کام کیا ہے، ان کے حوالے سے "لٹریری ہسٹری آف عرب" میں ہے جس طرح امام حسینؑ کے ساتھی ان کے ارد گرد کٹ گئے بلاخر امام حسین بھی شہید ہو گئے، یہ بنو امیہ کا وہ تلخ کردار ہے جس پر مسلمانوں کی تاریخ امام حسینؑ کو شہید اور یزید کو ان کا قاتل گردانتی ہے۔ (Reynold Alleyne Nicholson 1868–1945)

■ لبنان کے مسیحی مصنف انتونی بارا نے اپنی کتاب "حسین ان کرسچن آئیڈیالوجی" میں لکھا ہے کہ، جدید و قدیم دنیا کی تاریخ میں کوئی جنگ ایسی نہیں جس نے اتنی ہمدردی اور پزیرائی حاصل کی ہو، صرف یہی نہیں بلکہ معرکہ کربلا سے امام حسین کی باوقار شہادت کے علاوہ بھی دیکھنے والے کو بہت سے اہم اسباق ملتے ہیں۔ (Antoine Bara-2008)

■ تھامس کارلائل نے کہا کہ واقعہ کربلا نے حق و باطل کے معاملے میں عددی برتری کی اہمیت کو ختم کر دیا ہے۔ معرکہ کربلا کا اہم ترین درس یہ ہے کہ امام حسینؑ اور ان کے رفقا خدا کے سچے پیروکار تھے، قلیل ہونے کے باوجود حسینؑ کی فتح مجھے متاثر کرتی ہے۔ (Thomas Carlyle 1795–1881)

■ فرانس کے معروف ادیب، ناولسٹ وکٹر ہوگو نے لکھا ہے کہ امام حسینؑ کے انقلابی اصول ہر اس باغی کے لیے مشعل راہ ہیں جو کسی غاصب سے حقوق حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ (Victor Marie Hugo 1802–1885)

■ روس کے معروف مفکر اور ادیب ٹالسٹائی نے کہا ہے، امام حسینؑ ان تمام انقلابیوں میں ممتاز ہیں جو گمراہ حاکموں سے گڈگوورنمنس کا تقاضا کرتے تھے، اسی راہ میں انہیں شہادت حاصل ہوئی۔ (Leo Tolstoy 1828–1910)

■ عصری جاپان کے مصنف کوئیانہ نے اپنی ایک تحریر میں لکھا ہے کہ امام حسینؑ کا انقلاب پسے ہوئے طبقے کے لیے جدوجہد کا راستہ روشن کرتا ہے، سوچ کو توانائی دیتا ہے، گمراہی سے نکالتا ہے اور حصول انصاف کے سیدھے راستے پر ڈال دیتا ہے، (نومبر 2013)

■ برطانیہ کے اسکاٹش ادبی اسکالر سر ولیم میور کہتے ہیں، سانحہ کربلا نے تاریخ محمد ﷺ میں خلافت کے خاتمے کے بعد بھی اسلام کو انسانی ذہنوں میں زندہ رکھا ہے، واقعہ کربلا نے نہ صرف استبدادی خلافت کی تقدیر کا فیصلہ کر دیا بلکہ محمدی ریاست کا اصول و معیار بھی متعین کر دیا جو ابتدائی خلافتوں کے بعد کہیں کھو گیا تھا۔ (Sir William Muir 1819–1905 Annals of the Early Caliphate, London, 1883)

■ مغربی محقق، تاریخ دان اور نیویارک یونیورسٹی کے پروفیسر پیٹر جے چیلکووسکی کہتے ہیں، امام حسینؑ پر مکہ سے کربلا تک کئی بار چھپ کر حملہ کیا گیا، ان کے خاندان اور اصحاب پر بھوک پیاس کا ظلم اور شہادت کے بعد ان کے جسموں کو پامال کیا گیا لیکن حسینؑ نے صبر سے جان بحق نوش کیا پر یزید کی بیعت نہ کی۔ (Peter J Chelkowski, phd in 1968)

■ تاریخی محقق اور ممبر برطانوی پارلیمنٹ ایڈورڈ گیبن نے "دی فال آف رومن ایمپائر" میں واقعہ کربلا کو انتہائی دلسوز قرار دیتے ہوئے کہا کہ امام حسینؑ کی مظلومانہ شہادت اور کربلا کے دلخراش واقعات ایک سرد دل انسان کی آنکھوں میں بھی آنسو اور دلوں میں ہمدردی پیدا کردیتے ہیں۔ (Edward Gibbon 1737–1794)

■ ہنگری کے مصنف گیورجی لیوکیکس کہتے ہیں، حسینؑ کا تصور مرکزی طور پر انسان کی فری ول، شخصی آزادی اور اپنی قوم کی خوش حالی کے لیے استبدادی حاکم کے سامنے کھڑے ہونے پر فوکس کرتا ہے اور حسینؑ نے اپنی

پوری قوت اور عزم کے ساتھ اس استبداد کو فیس بھی کیا، لوکیکس مارکسی فلاسفر تھے اور مغربی مارکسزم کے بانیوں میں سے بھی تھے۔ (Gyorgy Lukacs 1885–1971)

- روسی مفکر اوگیرا کا کہنا ہے کہ حسینؑ ہر اس طبقے کے لیے مثال ہیں جو طبقاتی جبر کا شکار ہے، وہ حکمران جو اپنا تخت مفلوک الحالوں کے سروں سے تعمیر کرتے ہیں پھر ان کے جانشین بھی یہی کچھ کرتے ہیں جب تک کہ ان کا احتساب نہ کر دیا جائے وہ دوسروں کا استحصال کرتے رہتے ہیں۔
- انگلش رائٹر تھامس لیل نے اپنی کتاب Insights Iraq میں لکھا ہے کہ امام حسین کے عقیدتمند ایسے دیوانے ہیں کہ اگر انہیں صحیح رخ میں گائیڈ کیا جائے تو یہ دنیا ہلا کے رکھ سکتے ہیں، تھامس 1918–1921 میں سرکاری طور پر عراق میں تعینات تھا اور یہ بات اس نے شہدا کربلا کے گرد عزاداری دیکھ کر کہی تھی۔
- وولف انسٹی ٹیوٹ کیمبرج کے بانی ڈائریکٹر، ڈاکٹر ایڈورڈ کیسلر نے اپنے ایک لیکچر میں کہا ہے کہ موجودہ دنیا کی ملٹی فیس سوسائٹیز میں سب سے بڑا مسئلہ سوشل جسٹس کا ہے اور سوشل جسٹس حاصل کرنے کے لیے امام حسینؑ بہترین رول ماڈل ہیں۔^[767]
- سٹی سکھ پروگریسیو آرگنائزیشن لندن کے بانی ممبر جسویر سنگھ نے کہا ہے کہ قطع نظر اس کے کہ ہم کس کمیونٹی سے تعلق رکھتے ہیں ہم امام حسین سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں، خاص طور پر عزت اور وقار کے ساتھ جینے کا ڈھنگ، امام حسینؑ عدل کے لیے کھڑے تھے انہوں نے جس بات کو حق سمجھا اس کے لیے اپنی جان بھی دے دی۔^[768]
- انٹرفیٹھ گروپ کی ایکٹیوسٹ و ریسرچر ڈائنا ملزن نے کہا ہے کہ امام حسینؑ نوع انسان کے لیے رول ماڈل ہیں، میرے لیے امام حسینؑ کئی جہتوں سے مسیح علیہ السلام کے متوازی نظر آتے ہیں، خدا کے حکم پر پورا اترنے کی خاطر انہوں نے بھی ہر چیز کو بالائے طاق رکھ دیا تھا، امام حسینؑ کی یہ بات مجھے بہت بیحد پسند ہے کہ تم میری جان تولے سکتے ہو لیکن میرا ایمان نہیں لے سکتے (You can take my body but you can't take my faith)۔ (یوٹیوب، ایمبیسڈر آف فیتھس، 10 اکتوبر 2016)
- کرسچین استاد ڈاکٹر کرس بیور نے اپنے ایک لیکچر میں کہا ہے کہ دنیا جانتی ہے یزید ایک برا انسان تھا جو خدا کے احکامات کا سرعام مذاق اڑاتا تھا، یہاں میں پیغمبر اسلام ﷺ کی حدیث بیان کروں گا کہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا جہاد ہے، یہی بات امام حسینؑ کے پیش نظر تھی، اسی لیے حسینؑ کھڑے ہوئے اور اپنی جان قربان کر کے دراصل انسان کی عظمت کو بحال کیا۔ (یوٹیوب ویڈیو لیکچر 08 نومبر 2014)
- ڈاکٹر کرس بیور نے ایک دوسرے لیکچر میں کہا کہ 72 اور تیس ہزار کا کیا مقابلہ؟ ایک طرف تیس ہزار کی مسلح فوج اپنے اہداف حاصل نہ کرسکی اور دوسری طرف امام حسینؑ نے 72 نہتے لوگوں کیساتھ اپنا مقصد حاصل کر لیا وجہ یہ کہ امام حسینؑ وہ ہیں جن کے اندر خدا بولتا ہے، خدا انسانوں کو سمجھانا چاہتا تھا کہ حق بات پر کیسے کھڑے ہونا ہے، ایک مسیحی ہونے کی حیثیت میں سمجھتا ہوں انسان کو خدا کی رضا پر ایسے ہی پورا اترنا چاہیے جیسے امام حسینؑ نے نیابت خداوندی کا حق ادا کیا۔ (یوٹیوب ویڈیو لیکچر 24 نومبر 2014)
- مہاتما گاندھی نے کہا تھا، میرا یہ ماننا ہے کہ اسلام کا پہلنا پھولنا تلوار سے نہیں بلکہ ولی خدا امام حسینؑ ابن علیؑ کی قربانی کا نتیجہ ہے، دوسری جگہ کہا، اگر میرے پاس امام حسین کے ساتھیوں جیسے بہتر لوگ موجود ہوں تو میں چوبیس گھنٹے میں ہندوستان آزاد کرا لوں، ایک اور جگہ کہا اگر ہندوستان کو آگے بڑھنا ہے تو امام حسین کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔
- پنڈت جواہر لعل نہرو نے کہا تھا، امام حسین کی قربانی کسی ایک قوم کی نہیں بلکہ سب کے لیے ہے یہ صراطِ مستقیم کی اعلیٰ ترین مثال ہے، (1964–1889)
- بنگالی مصنف رابندر ناتھ ٹیگور نے کہا، سچ اور انصاف کو زندہ رکھنے کے لیے فوجوں اور ہتھیاروں کی ضرورت نہیں، قربانیاں دے کر بھی فتح حاصل کی جا سکتی ہے جیسے امام حسینؑ نے کربلا میں قربانی دی، بلاشبہ امام حسین انسانیت کے لیڈر ہیں۔ (1941–1861)
- بھارت کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پراساد بیدی نے کہا تھا، امام حسینؑ کی قربانی کسی ایک ریاست یا قوم تک محدود نہیں بلکہ یہ بنی نوع انسان کی عظیم میراث ہے، (1963–1884)
- مسز سروجنی نائیڈونے کہا ہے کہ میں مسلمانوں کو اس لیے مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ ان میں دنیا کی سب سے عظیم ہستی امام حسینؑ پیدا ہوئے جو دنیا کے تمام مذاہب کے لوگوں کے دلوں پر راج کرتے ہیں اور ہر کمیونٹی کے لیے باعث فخر ہیں۔

- سوامی شنکر اچاریہ نے کہا یہ امام حسینؑ کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اسلام زندہ ہے ورنہ آج دنیا میں اسلام کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔
- ڈاکٹر رادھا کرشن بھارتی صدر نے کہا تھا، گو امام حسینؑ نے تیرہ سو سال پہلے قربانی دی لیکن ان کی لافانی روح آج بھی سب کے دلوں میں زندہ ہے۔
- نیلسن منڈیلا نے کہا، میں نے بیس سال جیل میں گزارے ہیں، ایک رات میں نے فیصلہ کیا کہ تمام شرائط پر دستخط کر کے رہائی پالینی چاہیے لیکن پھر مجھے امام حسینؑ اور واقعہ کربلا یاد آگیا اور مجھے اپنے اسٹینڈ پر کھڑا رہنے کے لیے پھر سے تقویت مل گئی۔
- لبنان کے مسیحی مصنف انتونی بارا کی کتاب "حسین ان کرسچنین آئیڈیالوجی" ہلاک بسٹر کتاب ہے جس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے کے لیے دیگر ملکوں کے ادیب بھی مصنف سے اجازت لینے کے لیے کوشاں ہیں۔ انتونی بارا کہتا ہے کہ یہ کتاب خالصتاً علمی ادبی اور تحقیقی کام تھا جسے علمی بنیادوں پر ہی کرنا تھا لیکن اس کام کے دوران میرے دل میں یقیناً امام حسینؑ کی عظمت رچ بس گئی ہے، تین گھنٹے کے انٹرویو میں جب بھی بارا نے امام حسینؑ کا نام لیا تو ساتھ میں "ان پر سلامتی ہو" ضرور کہا، بارا کا کہنا ہے کہ میں نہیں مانتا امام حسینؑ صرف شیعہ یا مسلمانوں کے امام ہیں، میرا ماننا ہے کہ وہ تمام عالم کے امام ہیں کیونکہ وہ سب مذاہب کا ضمیر ہیں، ("because he is the "conscience of religions")۔^[769]

متعلقہ مضامین

- واقعہ کربلا
- مقتل الحسین
- پاکستان میں شیعیت
- عاشورہ
- عظیم ترین پر امن اجتماعات
- حائر حسینی
- واقعہ کربلا کے اعداد و شمار
- واقعہ عاشورا کا خط الوقت
- حسینی عزیمت، مدینہ سے کربلا تک
- محرم الحرام کے واقعات
- اہل بیت
- تاسوعہ
- عاشورہ
- عباس
- زینب سلام اللہ علیہا
- فہرست شہدائے کربلا
- حبیب بن مظاہر
- چہلم حسینی
- زیارت اربعین
- کربلا
- ماتم
- ماتمی دستہ
- محرم کی عزاداری

- حدیث عزاداری
- محرم الحرام کا مہینہ اور اہم واقعات
- زیارت اربعین
- ذوالجناح
- حسینی براہمن
- تلہ الزینبیہ

حوالہ جات

1. al-Husayn ibn 'Alī // Britannica (<https://www.britannica.com/biography/al-Husayn-ibn-Ali-Muslim-I-leader-and-martyr>)
2. عنوان : Али Зайн аль-Абидин
3. مصنف: فرانس کا قومی کتب خانہ — عنوان : اوپن ڈیٹا پلیٹ فارم — بی این ایف - آئی ڈی: <https://catalogu.e.bnf.fr/ark:/12148/cb14583092f> — اخذ شدہ بتاریخ: 10 اکتوبر 2015
4. الترمذی (3775) وابن ماجہ (144) وأحمد (17111)
5. Wilferd Madelung. "HOSAYN B. ALI". Iranica. 30-09-2012 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 12-01-2008
6. Dakake 2008.
7. "Husayn ibn Ali | Biography, Death, & Significance". Encyclopedia Britannica. Archived from the original on 2020-03-02. Retrieved 2019-11-12. (بزبان انگریزی).
8. ^ ا ب Gordon, 2005, pp. 144–146.
9. Vincent J. Cornell؛ Kamran Scot Aghaie (2007). *Voices of Islam*. Westport, Conn.: Praeger Publishers. ص 117 and 118. ISBN 0-275-98732-9. اخذ شدہ بتاریخ 04-11-2014
10. ^ ا ب پ Chase F Robinson (2010). "The rise of Islam, 600–705 – 5". Chase F. Robinson (مدیر). *The new Cambridge history of Islam, volume 1: Sixth to Eleventh Centuries*. Cambridge: Cambridge University Press. ص 215. ISBN 0-521-83823-8. 17-11-2015 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020
11. Rameez Makhdoomi. "Imam Hussain (as) in the light of renowned personalities". News Kashmir Magazine. 24-10-2018 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 23-10-2018
12. "ولادت با سعادت". 18-10-2016 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 29-10-2016
13. Present in both Sunni and Shia sources on basis of the hadith: "al-Ḥasan and al-Ḥusayn are the سیدِ شباب of the youth of Paradise".
14. ^ ا ب پ ت Kanz-ol-Ommal. Jalayeddin Suyyuti. ص 152:6
15. "Archived copy". 25-04-2019 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020
16. Robinson, The New Cambridge History of Islam, 188-189
17. Madelung, Succession to Muhammad, 23
18. Veccia Vaglieri, EI2
19. Holt, Lambton and Lewis, Cambridge History of Islam, 57
20. Madelung, Succession to Muhammad, 356–60, 30–43 and 26–27
21. Holt, Lambton and Lewis, Cambridge History of Islam, 57

- 26–27, 30–43 and 356–60 ,Madelung, Succession to Muhammad .22
- 194 ,Robinson, The New Cambridge History of Islam .23
- 57-58 ,Holt, Lambton and Lewis, Cambridge History of Islam .24
- xxiii ,Robinson, The New Cambridge History of Islam .25
- 70–72 ,Madelung, Succession to Muhammad .26
- 87–88 ,Madelung, Succession to Muhammad .27
- Hinds, EI2 .28
- 74-76 ,Holt, Lambton and Lewis, Cambridge History of Islam .29
- 334 ,Madelung, Succession to Muhammad .30
- Madelung, Iranica .31
- Veccia Vaglieri, EI2 .32
- 215-217 ,Robinson, The New Cambridge History of Islam .33
- Poonawala and Kohlberg, "‘Alī b. Abī Ṭāleb", Iranica .34
- Welch, "Muḥammad", EI2 .35
- Veccia Vaglieri, "‘Alī b. Abī Ṭālib", EI2 .36
- Madelung, Succession to Muhammad .37
- The Men of Madina, Volume 2 .Aisha Bewley (2000) :Muḥammad Ibn Sa'd .38
 197 ص } {حوالہ harv= درست نہیں
 کتاب}} : نامعلوم پیرامیٹر |مصنف-1=link= رد کیا گیا (معاونت) و پیرامیٹر |حوالہ harv= درست نہیں
 (معاونت)
- The Most Learned of the Shi'a: The Institution of the Marja' .Linda S. Walbridge (2001) .39
 102 ص .Taqlid 978-0-19-534393-9:ISBN } {حوالہ کتاب}} : پیرامیٹر |حوالہ harv= درست نہیں
 (معاونت)
- Muhammad and the Origins of Islam .Francis E. Peters (1994) .40
 03 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020 } {حوالہ کتاب}} : پیرامیٹر |حوالہ harv= درست نہیں
 (معاونت)
- (Ibn Sa'd & Bewley 1995, p. 9) .41
- The Women of Madina .Aisha Bewley (1995) :Muḥammad Ibn Sa'd .42
 156 ص } {حوالہ harv= درست نہیں
 کتاب}} : نامعلوم پیرامیٹر |مصنف-1=link= رد کیا گیا (معاونت) و پیرامیٹر |حوالہ harv= درست نہیں
 (معاونت)
- Consanguinity – Its Impact, Consequences and .Gabrielle J. Halpern (2014) :Lutfi A. Jaber .43
 7 ص .Management 978-1-60805-888-4:ISBN } {حوالہ کتاب}} : پیرامیٹر |حوالہ harv= درست
 نہیں (معاونت)
- Muhammad :Abdul Rahman Abdullah :Şafī al-Raḥmān Mubārakfūrī :Akbar Shah Najeebabadi .44
 The History of Islam, Volume I .Tahir Salafi (2001) .427 ص } {حوالہ کتاب}} : نامعلوم پیرامیٹر |
 مصنف-2=link= رد کیا گیا (معاونت) و پیرامیٹر |حوالہ harv= درست نہیں (معاونت)
- حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 665 .45
- Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2 .46
- عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامهٔ جهان اسلام .47
- حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 665 .48
- ابن شہر آشوب، المناقب، 1379 ق، ج3، ص397؛ اربلی، ابن سعد، الطبقات الکبری، ج10، ص244. .49

50. شیخ مفید، الارشاد، 1413ق، ج2، ص27؛ احمد ابن حنبل، المسند، دارصادر، ج1، ص98، 118.
51. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1968م، ج6، ص357؛ ابن اثیر، اسدالغابہ، بیروت، ج2، ص10.
52. ابن منظور، لسان العرب، 1414ق، ج4، ص393؛ زبیدی، تاج العروس، 1414ق، ج7، ص4.
53. ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، 1415ق، ج13، ص171.
54. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418ق، ج10، ص239-244؛ مجلسی، بحار الأنوار، 1363ش، ج39، ص63.
55. ری شهری، دانشنامه امام حسین، 1388، ج1، ص194-195.
56. شیخ مفید، الارشاد، 1414ق، ج2، ص27.
57. شیخ مفید، الارشاد، 1413ق، ج2، ص27؛ ابن ابی شیبہ، المصنّف، 1409ق، ج8، ص65؛ ابن قتیبہ، المعارف، 1960م، ج1، ص213.
58. محدثی، فرہنگ عاشورا، 1380ش، ص39.
59. ابن ابی الثلج، تاریخ الائمه، 1406ق، ص28؛ ابن طلحہ شافعی، مطالب السؤل، 1402ق، ج2، ص374؛ القاب کی فہرست کے لیے مراجعہ کریں: ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، 1385ش، ج4، ص86.
60. ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، 1385ش، ج4، ص86.
61. مراجعہ کریں: جمہیری، قرب الاسناد، 1413ق، ص100.99؛ ابن قولویہ، کامل الزیارات، 1417ق، ص219.216؛ شیخ طوسی، امالی، 1414ق، ص49.50.
62. ابن قولویہ، کامل الزیارات، 1356، ص176.
63. بلاذری، انساب الاشراف، 1417ق، ج3، ص142؛ شیخ مفید، الارشاد، 1413ق، ج2، ص127؛ مقریزی، امتاع الأسماع، 1420ق، ج6، ص19.
64. ری شهری، دانشنامه امام حسین، 1388ش، ج1، ص474-477.
65. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
66. محدثی، فرہنگ عاشورا
67. بیضاوی، تحفة الأبرار، 3: 561
68. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
69. Madelung, Hosayn b. 'Ali i. Life. Iranica
70. زمانی قمشہای، پژوهشی در تاریخ عاشورا، تاریخ اسلام در آئینہ پژوهش
71. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
72. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
73. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
74. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
75. Haider, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI3
76. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
77. Madelung, "Hosayn b. 'Ali i. Life", Iranica
78. New York, NY: The Islamic (2nd ایڈیشن). Al-Kafi Volume 1. Abu Ja'far Thiqatu Al-Islam (2015) 468 ص. Seminary
79. Jasim al- (ترجمہ از) The Life of Imam Musa bin Ja'far al-Kazim. Baqir Sharif al-Qarashi (2005) Rasheed (1st ایڈیشن). قم، ایران: Ansariyan Publications. ص98. ISBN 978-9644386398
80. L. Veccia Vaglieri, (al-) Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, Encyclopedia of Islam
81. Madelung (1997), pp. 14–16.
82. ۱۸ سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی، ج6، ص: 122 (
83. ۱۸ سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب أبی محمد الحسن بن علی، ج6، ص: 123 (

84. ^ا ^ب سنن النسائي، كتاب الفضائل، مناقب الحسن والحسين، ج:7، ص:317
85. ^ا ^ب Moojan Momen (1985) *An Introduction to Shi'i Islam*. Yale University Press. ص 14، 26، 27. ISBN 0-300-03531-5
86. Madelung 1997.
87. Madelung 1997.
88. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
89. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
90. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
91. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
92. پیشوایی، تاریخ قیام و مقتل
93. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
94. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
95. Madelung, Hosayn b. 'Ali i. Life. Iranica
96. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
97. ری شهری، دانشنامه امام حسین، 1388 ش، ج 2، ص 324.
98. ری شهری، دانشنامه امام حسین، 1388 ش، ج 2، ص 325.
99. دینوری، ابن قتیبہ؛ الامامہ و السياسہ، ج 1، ص 29-30؛ طبرسی، احمد بن علی؛ الاحتجاج، ج 1، ص 75 و علامہ مجلسی؛ بحارالانوار، ج 22، ص 328.
100. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418، ج 10، ص 394؛ ذہبی، تاریخ الاسلام، 1993 م، ج 5، ص 100؛ ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، 1379، ج 4، ص 40؛ بغدادی، تاریخ بغداد، 1412 ق، ج 1، ص 152.
101. ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، 1415 ق، ج 14، ص 175؛ سبط بن جوزی، تذکرة الخواص، 1418 ق، ص 212.
102. کلینی، الکافی، 1365 ش، ج 8، ص 206-207؛ ابن ابی الحدید، شرح نهج البلاغہ، 1385-1387 ق، ج 8، ص 253-254.
103. ابن خلدون، العبر، 1401 ق، ج 2، ص 573-574.
104. طبری، تاریخ طبری، 1387 هـ، ج 4، ص 269.
105. ابن قتیبہ، المعارف، 1992 م، ص 568؛ بلاذری، فتوح البلدان، 1988 م، ص 326؛ مقدسی، البدء و التاریخ، مکتبة الثقافة الدینیة، ج 5، ص 198.
106. جعفرمرتضی، الحیاة السیاسیة للامام الحسن، دارالسیرة، ص 158.
107. زمانی، حقایق پنہان، 1380 ش، ص 118-119.
108. ابن قتیبہ، الامامہ و السياسہ، 1410، ج 1، ص 59؛ بلاذری، انساب الاشراف، 1417 ق، ج 5، ص 558.
109. ری شهری، دانشنامه امام حسین، 1388 ش، ج 2، ص 331-332.
110. مجلسی، بحار الأنوار، 1363 ش، ج 10، ص 121.
111. شیخ مفید، الجمل، 1413، ص 348؛ ذہبی، تاریخ الإسلام، 1409 ق، ج 3، ص 485.
112. نصر بن مزاحم، وقعة الصفین، 1382 ق، ص 114-115.
113. ابن اعثم، الفتوح، 1411، ج 3، ص 24؛ ابن شہر آشوب، المناقب، 1379 ق، ج 3، ص 168.
114. مجلسی، بحار الأنوار، 1363 ش، ج 44، ص 266.
115. اربلی، كشف الغمة، 1421 ق، ج 1، ص 569؛ نهج البلاغہ، تحقیق: صبحی صالح، خطبہ 207، ص 323.
116. ابن عبد البر، الاستیعاب، 1412 ق، ج 3، ص 939.
117. طبری، تاریخ الامم و الملوك، 1387 ق، ج 5، ص 147.
118. ابن قتیبہ، الامامہ و السياسہ، 1410، ج 1، ص 181؛ شیخ مفید، الارشاد، 1414 ق، ج 1، ص 25.

119. كليني، الكافي، 1362، ج3، ص220؛ بلاذري، انساب الاشراف، 1417ق، ج2، ص497-498.
120. كليني، الكافي، 1362ش، ج1، ص291؛ ابن شهرآشوب، المناقب، 1379ق، ج3، ص401.
121. ابن قتبية دينوري، الإمامة و السياسة، 1410ق، ج1، ص184.
122. دينوري، الأخبار الطوال، 1368ش، ص221.
123. شيخ طوسي، اختيار معرفة الرجال(رجال كشي)، 1348ش، ص110.
124. شيخ طوسي، اختيار معرفة الرجال(رجال كشي)، 1348ش، ص110.
125. شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص32.
126. ابن اعثم، الفتوح، 1411، ج4، ص292؛ ابن شهرآشوب، المناقب، 1379، ج4، ص35.
127. طبري، تاريخ الامم و الملوك، 1387ق، ج5، ص160؛ ابن عساكر، تاريخ مدينة دمشق، 1415ق، ج13، ص267.
128. جعفریان، حیات فکری و سیاسی ائمه، 1381ش، ص157-158.
129. دينوري، الأخبار الطوال، 1368ش، ص220.
130. بلاذري، أنساب الأشراف، 1417ق، ج3، ص150.
131. طبري، تاريخ الامم و الملوك، 1387ق، ج5، ص165؛ ابن جوزي، المنتظم، 1992م، ج5، ص184.
132. Veccia Vaglieri, EI2
133. عمادی حائری، دانشنامه جهان اسلام
134. حاج منوچهری، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 678
135. عمادی حائری، دانشنامه جهان اسلام
136. Madelung, Iranica
137. عمادی حائری، دانشنامه جهان اسلام
138. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
139. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
140. Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life, Iranica
141. Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life, Iranica
142. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
143. Haider, al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3
144. Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
145. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
146. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
147. Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
148. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
149. Madelung, Iranica
150. Haider, al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3
151. مهدوی دامغانی و باغستانی، حسن بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
152. Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life, Iranica
153. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
154. Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life, Iranica
155. Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life, Iranica
156. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
157. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی

158. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2

159. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی

160. Madelung, Hosayn b. 'Ali i. Life, Iranica

161. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام

162. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام

163. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی

164. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام

165. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2

166. Madelung, Hosayn b. 'Ali i. Life, Iranica

167. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام

168. ابن عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام

169. ابن پ ت (2002) Syed Husain Mohammad Jafri The Origins and Early Development of Shi'a Islam; Chapter 6 Oxford University Press. ISBN 978-0-19-579387-1

170. مُصَنَّب بن عبد اللہ، کتاب نسب قریش، 1953ء، ج 1، ص 57-59؛ بخاری، سُر السلسلۃ العلویۃ، 1381ق، ج 1، ص 30؛ شیخ مفید، الارشاد، چاپ رسولی محلّاتی، ج 2، ص 135.

171. طبری، دلائل الامامة، 1408ق، ج 1، ص 74؛ ابن شهر آشوب، مناقب آل ابی طالب، چاپ رسولی محلّاتی، ج 4، ص 77؛ ابن طلحہ شافعی، مطالب السؤل، 1402ق، ج 2، ص 69.

172. مطہری در خدمات متقابل اسلام و ایران، ص 131-133؛ شریعتی در تشیع علوی و تشیع صفوی، ص 91؛ دہخدا، لغت نامہ؛ جعفر شہیدی در زندگانی علی ابن الحسین، ص 12 و یوسفی غروی، تقی زادہ، سعید نفیسی و کریستین ان محققین میں سے ہیں جن کے مختلف نظریے ہیں۔

173. اصفہانی، مقاتل الطالبیین، 1405ق، ص 59؛ شیخ مفید، الارشاد، 1413ق، ج 2، ص 135

174. ابن کثیر، البدایہ و النہایہ، 1408ق، ج 8، ص 229

175. مُصَنَّب بن عبد اللہ، کتاب نسب قریش، 1953ء، ج 1، ص 59؛ طبری، تاریخ الامم و الملوک، ج 5، ص 468؛ بخاری، سُر السلسلۃ العلویۃ، 1381ق، ج 1، ص 30

176. مصعب بن عبد اللہ، کتاب نسب قریش، 1953ء، ص 57؛ یعقوبی، تاریخ یعقوبی، بیروت، ج 2، ص 246.247؛ طبری، تاریخ طبری، 1382-1387ق، ج 5، ص 446

177. مقریزی، امتاع الأسماع، 1420ق، ج 6، ص 269

178. اصفہانی، کتاب الاغانی، 1383ق، ج 21، ص 78

179. اصفہانی، کتاب الاغانی، 1383ق، ج 21، ص 78

180. سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، 1401ق، ج 1، ص 249

181. مُصَنَّب بن عبد اللہ، کتاب نسب قریش، 1953ء، ج 1، ص 59؛ شیخ مفید، الارشاد، 1413ق، ج 2، ص 135؛ بیہقی، لباب الأنساب و الألقاب و الأعقاب، 1410ق، ج 1، ص 349؛ ابن شهر آشوب، مناقب آل ابی طالب، چاپ رسولی محلّاتی، ج 4، ص 113، 77

182. مُصَنَّب بن عبد اللہ، کتاب نسب قریش، 1953م، ج 1، ص 59؛ شیخ مفید، الارشاد، ج 2، ص 135؛ ابن شهر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج 4، ص 109.

183. ابن فندق، لباب الانساب، 1385، ص 355.

184. واعظ کاشفی، روضۃ الشہدا، 1382ش، ص 484.

185. ابن شهر آشوب، مناقب آل ابی طالب، چاپ رسولی محلّاتی، ج 4، ص 109؛ طبری، دلائل الامامة، 1408ق، ج 1، ص 74.

186. ابن طلحہ شافعی، مطالب السؤل، 1402ق، ج 2، ص 69.

187. ابن عساکر، تاریخ مدینۃ دمشق، 1415ق، ج13، ص262.
188. ابن کثیر، البدایۃ و النہایۃ، دار الفکر، ج5، ص338؛ سیوطی، تاریخ الخلفاء، 1425ق، ج1، ص149.
189. طقوش، دولت امویان، 1389، ص19.
190. طقوش، دولت امویان، 1389، ص19 بہ نقل از کاندلوی، حیاۃ الصحابہ، ج3، ص63.
191. نصر بن مزاحم، وقعتہ صفین، 1403، ص31-32.
192. ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ، 1415، ج1، ص64؛ ابن کثیر، البدایۃ و النہایۃ، دار الفکر، ج6، ص220.
193. شیخ مفید، الارشاد، 1413، ج2، ص14؛ ابن کثیر، البدایۃ و النہایۃ، دار الفکر، ج8، ص131.
194. طقوش، دولت امویان، 1389، ص28-29.
195. طبرسی، الإحتجاج، 1403، ج2، ص295.
196. ابن شہر آشوب، المناقب، 1379، ج2، ص351.
197. رجوع کریں: شیخ صدوق، الاعتقادات، ص104؛ ابن بابویہ قمی، الإمامۃ والتبصرہ، ص104.
198. شیخ مفید، الارشاد، 1414ق، ج2، ص30.
199. کلینی، الکافی، 1362، ج1، ص297.
200. کلینی، الکافی، 1362، ج1، ص301.
201. شیخ مفید، الارشاد، 1414ق، ج2، ص31.
202. صدوق، کمال الدین و تمام النعمۃ، ص257-258؛ خزاز رازی، ص13-14، 23، 28-29، و خزاز رازی، ص217، 221-223.
203. کلینی، الکافی، 1362، ج1، ص304.
204. کلینی، الکافی، 1362، ج1، ص291.
205. شیخ مفید؛ الارشاد، ج2، ص32؛ ابن شہر آشوب؛ مناقب آل ابی طالب، ج4، ص87.
206. بلاذری، 1996-2000، ج2، ص458-459؛ مفید، ج2، ص32.
207. دینوری، الاخبار الطوال، 1368، ص222؛ بلاذری، أنساب الأشراف، 1417ق، ج3، ص152.
208. Tabatabaei, (1979), p.196.
209. Burleigh. The Shi'ite Religion: A History of Islam in Persia and Irak. Dwight M. Donaldson (1933) Press. ص66-78.
210. Wilferd Madelung (1997). The Succession to Muhammad: A Study of the Early Caliphate. کیمبرج یونیورسٹی پریس۔ ص324-327. ISBN 0-521-64696-0.
211. Wilferd Madelung. "HOSAYN B. ALI". Iranica. 30-09-2012 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 12-01-2008.
212. Halm (2004), p.13.
213. John Dunn, The Spread of Islam, pg. 51. World History Series. Lucent Books, 1996. سان ڈیاگو: ISBN 1560062851.
214. Wilferd Madelung. "HOSAYN B. ALI". Iranica. 30-09-2012 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 12-01-2008.
215. ابن کثیر
216. Al-Sawa'iq al-Muhriqah.
217. Dakake (2007), pp. 81 and 82.
218. Wilferd Madelung. "HOSAYN B. ALI". Iranica. 30-09-2012 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 12-01-2008.
219. George Ronald, Oxford (U.K.), 1976, p.193. Balyuzi, H. M.: Muhammad and the course of Islam.

220. Wilferd Madelung. "HOSAYN B. ALI". Iranica. 30-09-2012 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 12-01-2008
221. Wilferd Madelung. "HOSAYN B. ALI". Iranica. 30-09-2012 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 12-01-2008
222. ^ا ^ب ^دمع السجوم ص 252
223. ^ا ^ب ^پ ^ت Wilferd Madelung. "HOSAYN B. ALI". Iranica. اخذ شدہ بتاریخ 12-01-2008
224. Dakake 2008, pp. 81–82.
225. Gordon, 2005, pp. 144–146.
226. Vincent J. Cornell؛ Kamran Scot Aghaie (2007). *Voices of Islam*. Westport, Conn.: Praeger Publishers. ص 117 118 and 978-0-275-98732-9:ISBN. اخذ شدہ بتاریخ 04-11-2014
227. جعفریان، حیات فکری و سیاسی ائمہ، 1381ش، ص 175.
228. ذہبی، سیر اعلام النبلا، 1993م، ج 3، ص 291.
229. دینوری، الاخبار الطوال، 1368، ص 224؛ کشی، رجال الکشی، 1348، ص 48.
230. ابن سعد، البقات الکبری، 1418، ج 10، ص 441؛ طبری، تاریخ الامم و الملوک، 1387، ج 5، ص 322؛ ابن اعثم کوفی، الفتوح، 1991، ج 4، ص 350.349.
231. دینوری، الاخبار الطوال، 1368، ص 224-225؛ بلاذری، انساب الاشراف، ج 5، ص 120-121؛ ابن قتیبہ، الامامہ والسیاسہ، ج 1، ص 202-204.
232. ابن سعد، الطبقات الکبری، 418ق، ج 10، ص 440؛ شیخ طوسی، اختیار معرفۃ الرجال (رجال کشی)، 1348، ص 50؛ ذہبی، تاریخ الإسلام، 1409ق، ج 5، ص 6؛ ابن عساکر، تاریخ مدینۃ الدمشق، 1415، ج 14، ص 206.
233. طبرسی، الاحتجاج، 1403، ج 2، ص 296.
234. یعقوبی، تاریخ الیعقوبی، دار الصادر، ج 2، ص 231؛ شیخ طوسی، اختیار معرفۃ الرجال (رجال کشی)، 1348، ص 48؛ اربلی، کشف الغمۃ فی معرفۃ الأئمة، 1421، ج 1، ص 574.
235. ابن کثیر، البدایۃ و النہایۃ، دار الفکر، ج 8، ص 79.
236. ابن قتیبہ، الامامۃ و السیاسۃ، 1410، ج 1، ص 204.
237. ابن قتیبہ، الامامۃ و السیاسۃ، 1410، ج 1، ص 208-209.
238. ابن قتیبہ، الامامۃ و السیاسۃ، 1410، ج 1، ص 211.
239. دری نجف آبادی، جلوه های از اندیشه سیاسی امام حسین، حکومت اسلامی
240. ابن شعبہ حرانی، تحف العقول، 1404، ص 68.
241. گروہی از تاریخ پژوهان، تاریخ قیام و مقتل جامع سیدالشهداء، 1389، ج 1، ص 392.
242. Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life. Iranica
243. Haider, al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3
244. Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life. Iranica
245. Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
246. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
247. Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
248. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
249. Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
250. Haider, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI3
251. Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
252. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica

253. بلاذري، انساب الاشراف، 1417ق، ج3، ص155؛ مفيد، الارشاد، 1399، ج2، ص32.
254. طبري، تاريخ الأمم و الملوك، 1387، ج5، ص338.
255. ابومخنف، مقتل الحسين، مطبعة العلمي، ص5؛ مفيد، الارشاد، 1413، ج2، ص33.
256. بلاذري، انساب الاشراف، 1417ق، ج3، ص160؛ شيخ مفيد، الارشاد، 1413، ج2، ص34.
257. بلاذري، انساب الاشراف، 1417ق، ج3، ص156؛ شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص36.
258. مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص66.
259. بلاذري، انساب الاشراف، 1417ق، ج3، ص157-159؛ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص36-38.
260. مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص41.
261. بلاذري، انساب الاشراف، 1417، ج3، ص160؛ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص66.
262. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418، ج10، ص450؛ ابن كثير، البداية و النهاية، دار الفكر، ج8، ص159 و 161.
263. Madelung, "Hosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
264. Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2.
265. Madelung, "Hosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
266. Haider, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI3.
267. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى
268. جعفریان، تاريخ سياسى اسلام
269. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى
270. Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2.
271. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى
272. جعفریان، تاريخ سياسى اسلام
273. Madelung, "Hosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
274. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى، 668
275. Haider, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3.
276. Vaglieri, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EoI.
277. Haider, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3.
278. Madelung, Hosayn b. 'Alī i. Life, Iranica.
279. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى، 668
280. Haider, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3.
281. Vaglieri, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EoI.
282. Madelung, Hosayn b. 'Alī i. Life, Iranica.
283. Vaglieri, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EoI.
284. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى، 668-669
285. Madelung, Hosayn b. 'Alī i. Life, Iranica.
286. Vaglieri, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EoI.
287. Madelung, Hosayn b. 'Alī i. Life, Iranica.
288. Vaglieri, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EoI.
289. Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2.
290. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى
291. Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2.

292. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
293. Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
294. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
295. Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
296. Haider, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI3
297. پیشوایی، تاریخ قیام و مقتل، 1: 465–467
298. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
299. Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
300. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
301. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
302. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
303. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
304. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
305. Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
306. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
307. Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
308. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
309. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
310. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
311. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
312. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
313. جعفریان، تاریخ سیاسی اسلام
314. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
315. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
316. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
317. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
318. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
319. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
320. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
321. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
322. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
323. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
324. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
325. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
326. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
327. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
328. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica
329. Vaglieri, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
330. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica

- Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 331
- Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica. 332
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 670-671
- Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life. Iranica. 334
- Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2. 335
- Madelung, Ḥosayn b. 'Alī i. Life. Iranica. 336
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 671
- Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2. 338
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 340
- Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica. 341
- Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 342
- Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica. 343
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 346
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 348
- Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica. 349
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 351
- Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 352
- Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica. 353
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- جعفریان، تاریخ سیاسی اسلام
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 357
- Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica. 358
- جعفریان، تاریخ سیاسی اسلام
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Haider, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI3. 361
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica. 363
- Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 364
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 366
- Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 367
- بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
- Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 369

Madelung, "Hosayn b. 'Ali i. Life", Iranica. 370

371. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى

Madelung, "Hosayn b. 'Ali i. Life", Iranica. 372

Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2. 373

374. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى

Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 375

376. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى

Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 377

378. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى

Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 379

380. طبرى، تاريخ الامم و الملوك، 1387ق، ج5، ص408، مسكويه، تجارب الامم، 1379، ج2، ص67؛ ابن اثير، الكامل، 1965، ج4، ص51.

381. ابن اعثم الكوفى، الفتوح، 1991م، ج5، ص83؛ طبرى، تاريخ الامم و الملوك، 1387ق، ج5، ص409؛ شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص84؛ ابن مسكويه، تجارب الامم، 1379، ج2، ص68.

382. دينورى، الاخبار الطوال، 1368، ص253؛ بلاذرى، انساب الاشراف، ج3، ص176؛ طبرى، تاريخ الامم و الملوك، 1387ق، ج5، ص409؛ ابن اثير، الكامل، 1965م، ج4، ص52.

383. طبرى، تاريخ الامم و الملوك، 1387ق، ج5، ص414؛ ابن مسكويه، تجارب الامم، 1379، ج2، ص71.

384. بلاذرى، انساب الاشراف، 1417ق، ج3، ص182؛ طبرى، تاريخ الامم و الملوك، 1387ق، ج5، ص414؛ مفيد، الارشاد، 1399، ج2، ص89.

385. طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387ق، ج5، ص417؛ مفيد، الارشاد، 1399، ج2، ص91.

386. شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص91-94.

387. طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387ق، ج5، ص429-430.

388. طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387ق، ج5، ص427؛ شيخ مفيد، الارشاد، 1413ق، ج2، ص99.

389. طبرى، تاريخ الامم و الملوك، 1387ق، ج5، ص446؛ ابوالفرج اصفهاني، مقاتل الطالبين، دارالمعرفه، ص80.

390. مفيد، الارشاد، 1399، ج2، ص112؛ خوارزمى، مقتل الحسين، 1423ق، ج2، ص41؛ طبرى، اعلام الورى، 1390، ج1، ص469.

391. طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387، ج5، ص450-453؛ ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1968، ج6، ص441؛ ابوالفرج اصفهاني، مقاتل الطالبين، دار المعرفة، ص118؛ مسعودى، مروج الذهب، 1409ق، ج3، ص62؛ مفيد، الارشاد، 1399، ج2، ص112.

392. بلاذرى، انساب الاشراف، 1417ق، ج3، ص411؛ طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387ق، ج5، ص456.

393. الارشاد، المفيد، ج2، ص113؛ بلاذرى، انساب الاشراف، ج3، ص204؛ طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387ق، ج5، ص455؛ مسعودى، مروج الذهب، ج3، ص259.

394. طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387ق، ج5، ص456.

395. طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387، ج5، ص455.

396. طبرى، تاريخ الأمم و الملوك، 1387ق، ج5، ص455.

397. مكرم، مقتل الحسين، 1426ق، ص335-336.

398. دهدست، تعداد شهدای كربلا، رشد آموزش قرآن

Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 399

400. بهراميان، حسين (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامى

Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI. 401

402. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
403. Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
404. Madelung, "Hosayn b. 'Ali i. Life", Iranica
405. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
406. Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
407. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
408. Vaglieri, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EoI
409. Madelung, "Hosayn b. 'Ali i. Life", Iranica
410. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 675
411. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
412. Madelung, Hosayn b. 'Ali i. Life. Iranica
413. Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
414. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی
415. Haider, "al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI3
416. Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2
417. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
418. بهرامیان، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 676
419. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
420. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
421. Madelung, Hosayn b. 'Ali i. Life. Iranica
422. Haider, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3
423. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2
424. Madelung, "Hosayn b. 'Ali i. Life", Iranica
425. Pierce, Twelve Infallible Men
426. Wilferd Madelung. "ALĪ B. HOSAYN B. 'ALĪ B. ABĪ ṬĀLEB". ENCYCLOPÆDIA IRANICA Online. 05-08-2017 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 01-08-2011
427. Burleigh. The Shi'ite Religion: A History of Islam in Persia and Irak. Dwight M. Donaldson (1933). Press. ص 111-101
428. The History of Islam V.2. Riyadh: Darussalam. pp. 110. Najeebabadi, Akbar Shah (2001) ب ا ب. ISBN 9960892883
429. Wilferd Madelung. "HOSAYN B. ALI". Iranica. 30-09-2012 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 12-01-2008
430. C.E. Bosworth (1960). "Mu'āwiya II". در P. Bearman (مدیر). Encyclopaedia of Islam (2nd ایڈیشن). Brill. 9789004161214:ISBN. 03-01-2020 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020
431. "al-Mukhtār ibn Abū 'Ubayd al-Thaqafi". Encyclopædia Britannica, Inc. 2013. 25-03-2015 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 22-11-2013
432. Kamal al-Syyed. "The Battle of al-Khazir". Mukhtar al-Thaqafi. Qum, Iran: Ansariyan Foundation. ص 21. 09-10-2014 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 22-11-2013
433. Al-Kashee, Ikhtiyaar Ma`arifah Al-Rijaal, pg. 127, hadeeth # 202
434. Al-Khoei, Mu`jam Rijaal Al-Hadeeth, vol. 18, pg. 93, person # 12158

435. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
436. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
437. حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرۃالمعارف بزرگ اسلامی
438. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
439. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
440. حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرۃالمعارف بزرگ اسلامی
441. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
442. حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرۃالمعارف بزرگ اسلامی
443. Madelung, "Ḥosayn b. 'Alī i. Life", Iranica.
444. حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرۃالمعارف بزرگ اسلامی
445. Haider, "al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI3.
446. دفتری، اسماعیلیہ، دائرۃالمعارف بزرگ اسلامی
447. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
448. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
449. Veccia Vaglieri.
450. بخش فقہ، علوم قرآنی و حدیث
451. Madelung.
452. جعفریان
453. طباطبائی
454. عمادی حائری
455. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۂ جهان اسلام
456. حاج منوچہری
457. حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرۃالمعارف بزرگ اسلامی
458. حاج منوچہری
459. حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرۃالمعارف بزرگ اسلامی
460. Chittick, In Search of the Lost Heart.
461. طباطبائی، ترجمۂ تفسیر المیزان، 20: 211-220
462. طباطبائی، ترجمۂ تفسیر المیزان، 211-220
463. فخر رازی، تفسیر کبیر، 244-245
464. طباطبائی، ترجمۂ تفسیر المیزان، 350-385
465. Algar, Āl-e 'Abā. Iranica.
466. فخر رازی، التفسیر الکبیر، 89-90
467. محلی و سیوطی، تفسیر الجلالین، 60
468. ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، 46
469. آلوسی، روح المعانی، 29: 157-158
470. فخر رازی، تفسیر کبیر، 30: 244-245
471. شوکانی، فتح القدیر، 5: 421
472. طباطبائی، ترجمۂ تفسیر المیزان
473. فخر رازی، التفسیر الکبیر

- https://ur.wikipedia.org/wiki/حسین_بن_علی

511. Manāqib Āl Abī-Ṭālib .Ibn Shahrashub. ج 4. ص 85
512. Al-Qurtubi. al-Tadhkirah fī Aḥwāl al-Mawtā wa-Umūr al-Ākhirah. ج 2. ص 668
513. Ibn Tawus. الملهوف على قتلى الطفوف (كتاب). ص 114
514. Muthīr al-Aḥzān .Ibn Namā al-Ḥillī. ص 85
515. Osul-al-Kafi, Vol 1. ص 384, 385
516. Ithbat-ol-Wasiyah. ص 207, 208
517. Ikhtiar Ma'refat-o-Rijal. ص 463-465
518. باقر شريف قرشي. حياة الإمام الحسين عليه السلام، Vol 3. Qom, Iran (published in AH 1413): مدرسه علميه ايرواني. ص 325
519. اللهوف على قتلى الطفوف، ص 195
520. طبرسي، فضل بن حسن، اعلام الوري بأعلام الهدى، ج 1، ص 477، قم، مؤسسه آل البيت،
521. مثير الأحزان، ص 107
522. مقتل الحسين (ع)، ج 2، ص 84
523. تذكرة الخواص، ص 238
524. اللهوف على قتلى الطفوف، ص 195
525. طبرسي، فضل بن حسن، تاج المواليد، ص 87، بيروت، دار القاري،
526. فتال نيشابوري، محمد بن احمد، روضة الواعظين و بصيرة المتعظين، ج 1، ص 192، قم،
527. مثير الأحزان، ص 107
528. أبو ریحان بیرونی، الآثار الباقية عن القرون الخالية، ص 422، تهران، مركز نشر ميراث مكتوب،
529. تذكرة الخواص، ص 238
530. قزويني، زكريا بن محمد، عجائب المخلوقات و غرائب الموجودات، ص 70، قاهره، مكتبة الثقافة الدينية،
531. شيخ صدوق، الامالي، مجلس سي و يكم، ص 232
532. فتال نيشابوري، روضة الواعظين، ص 192
533. مجلسي، بحار الانوار، ج 45، ص 140
534. رسائل المرتضي، ج 3، ص 130
535. مناقب آل ابي طالب، ج 4، ص 85
536. مجلسي، بحار الانوار، ج 44، ص 199
537. نجم الدين محمد بن جعفر بن نما حلي، مثير الاحزان، ص 85
538. سيد ابن طاووس، اللهوف في قتلي الطفوف، ص 114
539. مجلسي، بحار الانوار، ج 98، ص 334
540. مجلسي، بحار الانوار، ج 45، ص 145
541. بيروني، الآثار الباقية عن القرون الخالية، ص 331
542. محمد بن احمد مستوفي هروي، ترجمه الفتوح، ص 916
543. محمد بن احمد قرطبي، التذكرة في امور الموتى و امور الآخرة، ج 2، ص 668.
544. زكريا محمد بن محمود قزويني، عجائب المخلوقات و الحيوانات و غرائب الموجودات، چاپ شده در حاشية حياة الحيوان الكبرى، كمال الدين دميري، ج 1، ص 109.
545. احمد بن عبد الوهاب نويري، نهاية الارب في فنون الادب، ج 20، ص 300.
546. حمد الله بن ابي بكر بن احمد مستوفي قزويني، تاريخ گزيده، ص 202.
547. حمد الله بن ابي بكر بن احمد مستوفي قزويني، تاريخ گزيده ص 265.

548. غياث الدين بن همام الدين حسيني مشهور به خواندمير، تاريخ حبيب السير في اخبار افراد بشر، ص 60.
549. محمد عبد الرؤوف مناوي، فيض القدير، ج 1، ص 205.
550. عبد الله بن محمد بن عامر شبراوي، الإتحاف بحُجَّ الأشراف، تحقيق سامي الغزيري، ص 127.
551. محمد بن علي صَبَّان، إسعاف الراغبين في سيرة المصطفى و فضائل اهل بيته الطاهرين، ص 215.
552. مؤمن بن حسن مؤمن شبلنجي، نور الابصار في مناقب آل بيت النبي المختار، ص 269.
553. محمد بن احمد قرطبي، التذكرة في امور الموتى و امور الاخره، ج 2، ص 668.
554. زكريا محمد بن محمود قزويني، عجائب المخلوقات و الحيوانات و غرائب الموجودات، ص 45.
555. عبد الرووف مناوي، فيض القدير، ج 1، ص 205.
556. رسائل المرتضي، ج 3، ص 130.
557. ابن قولويه قمي، كامل الزيارات، ص 84؛
558. كليني، الكافي، ج 4، ص 571- 572.
559. ابوجعفر محمد بن حسن طوسي، تهذيب الاحكام، ج 6، ص 35- 36.
560. ابن شهر آشوب مازندراني، مناقب آل أبي طالب (ع)، ج 4، ص 77، قم، انتشارات علامه،
561. مجلسي، محمد باقر، جلا العيون، ص 748، قم، سرور، چاپ نهم،
562. ابن حبان تميمي، محمد بن حبان، الثقات، ج 3، ص 69، حيدرآباد هند، دائرة المعارف العثمانية،
563. وسائل الشيعة، ج 14، ص 403.
564. كليني، محمد بن يعقوب، الكافي، ج 4، ص 571، تهران، دار الكتب الإسلامية،
565. كليني، محمد بن يعقوب، الكافي، ج 4، ص 572.
566. مناقب آل أبي طالب (ع)، ج 4، ص 77.
567. ابن قولويه، جعفر بن محمد، كامل الزيارات، ص 35، نجف، دار المرتضوية،
568. ابن قولويه، جعفر بن محمد، كامل الزيارات، ص 36 - 37؛
569. شيخ حرّ عاملي، وسائل الشيعة، ج 14، ص 402 - 403، قم، مؤسسه آل البيت(ع)،
570. ابن نما حلي، جعفر بن محمد، مثير الأحزان، ص 106، قم، مدرسه امام مهدي(عج)،
571. خوارزمي، موفق بن احمد، مقتل الحسين (ع)، ج 2، ص 83، قم، انوار الهدى،
572. شمس الدين باعوني، محمد بن احمد، جواهر المطالب في مناقب الإمام علي بن أبي طالب(ع)، ج 2، ص 299، قم، مجمع إحياء الثقافة الإسلامية،
573. يافعي، عبد الله بن أسعد، مرآة الجنان و عبرة اليقظان في معرفة ما يعتبر من حوادث الزمان، ص 109، بيروت، دار الكتب العلمية،
574. ذهبي، محمد بن احمد، تاريخ الاسلام، ج 5، ص 15، المكتبة التوفيقية،
575. سبط بن جوزي، تذكرة الخواص، ص 239، قم، منشورات الشريف الرضي،
576. شهاب الدين نويري، أحمد بن عبد الوهاب، نهاية الأرب في فنون الأدب، ج 20، ص 480 - 481، قاهره، دار الكتب و الوثائق القومية،
577. مثير الأحزان، ص 106 - 107.
578. مجلسي، محمد باقر، بحار الانوار، ج 45، ص 144، بيروت، دار إحياء التراث العربي،
579. بلاذري، احمد بن يحيى، انساب الاشراف، ج 3، ص 214، بيروت، دار الفكر،
580. حسنى شجرى جرجاني، يحيى بن حسين، ترتيب الأمالي الخميسية، ج 1، ص 231، بيروت، دار الكتب العلمية،
581. تذكرة الخواص، ص 239.
582. سبط ابن جوزي، تذكرة الخواص، ص 265- 266 سيد محسن امين عاملي، اعيان الشيعة، ج 1، ص 626- 627
- لواعج الاشجان، ص 247- 250 محمد امين اميني، لواعج الاشجان، ج 6، ص 321- 337 مجلسي، بحار الانوار، ج 45، ص 145 جلا العيون، ص 407. سيد بن طاووس لهوف ج 2، ص 112

583. بحار الانوار، ج 45، ص 145
584. محمد امین، امینی، مع الרכب الحسینی، ج 6، ص 324، منقول از مقتل الخوارزمی، ج 2، ص 75
585. بحار الانوار، ج 45، ص 145
586. بحار الانوار ج 45، ص 178، منقول از کامل الزیارات، ص 34
587. اصول کافی ج 4، ص 571
588. مع الרכب الحسینی، ج 6، ص 325 الی 328
589. کتاب لہوف، ص 323
590. شہید قاضی طباطبائی، تحقیق درباره اولین اربعین حضرت سید الشہداء، ج 3، ص 304
591. بحار الانوار، ج 45، ص 145
592. بحار الانوار ج 45 ص 178
593. تذکرہ الخواص، ص 259، منقول از مع الרכب الحسینی، ص 329
594. ابن سعد، طبقات، ج 5، ص 112
595. مع الרכب الحسینی، ج 6، ص 330
596. مع الרכب الحسینی، ج 6، ص 331
597. مع الרכب الحسینی ص 334، منقول از تذکرہ الخواص، ص 265
598. البدایہ و النہایہ، ج 8 ص 205
599. البدایہ و النہایہ، ج 8 ص 205
600. مع الרכب الحسینی، ج 6، ص 237
601. سید محسن امین، عاملی، لواج الاشجان فی مقتل الحسین، ص 250
602. واقعة الطف، ص 197،
603. طبقات ابن سعد، ج 5، ص 99
604. تاریخ طبری، ج 5، ص 418
605. شیخ مفید، الارشاد، ص 442
606. البدایہ و النہایہ، ج 8 ص 205
607. البدایہ و النہایہ، ج 8 ص 205
608. البدایہ و النہایہ ج 8 ص 334، منقول از تذکرہ الخواص، ص 265
609. البدایہ و النہایہ ج 8 ص 334، منقول از تذکرہ الخواص، ص 265
610. Brief History of Transfer of the Sacred Head of Hussain ibn Ali, From Damascus to Ashkelon to Qahera By: Qazi Dr. Shaikh Abbas Borhany PhD (USA)، NDI, Shahadat al A'alamiyyah (Najaf, Iraq)، M.A.، LLM (Shariah) Member, Ulama Council of پاکستان، Published in Daily News، Karachi، 3 جنوری 2009 "آرکائیو کاپی" (PDF). اصل سے آرکائیو شدہ بتاریخ 14-12-2017. اخذ شدہ بتاریخ 29-08-2020.
611. Safarname Ibne Batuta.
612. Moshe Gil, A History of Palestine, 634–1099 (1997) pp. 193–194.
613. Taufik Canaan (1927). Mohammedan Saints and Sanctuaries in Palestine. London: Luznac & Co.
- ص 151
614. Meron Rapoport (5 جولائی 2007). "History Erased". Haaretz. 21-03-2020 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا. اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020

615. Sacred Surprise behind Israel Hospital (<http://articles.latimes.com/2008/may/21/world/fg-mosque2>)
 1) آرکائیو شدہ (<https://web.archive.org/web/20110222061914/http://articles.latimes.com/2008/may/>)
 by Batsheva Sobelman, special Los Angeles Times, 22 فروری 2011 بذریعہ وے بیک مشین, 21/world/fg-mosque21
616. [1] (<https://in.reuters.com/article/religion-israel-shi-ite-idINKBN0LD17G20150209>) آرکائیو شدہ (<http://web.archive.org/web/20190403085756/https://in.reuters.com/article/religion-israel-shi-ite-idINKBN0LD17G20150209>)
 Prophet's grandson Hussein honoured; وے بیک مشین; 3 اپریل 2019 بذریعہ وے بیک مشین; on grounds of Israeli hospital
617. Meron Rapoport (5 جولائی 2007). "History Erased". Haaretz. 21-03-2020 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔
 اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020
618. Brief History of Transfer of the Sacred Head of Hussain ibn Ali, From Damascus to Ashkelon to Qahera By: Qazi Dr. Shaikh Abbas Borhany PhD (USA), NDI, Shahadat al A'alamiyyah (Najaf, Iraq),
 M.A., LLM (Shariah) Member, Ulama Council of پاکستان. Published in Daily News, Karachi. پاکستان
 on 3 جنوری 2009 "آرکائیو کاپی" (PDF). اصل سے آرکائیو شدہ بتاریخ 14-12-2017. اخذ شدہ بتاریخ 29-08-2020
619. [2] (<https://in.reuters.com/article/religion-israel-shi-ite-idINKBN0LD17G20150209>) آرکائیو شدہ (<http://web.archive.org/web/20190403085756/https://in.reuters.com/article/religion-israel-shi-ite-idINKBN0LD17G20150209>)
 Prophet's grandson Hussein honoured; وے بیک مشین; 3 اپریل 2019 بذریعہ وے بیک مشین; on grounds of Israeli hospital
620. اشتہاردی، ہفت سالہ چرا صدا درآورد؟، 1391، ص 154.
621. سید مرتضیٰ، تنزیہ الانبیاء، 1409 ق، ص 227-228.
622. صالحی نجف آبادی، شہید جاوید، 1387، ص 157-158.
623. صحتی سردودی، 1385، ص 296-299.
624. طبری، تاریخ الامم و الملوک، 1387، ج 5، ص 458-459؛ مفید، الارشاد، 1413 ق، ج 2، ص 117.
625. بلاذری، انساب الاشراف، 1417 ق، ج 9، ص 317.
626. امام خمینی، صحیفہ نور، 1379، ج 17، ص 58. (<http://farsi.rouhollah.ir/library/sahifeh?volume=17&tid=2>) (2)
627. بلاذری، انساب الاشراف، 1417 ق، ج 3، ص 142، 453؛ شیخ مفید، 1413، ج 2، ص 27؛ طبرانی، المعجم الکبیر، دارالنشر، ج 3، ص 95.
628. احمد بن حنبل، المسند، دارصادر، ج 3، ص 261؛ ترمذی، سنن الترمذی، 1403 ق، ج 5، ص 325.
629. طبرانی، المعجم الکبیر، دارالنشر، ج 3، ص 101.
630. ابن سعد، الطبقات الکبری، 1418، ج 6، ص 422-419؛ ابن ابی شیبہ، المصنّف، 1409 ق، ج 6، ص 3، 15.
631. بلاذری، انساب الاشراف، 1417 ق، ج 3، ص 7؛ مفید، الارشاد، 1413، ج 2، ص 27.
632. انساب الاشراف، 1417 ق، ج 3، ص 142؛ ابن سعد، الطبقات الکبری، 1418 ق، ج 10، ص 385.
633. احمد بن حنبل، المسند، دار صادر، ج 2، ص 440؛ حاکم نیشابوری، المستدرک، 1406 ق، ج 3، ص 166؛ ترمذی، سنن ترمذی، 1403 ق، ج 5، ص 324.
634. مسلم، صحیح مسلم، 1423 ق، ج 15، ص 190؛ کلینی، الکافی، 1363، ج 1، ص 287.
635. مفید، الارشاد، 1413، ج 1، ص 168.
636. زمخشری، الکشاف، 1415 ق، ذیل آیہ 61 آل عمران؛ فخر رازی، التفسیر الکبیر، 1405 ق، ذیل آیہ 61 سورہ آل عمران.
637. احمد بن حنبل، مسند احمد، دارصادر، ج 1، ص 331؛ ابن کثیر، تفسیر القرآن، 1419 ق، ج 3، ص 799؛ شوکانی، فتح القدیر، عالم الکتب، ج 4، ص 279.

638. یعقوبی، تاریخ الیعقوبی، دار صادر، ج2، ص226؛ ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418، ج10، ص363.
639. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418، ج10، ص414.
640. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418، ج10، ص395؛ ابن ابی شیبہ، المصنّف، 1409ق، ج7، ص269.
641. ری شهری، دانشنامه امام حسین، 1388ش، ج3، ص166-3.
642. کلینی، الکافی، 1362، ج1، ص528؛ شیخ طوسی، الغیبة، 1411، ص145.
643. مجلسی، بحارالانوار، 1363ش، ج44، ص223-249.
644. منقری، وقعة صفین، 1403، ص142.
645. کلینی، الکافی، 1362، ج1، ص465.
646. ابن قولویه، کامل الزیارات، 1356، ص66.
647. ابن شهرآشوب، المناقب، 1379ق، ج4، ص82؛ مجلسی، بحارالأنوار، 1363ش، ج98، ص69.
648. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418ق، ج10، ص411؛ ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، 1415ق، ج14، ص181.
649. ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، 1415ق، ج14، ص185.
650. ابن عساکر، تاریخ مدینة دمشق، 1415ق، ج70، ص196-197؛ اس جیسے دیگر موارد کے لیے مراجعہ کریں: ابن حزم، المحلّی، دارالفکر، ج8، ص515؛ اربلی، کشف الغمہ، 1426ق، ج2، ص476.
651. اربلی، کشف الغمہ، 1421ق، ج1، ص575.
652. ری شهری، دانشنامه امام حسین، 1388، ج2، ص114-118.
653. شیخ صدوق، الخصال، 1403ق، ج1، ص135.
654. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418، ج10، ص401؛ ابن عبد البر، الاستیعاب، 1412ق، ج1، ص397.
655. مراجعہ کریں: «عزاداری ماه محرم در کشورهای جنوب شرقی آسیا برگزار می‌شود» http://fa.abna24.com/ne/ws/اخبار-آسیای-شرقی/عزاداری-ماه-محرم-در-کشورهای-جنوب-شرقی-آسیا-برگزار-می-شود_725804.html؛ «آداب و رسوم مردم شهرهای مختلف ایران در ماه محرم» <http://www.beytoote.com/art/city-country/diff/erent-cities2-muharram.html> (آرکائیو شدہ <http://www.beytoote.com/art/city-country/different-cities2-muharram.html>) بذریعہ beytoote.com (نقص:نامعلوم آرکائیو یو آر ایل).
656. بلاذری، انسابالاشراف، 1417ق، ج3، ص206.
657. مجلسی، بحار الانوار، 1363ش، ج45، ص196.
658. آئینہ‌وند، سنت عزاداری و منقبت‌خوانی، 1386ش، ص65-66 بہ نقل از ابن کثیر، البدایہ و النہایہ، ج11، ص183؛ ابن جوزی، المنتظم، 1992م، ج7، ص15.
659. مجلسی، بحار الانوار، 1363ش، ج44، باب34، ص278-296.
660. جامع زیارات المعصومین، 1389، ج3، ص36-69.
661. ابن قولویه، کامل الزیارات، 1356، ص158-161.
662. شیخ طوسی، مصباح المتہجد، 1411، ص787.
663. ابن طاووس، اللہوف، 1414ق، ص225.
664. خبرگزاری ابنا http://fa.abna24.com/news/اخبار-آسیای-غربی-و-خاورمیانه/نمایندہ-آیت‌اللہ-سیستانی-بیش-از-13-میلیون-زائر-در-مراسم-ا_728134.html
665. حاج منوچہری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 676-677.
666. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامۀ جهان اسلام
667. [Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2](#)
668. [Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2](#)
669. براتی، امام حسین در منابع اہل سنت، فرہنگ کوثر
670. [Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2](#)

671. جعفریان، تاریخ سیاسی اسلام، 2: 493
672. *Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2*
673. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
674. *Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2*
675. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
676. *Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2*
677. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
678. عمادی حائری، حسین بن علی، امام، دانشنامه جهان اسلام
679. *Veccia Vaglieri, Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2*
680. Nanji, Isma'ilism xvii. the Imamate in Isma'ilism, Iranica
681. غلامی، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 707
682. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 681-682
683. *Veccia Vaglieri, "Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2*
684. Calmard, Ḥosayn b. 'Alī ii. in Popular Shi'ism
685. 205, Flakerud, Visualizing Belief and Piety
686. محدثی، فرهنگ عاشورا، 213
687. محدثی، فرهنگ عاشورا، 203-204
688. بلوکباشی، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 696-697
689. *Haider, al-Ḥusayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3*
690. بلوکباشی، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 696-697
691. Calmard, Ḥosayn b. 'Alī ii. in Popular Shi'ism
692. بلوکباشی، تعزیه، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 591
693. Calmard, Ḥosayn b. 'Alī ii. in Popular Shi'ism
694. مسعودی آرانی، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 690-691
695. احمدی، نگاهی به سه فیلم، نقد سینما
696. مسعودی آرانی، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 691-694
697. حجازی و محمدزاده، بازتاب عاشورا در شعرای عرب، شیعه‌شناسی
698. صالحی و سهیلی گیلان، امام حسین در اشعار فارسی و عربی معاصر، پژوهش‌نامه معارف حسینی
699. میرزایی، قیام امام حسین (ع) و شعر نو عربی، علوم انسانی دانشگاه الزهرا
700. گلی زواره قمشه‌ای، کندوکاوی در نسخه‌های تعزیه، آینه پژوهش
701. ثاقب بخشایشی، گزارشی بر ادبیات رثایی آذری، امامت‌پژوهی
702. کاظم‌نژادی و دیگر، عاشورا در نقاشی قهوه‌خانه‌ای قاجار، پژوهش‌های تاریخی
703. شایسته‌فر، عاشورا در بقعه چهار پادشاه، نامه پژوهش فرهنگی
704. تیموری، هنر خوشنویسی و حماسه عاشورا، کتاب ماه هنر
705. جلالی و قبادی، پرده‌های ناتمام، جامعه‌شناسی هنر و ادبیات
706. جوانی و کاظم‌نژادی، شمایل‌نگاری شیعی در نقاشی‌های قهوه‌خانه‌ای، شیعه‌شناسی
707. لعل شاطری و جعفری دهکردی، تصاویر التزام امام حسین در محضر حضرت علی، صحیفه اهل بیت
708. آخوندی، بررسی فقهی بازنمایی چهره معصومان، دین و رسانه
709. بلوکباشی، تعزیه‌خوانی، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی

Haider, al-Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI3. 710

711. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 713

712. اسفندیاری، کتابشناسی کتابشناسی‌های امام حسین، کتاب‌های اسلامی

713. صادق‌پور، ذیلی بر کتاب‌شناسی، مشکوة

714. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 710-711

715. Pierce, Twelve Infallible Men, 32

716. جعفریان، تأملی در نهضت عاشورا، 15

717. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 710

718. Veccia Vaglieri, "Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib", EI2

719. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی

720. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 711

721. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 711

722. Veccia Vaglieri, Husayn b. 'Alī b. Abī Ṭālib, EI2

723. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 712

724. حاج منوچهری، حسین (ع)، امام، دائرةالمعارف بزرگ اسلامی، 714

725. مطهری، حماسه حسینی

726. رمز و راز آن پرچم سرخ - مرکز ملی پاسخگویی (<http://pasokhgoo.ir/node/2606>)

727. طباطبائی یزدی، العروة الوثقی، 1404ق، ج2، ص164.

728. کلیدار، تاریخ کربلا و حائرالحسین، 1376، ص52-51 و 60-58.

729. آل طعمه، کربلا و حرم‌های مطهر، مشعر، ص89-112

730. ابوالفرج اصفهانی، مقاتل الطالبیین، دارالمعرفة، ص477.

731. نگاهی نو به جریان عاشورا، 1387ش، ص425.

732. شیخ طوسی، الامالی، 1414ق، ص327؛ ابن شهرآشوب، المناقب، 1379، ج2، ص211.

733. ابن سعد، الطبقات الكبرى، 1418، ج10، ص376-410؛ بلاذری، انساب الاشراف، 1417ق، ج3، ص7؛ مسلم، صحیح

مسلم، 1423ق، ج15، ص190؛ ابن کثیر، تفسیر القرآن، 1419ق، ج3، ص799؛ مراجعه کریں حسینی شاهرودی،

«امام حسین و عاشورا از دیدگاه اهل سنت» (<http://www.noormags.ir/view/fa/articlepage/931082>) و

ایوب، م، ترجمه قاسمی، «فضایل امام حسین علیه السلام در احادیث اهل سنت» (<http://www.noormags.ir/vi>)

(<http://www.noormags.ir/vi>)

734. ایوب، م، ترجمه قاسمی، «فضایل امام حسین علیه السلام در احادیث اهل سنت» (<http://www.noormags.ir/vi>)

(<http://www.noormags.ir/vi>)

735. ابوبکر ابن عربی، العواصم من القواصم، المكتبة السلفية، ص232.

736. ابن تیمیہ، منهاج السنة النبویة، 1406ق، ج4، ص530-531.

737. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، دار احیاء التراث العربی، ج1، ص217.

738. ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، دار احیاء التراث العربی، ج1، ص216.

739. آلوسی، روح المعانی، 1415ق، ج13، ص228.

740. عقاد، ابوالشهداء، 1429ق، ص207.

741. عقاد، ابوالشهداء، 1429ق، ص141.

742. طه حسین، علی و بنوه، دارالمعارف، ص239.

743. فروخ، تجدید فی المسلمین لا فی الإسلام، دار الكتاب العربی، ص152.

744. ناصری داودی، انقلاب کربلا از دیدگاه اهل سنت، 1385، ص287-319.

745. موسوعة كلمات الامام الحسين، مقدمه، صفحہ ز۔
746. مجلسی، بحارالانوار، 1363ش، ج95، ص214۔
747. کرباسی، دائرة المعارف الحسينية، ديوان الامام الحسين، 2001م۔ ج1 و 2۔
748. ابن شعبه، تحف العقول، 1404ق، ص237-240۔
749. مفيد، الارشاد، 1413، ج2، ص97-98۔
750. خوارزمی، مقتل الحسين، 1423، ج1، ص273۔
751. میانجی، مکاتیب الأئمة، 1426ق، ج3، ص83-156۔
752. اربلی، كشف الغمة فی معرفة الأئمة، 1421ق، ج1، ص592۔
753. ابن شعبه، تحف العقول، 1404، ص245۔
754. اربلی، كشف الغمة فی معرفة الأئمة، 1421ق، ج1، ص573۔
755. ابن شهر آشوب، المناقب، 1379، ج4، ص68۔
756. خوارزمی، مقتل الحسين، 1423ق، ج1، ص273۔
757. ابن شعبه، تحف العقول، 1404، ص248۔
758. "Who-was-hussein-and-why" 19-09-2017 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020
759. Braswell, Islam: Its Prophet, Peoples, Politics and Power, 1996, p.28۔
760. "Ziyarat Ashoora – Importance, Rewards and Effects" Al Muntazar University of Islamic Studies۔ 30-07-2017 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 25-05-2017
761. Ali Asghar Azizi Tehrani (15 نومبر 2015)۔ The Torch of Perpetual Guidance, an Expose on Ziyarat۔ Ashura of al-Imam al-Husain (PDF)۔ ISBN: 978-1-5193-0816-0۔ 21-09-2018 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا (PDF)۔ اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020
762. Halm (2004), p. 15۔
763. Juan Cole "American Heroes Informed Comment"۔ 08-01-2020 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 23-04-2020
764. "In a distant age and climate, the tragic scene of the death of Husein will awaken the sympathy of the coldest reader." The Decline and Fall of the Roman Empire, vol. 2, p. 218 (<https://books.google.com/books?id=VvXSAAAAMAAJ&pg=PA218>) (<https://web.archive.org/web/201612020205830/https://books.google.com/books?id=VvXSAAAAMAAJ&pg=PA218>) 2 دسمبر 2016 بذریعہ وے بیک مشین۔
765. Reliving Karbala: Martyrdom in South Asian memory. By Syed Akbar Hyder, Oxford University Press, p. 170
766. "Rentier state and Shi'a Islam in the Iranian Revolution (Chapter 10) – Social"۔ Teda Skocpol۔ 12-06-2018 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 24-06-2017
767. یوٹیوب، ایمبیسڈر آف فیتھس، 07 اکتوبر 2016 (<https://www.youtube.com/watch?v=r4GVKxXzb2Y>)
768. یوٹیوب، ایمبیسڈر آف فیتھس، 08 اکتوبر 2016 (<https://www.youtube.com/watch?v=oV5wFoJTiqk>)
769. "کافروں کے امام حسینؑ.... تحقیق و تحریر، لالہ صحرائی"۔ 18-10-2016 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 12-10-2016

- **سازمان تبلیغات اسلامی۔ 1369** {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر اشابک= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اکتاب= رد کیا گیا (معاونت)، وپیرامیٹر title= غیر موجود یا خالی (معاونت)
- **امیرکبیر۔ 1358** {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر اشابک= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اکتاب= رد کیا گیا (معاونت)، وپیرامیٹر title= غیر موجود یا خالی (معاونت)
- **دفتر نشر فرهنگ اسلامی۔ 1359** {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر اشابک= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اکتاب= رد کیا گیا (معاونت)، وپیرامیٹر title= غیر موجود یا خالی (معاونت)
- **اطلاعات۔ 1375** {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر اسال اصلی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اشابک= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اکتاب= رد کیا گیا (معاونت)، وپیرامیٹر title= غیر موجود یا خالی (معاونت)

حواشی

منابع

- **اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔**
- **تفسیر القرآن العظیم۔ دارالکتب العلمیۃ، منشورات محمد علی بیضون۔ ج 2۔ 1419** {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر ارف= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر اشابک= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (معاونت)
- **تفسیر القرآن العظیم۔ دارالکتب العلمیۃ، منشورات محمد علی بیضون۔ ج 6۔ 1419** {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر ارف= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (معاونت)
- **تفسیر القرآن العظیم۔ دارالکتب العلمیۃ، منشورات محمد علی بیضون۔ ج 7۔ 1419** {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر ارف= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (معاونت)

- https://ur.wikipedia.org/wiki/حسین_بن_علی

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة. وزارت اوقاف و امور اسلامی کویت. ج 3. 1433 {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی ویراستار= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام ویراستار= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (معاونت)

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ . دفتر نشر الہادی. ج 2. 1378 {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |شابک= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |پیوند نویسنده= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |کتاب= رد کیا گیا (معاونت)، وپیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (معاونت)

■ تأملی در نہضت عاشورا. انصاریان. 1386 {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |شابک= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (معاونت)

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ اسکرپٹ نقص: «Citation/CS1/fa» کے نام سے کوئی ماڈیول نہیں ہے۔

■ شیعہ در اسلام. بوستان کتاب قم. 1388 {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |شابک= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |پیوند نویسنده= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر |کوشش= رد کیا گیا (معاونت)

■ المیزان فی تفسیر القرآن. دارالعلم. ج 3 {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |ترجمہ= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |رف= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (معاونت)

■ المیزان فی تفسیر القرآن. دارالعلم. ج 16 {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |ترجمہ= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |رف= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (معاونت)

■ المیزان فی تفسیر القرآن. دارالعلم. ج 18 {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |ترجمہ= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |رف= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (معاونت)

■ المیزان فی تفسیر القرآن. دارالعلم. ج 20 {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |ترجمہ= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |رف= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (معاونت)، نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (معاونت)، ونامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (معاونت)

- خانوادگی ویراستار 4= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی 1= رد کیا گیا (help),

نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی=4 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی=5 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=4 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام=4 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام=5 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده=4 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده=5 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=4 رد کیا گیا (help) and پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (help)

- (بزبان انگریزی). Bibliotheca Persica Press. Vol. XII. 2004. pp. 498–502. {{حوالہ موسوع}}: نامعلوم پیرامیٹر |دانشنامہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |سری= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |مقالہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |پیوند مقالہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |پیوند نویسندہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |پیوند ویراستار= رد کیا گیا (help), پیرامیٹر |ref=harv درست نہیں (help), and پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (help)
- In Search of the Lost Heart: Explorations in Islamic Thought (بزبان انگریزی). SUNY Press. 2012. {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر |شابک= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (help), and نامعلوم پیرامیٹر |پیوند نویسندہ= رد کیا گیا (help)
- Visualizing Belief and Piety in Iranian Shiism (بزبان انگریزی). A&C Black. 2010. {{حوالہ کتاب}}: اس حوالہ میں نامعلوم یا خالی پیرامیٹر موجود ہے: |مکان= (help), نامعلوم پیرامیٹر |شابک= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی= رد کیا گیا (help), and نامعلوم پیرامیٹر |نام= رد کیا گیا (help)
- (بزبان انگریزی). Brill. Vol. 34. 2016. {{حوالہ موسوع}}: الوسيط |entry-url-access= بحاجة ل |entry-url= (help), نامعلوم پیرامیٹر |دانشنامہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |مدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی ویراستار1= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی ویراستار2= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی ویراستار3= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی ویراستار4= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی ویراستار5= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام خانوادگی ویراستار1= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام ویراستار2= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام ویراستار3= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام ویراستار4= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام ویراستار5= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |اویرايش= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |پیوند مدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |پیوند ویراستار2= رد کیا گیا (help), پیرامیٹر |ref=harv درست نہیں (help), and پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (help)
- (بزبان انگریزی). E. J. Brill. Vol. 7. 1993. pp. 263–268. {{حوالہ موسوع}}: الوسيط |entry-url-access= بحاجة ل |entry-url= (help), نامعلوم پیرامیٹر |دانشنامہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |مدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |مکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر |نام

خانوادگی ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار=4 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=4 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اویرایش= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند مدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند ویراستار=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند ویراستار=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر a= رد کیا گیا (help), and پیرامیٹر ref=harv درست نہیں (help), and پیرامیٹر title= غیر موجود یا خالی (help)

■ The Cambridge History of Islam (بزبان انگریزی). Cambridge University Press. 1977. {{حوالہ کتاب}}: اس حوالہ میں نامعلوم یا خالی پیرامیٹر موجود ہے: امکان= (help), نامعلوم پیرامیٹر اشابک= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ا نام=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام=3 رد کیا گیا (help) and نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (help)

■ The Succession to Muhammad: A Study of the Early Caliphate (بزبان انگریزی). Cambridge University Press. 1997. {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر اشابک= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (help) and نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (help)

■ (بزبان انگریزی). Bibliotheca Persica Press. Vol. XII. 2004. pp. 493–498. {{حوالہ موسوعہ}}: نامعلوم پیرامیٹر ا دانشنامہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اسری= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ا نام ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند مدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند ویراستار= رد کیا گیا (help), پیرامیٹر ref=harv درست نہیں (help), and پیرامیٹر title= غیر موجود یا خالی (help)

■ (بزبان انگریزی). Bibliotheca Persica Press. Vol. XIV. 2007. pp. 210–212. {{حوالہ موسوعہ}}: نامعلوم پیرامیٹر ا دانشنامہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اسری= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ا مقالہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ا نام ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند مقالہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند ویراستار= رد کیا گیا (help), پیرامیٹر ref=harv درست نہیں (help), and پیرامیٹر title= غیر موجود یا خالی (help)

■ Twelve Infallible Men: The Imams and the Making of Shi'ism (بزبان انگریزی). Harvard University Press. 2016. {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر اشابک= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (help), and نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (help)

■ (بزبان انگریزی). Bibliotheca Persica Press. Vol. I. 1985. pp. 838–848. {{حوالہ موسوعہ}}: نامعلوم پیرامیٹر ا دانشنامہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اسری= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ا مقالہ= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی

- ویراستار = رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ا نام خانوادگی=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار = رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نامعلوم پیرامیٹر ا پیوند نویسنده=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند ویراستار = رد کیا گیا (help), پیرامیٹر ref=harv درست نہیں (help), and پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (help)
- "The rise of Islam, 600–705". (بزبان انگریزی). Cambridge University Press. Vol. 1. 2010. pp. 171–225. {{حوالہ کتاب}}: نامعلوم پیرامیٹر اشباک= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر افصل یوآرایل رسائی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند فصل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر کتاب= رد کیا گیا (help), and پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (help)
- (بزبان انگریزی). E. J. Brill. Vol. 1. 1960. pp. 381–386. {{حوالہ موسوع}}: الوسيط |entry-url=access =بجاء ل |entry-url= (help), نامعلوم پیرامیٹر ادانشنام= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ا ویرایش= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند مدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=3 رد کیا گیا (help), and پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (help)
- (بزبان انگریزی). E. J. Brill. Vol. 3. 1971. pp. 607–615. {{حوالہ موسوع}}: الوسيط |entry-url=access =بجاء ل |entry-url= (help), نامعلوم پیرامیٹر ادانشنام= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر امکان= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام خانوادگی ویراستار=4 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=3 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر انام ویراستار=4 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ا ویرایش= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند مدخل= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر اپیوند نویسنده= رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=1 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=2 رد کیا گیا (help), نامعلوم پیرامیٹر ویراستار=3 رد کیا گیا (help), and پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (help)

Quran, 3: 59 (<http://tanzil.net/#3:59>) .2

Quran, 3: 61 (<http://tanzil.net/#3:61>) .3

Quran, 21:111 (<http://tanzil.net/#21:111>) .4

حوالہ جات

کتابیں

- The English Translation of Sahih Al Bukhari With the Arabic Text (1996) Muhammad Ibn Ismail Al-Bukhari (بزرگان انگریزی و عربی). ترجمہ از Muhammad Muhsin Khan. Al-Saadawi Publications. ISBN 1-881963-59-4
- (1927) Tawfiq Canaan. Mohammedan Saints and Sanctuaries in Palestine. London, انگلینڈ: Luzac & Co. 16-05-2019 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 16-07-2020
- (2007) Maria Massi Dakake. The Charismatic Community: Shi'ite Identity in Early Islam. SUNY Press. ISBN 978-0-7914-7033-6
- (2005) Matthew Gordon. The Rise of Islam. Greenwood Press. ISBN 0-313-32522-7
- (2004) Janet Watson؛ Heinz Halm؛ Marian Hill. Shi'ism. Edinburgh University Press. ISBN 0-7486-1888-0
- (1997) Wilferd Madelung. The Succession to Muhammad: A Study of the Early Caliphate. Cambridge University Press. ISBN 0-521-64696-0
- (1979) Tabatabae. Shi'ite Islam. Sayyid Mohammad Hosayn. Suny Press. ISBN 0-87395-272-3

انسائیکلوپیڈیا

- دائرۃ المعارف بریٹانیکا. Encyclopædia Britannica, Inc. {{حوالہ موسوعہ}}: |پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (معاونت)
- دائرۃ المعارف ایرانیکا. Center for Iranian Studies, Columbia University. ISBN 1-56859-050-4 {{حوالہ موسوعہ}}: |پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (معاونت)
- Encyclopaedia of the Qur'an. Brill Publishers, Leiden. ISBN 90-04-14743-8 {{حوالہ موسوعہ}}: |پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (معاونت)
- دائرۃ المعارف الاسلامیہ {{حوالہ موسوعہ}}: |پیرامیٹر |title= غیر موجود یا خالی (معاونت)

بلاگ

- Sacred Surprise behind Israel Hospital (<http://articles.latimes.com/2008/may/21/world/fg-mosque> 21 آرکائیو شدہ <https://web.archive.org/web/20110222061914/http://articles.latimes.com/2008/may/21/world/fg-mosque> 22 فروری 2011 بذریعہ وے بیک مشین، by Batsheva Sobelman, special Los Angeles Times

بیرونی روابط

- حسین ابن علی (<http://www.britannica.com/eb/article-9041622>) انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا کا ایک مضمون۔

- Biography of Imam Husayn (https://www.youtube.com/watch?v=33el2YX3-_Y) یوٹیوب پر
- انسائیکلوپیڈیا ایرانیکا کا مضمون ولفرڈ میڈیلونگ کے ذریعہ حسین ابن علی (http://www.iranicaonline.org/articles/hosayn-b-ali-i)
- انسائیکلوپیڈیا ایرانیکا کا مضمون، ژان کالمارڈ کے ذریعہ، مشہور شیعہ in میں حسین ابن علی (http://www.iranicaonline.org/articles/hosayn-b-ali-ii)
- غیر مسلموں کی نظر میں امام حسین (http://www.al-islam.org/nutshell/files/husaynviews.pdf)
- تیسرا امام (https://web.archive.org/web/20121227062056/http://www.al-islam.org/kaaba14/6.htm)
- شہدائے کربلا (http://www.al-islam.org/short/sorrows/names.htm)
- حسین بن علی کی وفات کا ایک بیان (http://www.islamfrominside.com/Pages/Articles/Ashura.html)
- خوش کن کتابوں کے ذریعہ انٹرایکٹو خاندانی درخت (https://web.archive.org/web/20111010094643/http://www.happy-books.co.uk/muhammad-ibn-abdullah-lineage-and-family-tree/family-tree-diagram-of-lineage-and-relatives-of-prophets-and-companions-in-muslim-history.php?id=112)
- قصہ کربلا: مقاتل ای ابی مخنف (http://www.wilayatmission.com/EngBooks.html)
- حسین ابن علی کے مقدس سرمبارک کی منتقلی کی مختصر تاریخ، دمشق سے اشکیلون قاہرہ بذریعہ قاضی ڈاکٹر شیخ عباس بورنہ پی ایچ ڈی (امریکا)، این ڈی آئی، شہادت الاعلمیہ (نجف، عراق)، ایم اے، ایل ایل ایم (شریعت) ممبر، علما کونسل آف پاکستان۔ ڈیلی نیوز، کراچی، پاکستان میں 3 جنوری 2009 کو شائع ہوا۔

حسین بن علی بنو ہاشم چھوٹی شاخ قریش پیدائش: 3 شعبان 4 ھ 10 اکتوبر 625ء وفات: 10 محرم 61 ھ 10 اکتوبر 680ء		
مناصب اہل تشیع		
ماقبل زین العابدین	دوسرا اسماعیلی شیعہ 3rd شیعہ، اسماعیلی، اور زیدیوں کے امام 680–669	ماقبل حسن ابن علی متنازع نزاری
مابعد محمد ابن حنفیہ کیسانی جانشین		

ویکی ذخائر پر **حسین بن علی** سے متعلق سمعی و بصری مواد ملاحظہ کریں۔



ویکی اقتباس میں **حسین بن علی** سے متعلق اقتباسات موجود ہیں۔



سانچے

Navbox: سانچے

سانچہ:فاطمہ زہراء سانچہ:وزراء صحابہ سانچہ:ائمہ اثنا عشریہ سانچہ:صحابہ سانچہ:فقہاء صحابہ سانچہ:محمد بن عبد اللہ سانچہ:شیعییت میں محترم شخصیات سانچہ:واقعہ کربلا سانچہ:صحابہ سانچہ:واقعہ کربلا 1 سانچہ:متعدد ابواب سانچہ:معلومات کتب خانہ سانچہ:اموی دور کے شعراء سانچہ:جنت کی بشارت پانے والے صحابہ

سانچہ:Broken ref:

سانچہ:Broken ref:

اخذ کردہ از «https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=حسین_بن_علی&oldid=9951581»